موسیٰ و فرعون، شبیرؓ و یزید
ایں دو قوت از حیات آمد پدید

مناظرہ

اہلِ حسین رضی اللہ عنہ و اہلِ یزید علیہ لعنۃ اللہ

مؤلفہ

محمد اشرف مراوی فاروق آبادی

مکتبہ لاثانیہ نقشبندیہ فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آمد پدید

مناظرہ

اہلِ حسین رضی اللہ عنہ و اہلِ یزید علیہ اللعنۃ

مؤلفہ

محمد اشرف مرالوی فاروق آبادی

اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شانِ اقدس میں ایک تحقیقی شاہکار۔ یزید اور اہل یزید کی بدکرداری بدنصیبی اور دشمنیٔ رسول اور اہل بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر محققانہ استفسار اہل اسلام کے لئے حق کا اظہار اور ہدایت کی دائمی راہ آشکار اور گمراہ کن نام نہاد مولوی نما متکبر افراد کے لئے دعوتِ فکر و توبہ و استغفار، دشمنان خانوادۂ رسول کے لئے دندان شکن پھٹکار اور محبان نبیؐ مختار و اہل بیت کے لئے باعث فرحت و استبشار کتاب لاجواب فی شانِ صحابہ و اہل بیت اطہار (رضی اللہ عنہم)

مکتبہ لاثانیہ نقشبندیہ فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

نام کتاب . . . مناظرہ اہل جبین و اہل یزید

نام مؤلف . . . . . چوہدری محمد اشرف مرالوی فاروق آبادی

تاریخ اشاعت . . . ذوالحجہ ــــ ھ

کتابت . . . . عبدالرحمٰن قریشی فاروق آباد گاؤں

تعداد اشاعت اوّل . . . . ۵۰۰ پانچسو

ناظم اشاعت . . . . . چوہدری محمد معظم بوبک فاروق آبادی

فہرست مضامین

یارب صلِّ وسلّم علیٰ حبیبک سیدنا محمدٍ النبی المختار رحمت للعالمین
وسیلتنا فی العالمین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ واھلِ بیتہٖ وذریتہٖ
اجمعین ۰

نعت

صبحِ طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغِ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مستِ بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

نور کی سرکار سے پایا دوشالا نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

...ک حبیبِ خالقِ کونین تھے حسن — نورِ نگاہ صاحبِ قوسین تھے حسن
...ولا علی کے قرۃ عینین تھے حسن — اور فاطمہ کے قلب کی چین تھے حسن
یہ سب مہاجرین کی آنکھوں کا نور تھے
انصار واہلِ بیت کے وجہِ سرور تھے
ہر علم وفضل میں مسلم تھے پیشوا — علمِ سلوک میں تو یہ تھے خیر اصفیا
جاہ و وقار عز و حشم میں تھے مجتبیٰ — جود و کرم و داد و دہش میں تھے بادشاہ
از فرق تا قدم تھے حسن مظہرِ نبی
ہم شکل فاطمہ تھے وہم صورتِ علی

...ک خدائے پاک کے محبوب تھے حسین — حضرت رسولِ پاک کے مرغوب تھے حسین
...ے مہاجرین کے مطلوب تھے حسین — انصار سب یہ کہتے تھے کیا خوب تھے حسین
لختِ علی تھے راحتِ قلبِ بتول تھے
گلزارِ اہلِ بیت کے خوش رنگ پھول تھے
...یبہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے امام — چوتھا برس تھا اس سن ہجری کا لاکلام
...عبان کی تھی پانچویں تاریخ وقت شام — خود آئے دیکھنے کو انھیں سیدالانام
فرمایا اے علی یہ بنا میرے دل کا چین
دو نام اس کے رکھتا ہوں شبیر اور حسین

یا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّم علیٰ حبیبکَ سیدنا محمدٍ نبیِّ الاُمّیِ رحمۃ اللعالمین
وَسیلتنا فی الدارین وَعلیٰ آلِہٖ وَاصحابِہٖ وَاہل بیتِہٖ وَذریّتِہٖ اجمعین

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری

محبوب آقا و مولا سیدی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں سراپا عجز و نیاز فقیر بے بس و بے کس آنحضرت اور آنجناب کے اہل بیت اطہار سے اپنی محبت و عقیدت اور آنجناب کے صحابہ کرام سے حُسنِ عقیدت کے پھولوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے صدائے گدایانہ زیرِ لب پیش کرتا ہے کہ قبول فرمائیں اور اپنی التفاتِ کریمانہ اور شفاعتِ محبوبانہ سے مشرف فرمائیں

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلیٰ آلِکَ وَ اَصحابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ۔

سراپا آرزو
گدائے بارگاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد اشرف مراڑوی فاروق آبادی

حق بمقابلہ باطل

موسیٰ و فرعون شبیر و یزید
این دو قوت از حیات آمد پدید

(اقبال)

حُبِّ اہل بیت بُنیادِ اسلام

لِکُلِّ شَیْئٍ اَسَاسٌ وَاَسَاسُ الْاِسْلَامِ حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحُبُّ اَھْلِ بَیْتِہٖ (الحدیث)

ترجمہ۔۔ ہر شے کی بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور آپ کے اہل بیت کی محبت ہے۔

(ادب المفرد)

بے حُبِّ اہل بیت عبادت حرام ہے
زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے

"شاید کہ ترے دل میں اُتر جائے میری بات"

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محم
آلہ واصحابہ وعترتہ اجمعین اما بعد

الحمد للہ خالق العالمین کہ وہ جسے چاہے سعادت و خوش بختی کا مو
کر دیتا ہے اور وہ بھی اپنے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
کے وسیلہ جلیلہ سے گزشتہ ماہ محرم ـــــھ کے دوران فاروق آباد کے ا
میں بھی مسلمانوں نے بڑے جوش و عقیدت سے سیدنا امام حسین اور ان
ساتھیوں رضی اللہ عنہم کو اپنی محبت و عقیدت کا خراج پیش کیا جگہ جگہ
منعقد ہوئے اور شہدائے کربلا کے فضائل و محاسن بیان کئے گئے۔ نعت
خوانوں نے تہ دل سے عقیدت و محبت بھری نعتیں پڑھ کر حسن عقید
کے پھول نچھاور کئے۔ عوام الناس اہل اسلام نے اپنی اپنی بساط کے مطا
بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور کمال احترام کے ساتھ ماہ شہداء منایا۔ فار
مسجد ختم نبوت میں جلسہ کے دوران یہاں کے مقامی بہترین نعت
جناب حاجی محمد امین صاحب نے نعت خوانی کرتے ہوئے ایک شعر

"ادھر تھے کھڑے خاص شیطان والے ــــ ادھر تھے نبی اور رحمان وا"

("یہ الفاظ لشکر حسین اور لشکر یزید کے متعلق تھے")

بعد میں جلسہ کے مقرر اعظم جناب گل احمد عتیقی صاحب جو خود ک
مفتی بھی کہلواتے ہیں نے نعت خوان مذکور کے ان الفاظ پر اپنی تقر
میں زبردست تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ایسے الفاظ ہرگز نہ بولے جا
کیونکہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف میدان کربلا میں جلیل القدر
صحابہ کرام بھی لشکر یزید میں شامل تھے اس پر شہر میں عوام کی اکثر

مسئلہ زیر گفتگو آ گیا کہ کیا واقعی لشکر یزید بھی محترم و مکرم ہے؟
مفتی گل احمد عتیقی صاحب کے پاس جامعہ عثمانیہ فاروق آباد میں بالمشافہ
شخص یہ دریافت کرنے کے لئے بھیجے گئے کہ کون صحابہ تھے جو لشکر
میں امام رضی اللہ عنہ کے خلاف موجود تھے مفتی مذکور نے چند صحابہ
نام لئے اور تصدیق کر دی کہ وہ وہاں صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
موجودگی اور حسین دشمنی کا مسلک رکھتے ہیں۔ عتیقی صاحب کے پاس
جانے والے حضرات ملک محمد امین صاحب اور حاجی احمد رضا شیخ صاحب
ساکن فاروق آباد تھے۔

چند یوم بعد بندہ راقم الحروف محمد اشرف عفی عنہ اپنے پڑوسی
جناب پیر سید رشید احمد شاہ صاحب تونگی کے ہمراہ جامعہ عثمانیہ میں گل احمد
عتیقی صاحب کے پاس نماز عصر کے بعد گئے ہم دونوں ہی گل احمد عتیقی
صاحب سے مانوس تھے اور انہیں عالم دین سمجھتے ہوئے گاہے گاہے
بڑے خلوص سے ان کے پاس جاتے تھے۔ کہ ان کی اچھی گفتگو سے فیضیاب
ہوں اس دن بھی حاضر ہوئے اور جو مسئلہ شہر میں زبان زد عام تھا
اس کے بارے میں بات چھڑ گئی راقم الحروف مسجد ختم نبوت والے جلسہ
میں خود حاضر نہ تھا۔ گل احمد عتیقی صاحب کے خیالات لوگوں کی معرفت
سن کر حیران تھا کہ انہوں نے کیسے کہہ دیا کہ صحابۂ کرام امام صاحب
کے مخالف تھے۔ بہرحال دوران گفتگو عتیقی صاحب نے کہا کہ لشکر یزید
والوں کو شیطان والے نہیں کہنا چاہئے کیونکہ امام صاحب کے مقابلہ میں
کربلا میں صحابہ کرام بھی تھے (رضی اللہ عنہم)

جناب سید رشید احمد تونگی صاحب گفتگو کر رہے تھے میں سن رہا
تھا۔ گل احمد عتیقی صاحب بڑے جوش اور جذبے کے ساتھ بلکہ غصے کے
ساتھ کلام کر رہے تھے اور راقم الحروف عتیقی کے گھٹنے کو ہاتھ لگا لگا کر

بار بار نرمی سے بات کرنے کے لئے گزارش کرتا رہا۔ لیکن عتیقی صاحب کے جوش و غصّہ میں کمی نہیں آرہی تھی۔ سید رشید احمد شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم ہرگز ہرگز تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی امام حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف لشکرِ یزید میں آ گئے۔ اس کا جواب عتیقی صاحب نے یوں دیا۔

"آپ کون ہیں؟ کیا چیز ہیں آپ میں اس بات پر مناظرے کے لئے بالکل تیار ہوں کوئی ماں کا لعل آجائے خواہ وہ کریم (مولانا عبدالکریم خانقاہ ڈوگراں والے) ہی کیوں نہ ہو میں اپنے پاس کتابیں رکھ کر بیٹھا ہوں"

عتیقی صاحب کے یہ متکبرانہ اور حقارت آمیز الفاظ راقم الحروف کی طبیعت پر بڑے ناگوار گزرے تو میں نے فوراً ہی عتیقی صاحب سے دھیمے سے انداز میں کہہ دیا کہ وہ ماں کا لعل یہ بندہ حاضر ہے مناظرہ میرے ساتھ ہی کر لیں عتیقی صاحب نے بڑے جوش سے راقم الحروف کی طرف رُخ کیا اور کہا کہ ہاں کریں راقم الحروف نے یہ سوال کیا۔

راقم الحروف :۔ لائیے حوالۂ کتاب دکھائیں جہاں لکھا ہے کہ صحابہ بھی اہلِ بیت کے مخالفین میں شامل تھے؟

عتیقی صاحب عتیقی صاحب نے مقدمہ تاریخ ابن خلدون پیش کیا۔ عربی عبارت میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے خطاب میں لفظ فیکُم تھا۔ مراد یہ تھا کہ امام صاحب نے فرمایا تم میں انس بن مالک وغیرہ صحابہ موجود ہیں ان سے پوچھ لیں"

راقم الحروف ..یہاں فیکُم کے لفظ کے معانی میں بھی سوں احتمال ہیں۔ لہٰذا یہ لفظ فیکُم صحابہ کی لشکرِ یزید میں موجودگی کی دلیل نہیں ہو سکتا۔

عتیقی صاحب لائیے مجھے لکھو ہیں وہ پچاس احتمال کیا کیا ہیں۔

راقم الحروف :۔ آپ گفتگو کو سمجھتے نہیں پچاسوں سے مراد ہے متعدد احتمال۔

عتیقی صاحب :۔ آپ گفتگو میں مخادع ہیں۔

راقم الحروف :۔ جی بہتر جناب۔ گزارش ہے کہ تاریخ ابن خلدون ایک مؤرخ کی کتاب ہے تاریخی کتاب اپنے مصنف کی آئینہ دار ہوتی ہے ابن خلدون کوئی مسلمہ محدث نہیں کہ اس کے لکھے ہوئے تاریخی واقعات ہم تسلیم ضرور کریں اتنے اہم مسئلہ پر تاریخ کی کتاب کوئی حیثیت نہیں رکھتی جبکہ مسئلہ کی نوعیت شرعی ہو لہٰذا اس کتاب کو دور پرے رکھ دیں اور کوئی دیگر حوالہ پیش کریں۔

عتیقی صاحب میرے پاس یہ بخاری شریف ہے اس کا حوالہ دیکھیں یہ حدیث ہے اس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ یزید بڑا اچھا آدمی ہے اس کی بیعت مت توڑیں۔ اس میں ثبوت ہے کہ یزید اچھا تھا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور اُن کے خاندان والے یزید کی بیعت تھے۔

راقم الحروف :۔ یہ سارا متن حدیث نہیں یہاں قول صحابی ہے۔ جو

اثر کہلاتا ہے نہ کہ حدیث متن کا صرف درمیانی ایک جملہ ہی حدیث رسول ہے لیکن اس پورے متن میں یزید کا کوئی ذکر نہیں لہذا مبہم ہے دلیل نہیں بنتی یہاں ھذا کا لفظ نسبت یزید کی نفی کرتا ہے عبداللہ بن عمر مدینہ میں تھے یزید دمشق میں ھذا کا لفظ قریب مذکر محسوس مبصر کے لئے ہوتا ہے یہاں احتمال بھی ہے عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کے انتخاب کا جنہیں اہل مدینہ نے امیر چن لیا تھا یہاں اس بیعت کا بھی امکان موجود ہے۔ نیز یہ کہ یہ بات اصل موضوع سے بعید ہے۔ موضوع سخن لشکر یزید میں کربلا میں صحابہٴ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی ہے نہ کہ کسی قسم کی بیعت آپ بتائیں کہ کتنے صحابہ امام صاحب کے خلاف تھے

عتیقی صاحب:۔ پچاس ہزار صحابہ تھے جو امام صاحب کے خلاف تھے۔

راقم الحروف:۔ ان پچاس ہزار صحابہ کی فہرست دکھائیں۔

عتیقی صاحب:۔ میں دکھا دوں گا لاہور کتابیں رکھی ہیں وہاں سے لاؤں گا۔

راقم الحروف:۔ ٹھیک ہے آپ لاہور سے لاکر دکھا دیں لیکن یہ ممکن نہیں کہ آپ دکھا سکیں۔ آپ کسی ایک صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایک مستند قول ہی ثابت کر دیں جو مبہم نہ ہو بلکہ با وضاحت ہو اور کہا ہو کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف میں یزید کی حمایت کرتا ہوں

کیونکہ امام صاحب غلط راستے یا طریقے پر ہیں۔

عتیقی صاحب:۔ سند کس طرح کی آپ کو چاہیئے۔

راقم الحروف:۔ سند میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی یا امام غزالی یا امام جلال دین سیوطی یا مجدد الف ثانی یا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ جیسی کوئی شخصیت ضرور ہو۔

عتیقی صاحب:۔ ٹھیک ہے لاہور سے کتابیں لاکر دکھائیں گے۔

اس اثناء میں جناب امانت علی صاحب خطیب مسجد نور غلہ منڈی فاروق آباد آچکے ہوئے تھے جو عتیقی صاحب کو کہہ رہے تھے کہ نماز مغرب کے بعد مسجد نور میں جلسہ میں آکر تقریر فرمائیں اور ساتھ انہوں نے راقم الحروف اور سید رشید احمد شاہ صاحب کو دعوت دی کہ آپ بھی جلسہ میں ضرور آئیں اور تقریر سنیں۔ سید رشید احمد شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم اس شرط پر آئیں گے کہ عتیقی صاحب وہاں صرف شان اہل بیت بیان کریں کوئی نزاعی بات نہ کریں۔ اس پر عتیقی صاحب نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا آپ جلسہ میں آئیں۔

بندہ راقم الحروف وہاں سے گھر آگیا مغرب کے بعد مسجد نور میں جلسہ میں اس وقت پہنچا جب عتیقی صاحب کی تقریر صرف پانچ منٹ بعد تک ہوئی اور جلسہ ختم ہو گیا مجھے سامعین میں شامل ہوتے دیکھتے ہی عتیقی صاحب نے رُخ میری طرف کیا اور جوش تقریر میں کہنے لگے۔ یسترنا القرآن پڑھنا نہیں آتا اور یہاں تحقیق کرتے پھرتے ہیں۔ بتاؤ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کیوں ابن زیاد کے

سامنے گئے کیا کام تھا ان کا کوفہ میں وغیرہ وغیرہ
راقم الحروف نے خاموشی اختیار رکھی لیکن دلی دکھ ہوا
کہ عتیقی صاحب بجائے سمجھنے کے مزید بے باک دلیر
اور اڑیل ہو رہے ہیں۔ اور اختلاف کو جان بوجھ کر عام
پبلک میں لا رہے ہیں راقم الحروف فوراً وہاں سے باہر نکلا
لیکن آتے آتے سامعین کے سامنے ہی بلند آواز سے کہہ دیا
کہ "محمد متقی صاحب! [illegible] اعتراض
ہے لہذا میں جا رہا ہوں" یہ بات میں نے عتیقی صاحب
کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہی تھی۔

مناظرہ کا چیلنج

چند ہی دن بعد مسجد سید پتی حیدری ناظم آباد
میں جلسہ میں راقم الحروف کو تقریر کا وقت ملا۔ تو
دوران تقریر میں نے عتیقی صاحب کو برسرِ عام مناظرہ
کا چیلنج دیا کہ جہاں بھی وہ پسند کریں جگہ اور وقت مقرر کر
لیں اور میرے ساتھ مناظرہ کریں میں کہتا ہوں کوئی
صحابی رسول امام حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف یزیدی
لشکر میں جنگ کے لئے نہ آیا تھا عتیقی صاحب ثابت
کریں کہ صحابہ امام صاحب کے خلاف جنگ میں آئے
تھے۔

چنانچہ چند دن تک انتظار رہا کہ عتیقی صاحب
کوئی جواب دیں گے۔ لیکن خاموشی ہی رہی حتیٰ کہ
ایک روز مجھے پتہ چلا کہ گزشتہ رات حکیم محمد اقبال
صاحب کی دکان پر جامعہ عثمانیہ کی انتظامیہ نے
فاروق آباد منڈی کے تمام علماء کو بلایا ہوا تھا۔

اس کے علاوہ خانقاہ ڈوگراں سے مولانا عبدالکریم
صاحب بھی ہمراہ گئے تھے کہ وہ سب عتیقی صاحب
کے مسلک کی تصدیق کر دیں گے لیکن معاملہ الٹ ثابت
ہوا تمام علماء جن کی تعداد تقریباً چالیس بتائی جاتی ہے
نے عتیقی صاحب کی تصدیق و تائید نہ کی عتیقی صاحب سے
مولانا عبدالکریم صاحب اور مولانا امام دین صاحب نے
گفتگو کی اور عتیقی صاحب کو غلطی پر ثابت کیا اور آئندہ
ایسی بات کرنے سے باز رہنے کے لئے کہا۔ یہ معلوم نہیں
ہو سکا کہ عتیقی صاحب نے بھی اپنی غلطی تسلیم کی یا نہ
کی کیونکہ راقم الحروف کو وہاں نہیں بلایا گیا تھا اور یہ
سنا گیا ہے کہ عتیقی صاحب نے وہاں اپنی تقریر میں
راقم الحروف کو کچھ گالیوں اور نازیبا گندے الفاظ سے
بھی نوازا اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ جلسہ
اصل میں راقم الحروف کی مذمت کے لئے ہی انتظامیہ جامعہ
عثمانیہ نے بلایا تھا لیکن مجھے باوجود اطلاع نہ دینے اور
نہ بلانے کے اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کے صدقہ عزت
دی اور عتیقی صاحب کی مذمت و تذلیل ہو گئی۔

اس کے بعد اب تک احباب راقم الحروف کو
بتا رہے ہیں کہ عتیقی صاحب بدستور اپنے اسی غلط
مسلک پر قائم ہیں اور کہتے ہیں کہ "میں اپنے مسلک
پر قائم ہوں" نیز احباب مسلسل اصرار کر رہے ہیں
کہ اس مسئلہ پر کتابچہ ضرور لکھا جائے تاکہ اصل حقیقت
واضح ہو۔ اگرچہ راقم الحروف خود نہیں چاہتا تھا

کہ کچھ اس سلسلے میں تحریر کیا جائے لیکن دوستوں کے اصرار کے باعث قلم اٹھا رہا ہوں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قبول فرمائے اور عتیقی صاحب اور اس قسم کے اُن کے دوسرے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ صحیح سمجھنے کی توفیق دے

ع
"ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پہ جانا پڑا"

راقم الحروف نے پوری تحقیق کے ساتھ حقیقت [illegible] کرنے کی سعی کی ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ مقالہ تحقیقی دستاویز ہے جذبات و تعصب کا اس میں کوئی دخل نہیں ہر بات مستند با حوالہ پیش کر رہا ہوں۔

اگرچہ راقم الحروف کوتاہ علم غلام اہل بیت رضی اللہ عنہم ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل عمیم اور آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی التفات کریمانہ پر بھروسہ ہے

خدشہ کیا ہے۔ جناب عتیقی صاحب یہ بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں کہتے ہیں کلھم عدول یعنی تمام صحابہ کرام عدل پر ہیں اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہم کے خلاف یزید کے لشکر میں جلیل القدر صحابہ بھی جنگ کرنے آئے اُن کی اس بات سے خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو عتیقی [illegible] کا یزید کے حق میں پہلا قدم ہے۔ امام صاحب اور اہل بیت کرام کے خلاف صحابہ کو لا کر وہ ثابت کریں گے کہ دونوں جانب کے حضرات کلھم عدول ہیں

لہذا یہ معرکہ کربلا ایک اجتہادی جنگ تھی جن کا [illegible] جلیل القدر اور عدول صحابہ کرام نے دیا وہ بھی نیکی پر تھے پھر عتیقی صاحب کا دوسرا قدم ہوگا کہ یزید واقعی نیک تھا امیر المومنین تھا اس کے خلاف اٹھنا بغاوت تھی لہذا امام حسین رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ) غلطی پر تھے یزید واقعی مسار خلیفۃ المسلمین جنتی تھا یہی بات آج کے یزیدی اور خارجی کہتے ہیں اور اس سے شیعہ حضرات کو بھی موقع ملے گا کہنے کا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو صحابہ نے ہی شہید کیا کرایا تھا وہ پہلے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف تبرے کرتے ہیں اور پھر وہ حوالہ دیں گے کہ تمہارے سُنی علما اس کی تصدیق کرتے ہیں جس کی مثال یہی عتیقی صاحب بننے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اہل سنت و جماعت کے علماء ہیں اپنے آپ کو دکھاتے ہیں اور باتیں یزیدیوں اور خارجیوں کی حمائت میں کرتے ہیں، اور اپنے آپ کو ایک بڑا عالم ہونے کا بھی دعویٰ رکھتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ

"علم کہ حق ننماید جہالت است"

جو شخص ابن خلدون اور طبری وغیرہ مؤرخین کی عبارت کو صحیح طور سے سمجھ نہ سکتا ہو وہ کیا عالم ہوگا صرف "فیکم" کا صحیح ترجمہ اور مراد نہ سمجھ سکتا ہی عتیقی صاحب کے ایمان و علم کو لے ڈوبا۔ صحابہ رسول پر الزام تھوپ دیا کہ وہ امام صاحب کے دشمن تھے اہل بیت کے دشمن تھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ جبکہ خود قرآن پاک

اور احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نظریہ کی شدید تردید ہوتی ہے۔ کسی مصنف کی عبارت کا صحیح ترجمہ کرنا کارے وارد۔ مصنف کی منشا و مراد سمجھنا ہر ایرے غیرے کا کام نہیں کہ چار لفظ صرف و نحو کے ضَرَبَ ضَرَبَا ضَرَبُوا پڑھ لیے اور عبارات کا غیر مطلوب ترجمہ کر کے پاک لوگوں کو ملزم ٹھہرا دیا اور کہا کہ ہمچو ما دیگرے نیست۔

اسی طرح یہ لوگ اپنے ہی ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی بے ادبی سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ جبکہ ایسے بدبخت و بدنصیب کو محسوس بھی نہیں ہوتے ہاں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے فرمایا ہے۔ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (یعنی ان کے شعور میں بھی بات نہیں آتی کہ وہ اپنا ایمان کھو چکے ہیں اور اپنے تمام اعمال سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ کی خدائی وعید انہی کے لئے ہے) آیئے اب اصل حقیقت کو دیکھیں کیا ہے۔ سب سے پہلے تاریخی راویوں کی ثقاہت کو جانچتے ہیں۔

راویوں کی ثقاہت

واقعہ کربلا تاریخ اسلام کا ایک اہم ترین واقعہ ہے یہ ہمیشہ زخمی دلوں اور روتی آنکھوں سے پڑھا جاتا ہے اس کے بارے میں بہت سی کتب لکھی گئی ہیں اور بڑی بڑی تفصیلات مذکور ہیں یزیدی لشکریوں اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی مبارزت کی ساری تفصیلات، میدان کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے طویل خطبات اہل بیت کے نالہ و شیون کی حکایات امام حسین اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی تفصیلات سب قدیم ماخذ لوط بن یحییٰ ابو مخنف متوفی ۱۵۷ھ اور ہشام ابن محمد الکلبی (متوفی ۲۰۴ھ) ہی سے منقول ہیں۔

انساب الاشراف میں بلاذری (متوفی ۲۸۹ھ) اور تاریخ الامم والملوک میں ابن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) نے بھی واقعہ کی تفصیلات

ان ہی راویوں سے نقل کی ہیں اور متاخرین مثلاً ابن اثیر، ذہبی اور [illegible] وغیرہم کا سب سے بڑا ماخذ طبری ہی ہے۔

ابو مخنف: یہ ابو مخنف (متوفی ۱۵۷ھ) ابن کثیر نے بھی واقعہ کی تفصیلات ابو مخنف ہی سے اخذ کی ہیں آپ واقعہ بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وفی بعض ما اوردناه نظر ولولا ان ابن جریر وغیره من الحفاظ والائمة ذكروه ما سقته واكثره من رواية ابی مخنف لوط بن یحیی وقد كان شيعيا وهو ضعيف الحديث عند الائمة ولكنه اخباری حافظ، عنده من هذه الاشياء ما ليس عند غيره ولهذا يترامى عليه كثير من المصنفين۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۰۲)

اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے۔ اس کا بعض حصہ محل نظر ہے اور اگر ابن جریر اور ان کے علاوہ دوسرے حفاظ و ائمہ نے وہ روایات بیان نہ کی ہوتیں تو میں بھی نہ لاتا ان میں سے اکثر ابو مخنف ہی سے منقول ہیں اور وہ شیعہ تھا۔ ائمہ کے نزدیک وہ ضعیف راوی ہے۔ لیکن تاریخی حالات اسے بہت یاد تھے اس سے ایسی ایسی روایات منقول ہیں جو کسی اور کے ہاں موجود نہیں ہیں اسی لئے مصنفین اس طرف لپکتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لسان المیزان میں لکھتے ہیں ولا یوثق به قابل اعتماد نہیں ہے۔ دارقطنی نے اسے ضعیف کہا ہے یحییٰ بن معین بھی اسے غیر معتبر سمجھتے تھے ایک بار ابو مخنف کے بارے میں انہوں نے کہا تھا کہ لیس بشئ وہ کچھ بھی نہیں (جلد ۴ صفحہ ۴۹۲)

شیعوں کے ہاں "تنقیح المقال" فن رجال کی ایک مستند کتاب سمجھی جاتی ہے اس میں ابو مخنف کے بارے میں یہ تو لکھا ہے کہ وکان شیعیاً امامیاً لیکن اس کی ثقاہت کے بارے میں علامہ مامقانی بالکل خاموش ہیں۔

ہشام بن محمد سائب الکلبی متوفی سنہ ۲۰۴ھ

ہشام بن محمد سائب الکلبی متوفی سنہ ۲۰۴ھ سے بھی واقعہ کی بہت سی تفصیلات منقول ہیں یہ راوی بھی ثقہ نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل، ابن عساکر اور دارقطنی سب اسے کذاب و متروک سمجھتے ہیں (میزان الاعتدال، ذہبی جلد ۲ صفحہ ۵۵)

ہشام اکثر ابو مخنف ہی سے روایت کرتا ہے۔ ہشام خود غیر ثقہ اس کا ماخذ اس سے بھی زیادہ غیر ثقہ لہذا اس کی روایات تو بالکل ساقط الاعتبار ہیں علامہ مامقانی صاحب تنقیح المقال (شیعہ مصنف) نے ہشام کی تاریخ وفات ذہبی ہی کے حوالے سے نقل کی ہے مگر ذہبی نے جو کچھ اس کی کذب بیانی کے بارے میں لکھا ہے علامہ مامقانی نے اس کی تردید نہیں کی (جلد ۳ صفحہ ۳۰۳)

(غیر مقلدین کے) کے امام ابن تیمیہ ———— منہاج السنہ میں فرماتے ہیں «ابو مخنف ہشام بن محمد بن سائب وامثالھما من المعروفین بالکذب عند اھل العلم ابو مخنف ہشام اور ان جیسے دوسرے راویوں کی غلط بیانی علماء کے ہاں ایک جانی پہچانی بات ہے۔
(جلد ۲ صفحہ ۱۳) «واقعہ کربلا پروفیسر ابوبکر غزنوی)

یہ تو حال ہے ان راویوں کا جن سے واقعہ کربلا کی تفصیلات منقول ہیں اب ہمارے پاس وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ کسوٹی موجود ہے جس پر ہم واقعات کی تحقیق کر سکتے ہیں۔ وہ ہے قرآن پاک اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر وہ بات جو ارشاد الٰہیہ یا ارشادِ نبوت سے متضاد ہوگی مردود ہوگی۔ بہر حال عتیقی صاحب کی تشفی کے لئے حقیقت کے ظہور کے لئے ملاحظہ ہو جس ابن خلدون کی کتاب میں لفظ فیکو سے عتیقی صاحب ٹھوکر کھا گئے۔ وہ

واقعہ بھی تاریخ طبری سے ہی منقول ہے۔ طبری میں بھی وہی لفظ اور صحابہ کے نام ہیں جو ابن خلدون نے نقل کئے ہیں اور تاریخ طبری کے اردو مترجم نے مصنف کی منشا کے مطابق ترجمہ یوں کیا ہے:-

«کیا تم نے ہم دونوں بھائیوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مشہور حدیث نہیں سنی کہ "یہ دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں"۔ اگر تمہارے نزدیک میرا یہ بیان سچا ہے اور خدا کی قسم میں نے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا تو کیا تمہارا طرز عمل میرے ساتھ یہی ہونا چاہیئے ہاں اگر تم مجھے جھوٹا گردانتے ہو تو ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابی زندہ ہیں ان سے تصدیق کر لو۔ جابر بن عبداللہ انصاری سے پوچھ لو ابو سعید خدری سے معلوم کر لو۔ سہل بن سعد ساعدی یا زید بن ارقم یا انس بن مالک سے تصدیق کر لو یہ تمہیں بتائیں گے کہ انہوں نے اپنے کانوں سے اس حدیث کو سنا ہے پھر کیا اس کے بعد بھی تم میرے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کرو گے؟»

(الحرم میرٹھ ۱۹۵۷ء بحوالہ طبری)

مندرجہ بالا اقتباس امام حسین رضی اللہ عنہ کی اس تقریر میں سے ہے جو آپ نے میدانِ کربلا میں دشمن کی فوج سے فرمائی اس میں اتمام حجت کے لئے آپ دشمنوں کو سمجھا رہے ہیں کہ اعتبار نہیں تو فلاں فلاں صحابہ ابھی زندہ ہیں اور تم امتِ محمدیہ میں ابھی تک موجود ہیں ان سے پوچھ لو۔ آپ کے خطاب کا مقصد ہر گز ہر گز یہ نہیں کہ وہ صحابہ فلاں فلاں اس وقت تمہارے لشکر میں میدانِ جنگ میں موجود ہیں۔

اگر کوئی سمجھتا ہے عتیقی صاحب کی طرح تو وہ کم فہم اور کج فہم ہے۔ کیونکہ ایسا سمجھنا نص قرآنی اور حدیث کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے صحابہ کرام کے بارے میں کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی یعنی تمام صحابہ کرام جنتی ہیں اگر صحابہ کرام امام حسین اور دیگر اہل بیت کے مخالف تھے کربلا میں جنگ کے میدان میں یزیدی لشکر میں تھے جب شہادت اہل بیت ہوئی تو وہ جنتی کیسے ہو سکتے ہیں کیونکہ خود امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ یزیدی لشکر اور یزید سب شیطان والے ہیں۔ دیکھئے تاریخ طبری۔

یزید اور اس کا لشکر شیطان والے ہیں:-

یزید پلید کو امام صاحب نے شیطانی فرمایا ہے مکہ سے کوفہ جاتے ہوئے مقام بیضہ پر امام صاحب نے پہنچ کر یزیدی لشکر کو خطاب کیا۔

"دیکھو ان لوگوں (حکام بنی امیہ) نے شیطان کی اطاعت اختیار کر لی ہے اور خدا کی فرمانبرداری کو چھوڑ دیا ہے فتنہ و فساد پھیلا رکھا ہے حدود شریعت کو معطل کر دیا ہے مال غنیمت کو اپنی جاگیر قرار دے لیا ہے خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال اور حلال کی ہوئی باتوں کو حرام کر دیا ہے مجھے ان کو ان حرکات سے روکنے کا سب سے زیادہ حق ہے پھر تم لوگوں نے خود بھی مجھے اس امر کی دعوت دی خط بھیجے قاصد بھیجے بیعت کے وعدے کئے وفاداری کا اقرار کیا"

امام صاحب اسی خطبہ کے آخر پر فرماتے ہیں:-

"وَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ"

(جو شخص بد عہدی کرے گا وہی اس کا نقصان اٹھائے گا) اور اللہ تعالیٰ مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ (واقعہ کربلا از طبری جلد ۶ صفحہ ۲۲۹)

یہاں اپنے خطبہ شریف میں امام صاحب بزبان خود یزیدی حکام کو شیطان والے کہہ رہے ہیں لیکن عتیقی صاحب اور ان کے حواری کہتے ہیں کہ یزیدی لشکر والوں کو شیطان والے نہ کہو معلوم ہوا عتیقی صاحب چاہتے ہیں کہ آج ہم بھی امام صاحب کی تقریر کو صحیح نہ تسلیم کریں اور یزیدی لشکر کے ساتھی بن جائیں (خدا ہوش و عقل عطا کرے)

نیز اس خطبہ میں امام صاحب عہد توڑنے والوں کو نقصان اٹھانے والے فرما رہے ہیں اگر ان میں صحابہ تھے تو وہ بھی نقصان والوں میں ہوں گے جبکہ صحابہ عند اللہ کامیاب و فوز عظیم کے مالک ہیں جنتی ہیں۔ نیز صحابہ کو اس طرح بد عہد اور عہد شکن قرار دے رہے ہیں جو خلاف نص قرآنی و حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

(۱) وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى — اور سارے صحابہ سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرما لیا۔

(۲) اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ — یہ صحابہ سب سچے ہیں۔

(۳) وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا۔ — اللہ نے پرہیزگاری کا کلمہ ان سے لازم کر دیا اور وہ اس کے مستحق تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام صحابہ کو جنتی سچے اور لازماً پرہیزگار متقی فرماتا ہے جبکہ عتیقی صاحب انہیں شیطان والوں اور عہد شکنوں میں شامل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کا انکار کر کے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے دشمنوں میں شامل اور بدخواہوں کے حامی بنتے ہیں۔

"بدیں عقل و دانش بباید گریست"

مزید ملاحظہ فرمائیں اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کی شان میں قرآن میں فرماتا ہے۔

۴۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ — یہ (صحابہ) ہی وہ ہیں جن کے دلوں (کو) اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا۔

۵۔ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ — یہ ان الزاموں سے بری ہیں جو لوگ کہتے ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحابہ کرام آزمودہ پرہیزگار متقی اور جھوٹے الزاموں سے بری ہیں بخشے ہوئے اور عزت کی روزی کھانے والے ہیں۔ اس کے برعکس عتیقی صاحب انہیں شیطان والوں عہد شکنوں بے وفاؤں اور اہل بیت رسول کے ظالم قاتلوں میں شمار کرتے ہیں وجہ بلا بھی ست واویلا اس علم و فکر پر وہائی اس منطق پر واہمے حسرتا اس […] فہمی اور یزید نوازی پر۔

اب ذرا فرمان نبوی بھی دیکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے۔

۱۔ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم (جس کی) پیروی کروگے ہدایت پاجاؤگے۔

۲۔ مسلم نے ابوموسیٰ اشعری سے روایت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تارے آسمان کے لئے امن ہیں اور میں صحابہ کے لئے امن ہوں اور میرے صحابہ میری امت کے لئے امن ہیں۔ انتہی ملخصاً۔

یہ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کہ صحابہ اور امن ہیں امت کے لئے لیکن افسوس آج عتیقی صاحب جیسے مولوی نما

لوگ بھی پیدا ہوگئے ہیں۔ جو صحابہ کرام کو امن امت کی بجائے دشمن خاندان نبوت اور فتنہ و فساد برائے امت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے ان کے علاوہ متعدد دیگر آیات و احادیث فضائل صحابہ میں ہیں۔ لیکن عاقل کے لئے دلیل اور اشارہ کے لئے یہی کافی ہیں۔

یزید اور اس کے ساتھیوں پر لعنت صاحب فہم و فراست سے آپ مخفی نہیں کہ ایسی مقدس ہستیاں (صحابہ) اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ میں ہرگز ہرگز شامل نہیں ہوسکتیں۔ واضح رہے کہ جس شخص نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف یزید کا ساتھ دیا اس کی مدد کی یا حمایت کی یا فوج میں شامل ہوکر امام صاحب سے جنگ کی سب پر اکابر علما و امت نے فسق و ظلم کا فتویٰ دیا ہے اور اس پر لعنت بھیجی ہے اور اس کے انصار پر اور اس کے اعوان پر مثال کے طور ایک حوالہ یہاں درج کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ امام سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے:۔

واستبشارہ بذلک واھانة اھل بیت النبی اتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ او امر بہ او اجازہ ورضی بہ والحق ان رضا یزید القتل الحسین (یعنی سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل اور قتل کا حکم دینے والے اور قتل کو جائز سمجھنے والے پر لعنت کرنے میں سب کا اتفاق ہے اور یہ صحیح بات ہے کہ یزید سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر خوشی منانے اور اسلام کے گھرانے کی توہین کرنے پر راضی تھا۔

(شرح عقائد عربی صفحہ ۱۱۷ امام نسفی مطبوعہ لاہور)

بلکہ بعض علماء امت نے یزید کو کافر قرار دیا ہے۔ اس صورت میں کیا کوئی اہل ایمان ہے جو صحابہؓ کرام کو لشکر یزید میں شامل سمجھنے کی جرأت کر سکے ہرگز نہیں۔

عتیقی صاحب اور اس کے حواریوں سے سوال ہے۔ کہ کیا آپ کو صحابہؓ کرام جو دین کے امین، قرآن کے امین اور احادیث کے امین اور امتِ مسلمہ کے ہادی ہیں انہیں (معاذ اللہ) ملعونوں میں شامل کرنے یا سمجھنے سے جہاد محسوس نہیں ہوتی؟ اور جو صحابہ پر الزام تراشی کرے اُن کو اہل بیت رسول کا دشمن سمجھے وہ بے دین ہے کیونکہ اصل میں وہ خود دشمن اہلِ بیت کے جذبات کا حامل معلوم ہوتا ہے اکابر علماء جنہیں ملعون فرمائیں اُن میں صحابۂ رسول کو شامل سمجھنے اور کہنے والے پر قارئین خود ہی فتویٰ دے لیں صورتِ حال بالکل واضح ہے۔ یزید اور اس کے ساتھیوں پر لعنت بھیجنے والے اکابرین امت کی فہرست اگلے صفحات پر آپ دیکھیں۔

اب فرار کی راہ نہیں

اگر عتیقی صاحب صحابہ کرام کو گستاخِ رسول کہہ کر لشکرِ یزید میں شامل کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں تو اہل بیت کو غلط و گمراہ سمجھتے ہیں۔ یوں بھی عتیقی اور ایسے دوسرے لوگ ارشاد الٰہیہ اور ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی اور منکر ٹھہرتے ہیں۔ یوں بھی یہ لوگ پھنستے ہیں، چھٹکارا نہیں گویا کہ ان کے لئے نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن نہ جائے قرار نہ راہ فرار۔ اس صورت میں ایک ہی چارہ ہے کہ توبہ کریں اور اپنی غلطی کا اقرار کر کے جناب امام حسین رضی اللہ عنہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ مقدسہ سے اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کریں ورنہ صحابہؓ کرام پر الزام تراشی کی سزا اور اکابرین امت کی طرف سے

ملعونوں کے طوق اور حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رب تعالیٰ کی تیار کردہ جہنم کے لئے تیار رہیں۔ اللہ تعالیٰ توبہ واستغفار کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو بھی اپنی رحمت کے پردے میں پناہ عطا فرمائے۔

یزید امتِ مسلمہ کا اجماعاً حکمران نہ تھا

یزید کی حکومت منعقد ہی نہیں ہوئی تھی۔ اس کی حکومت پر اُمتِ مسلمہ کا اجماع نہیں ہوا تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہٗ کی زندگی میں اگر یزید کی بیعت کو تسلیم بھی کر لیا جائے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ کے درج ذیل قول کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو بھی بیعت کا انعقاد ثابت نہیں ہو سکتا:۔

لا ابایع لامیرین فی زمان واحد — میں ایک زمانہ میں دو امیروں کی بیعت نہیں کرونگا۔

اسلام میں تین سیاسی مرکز

اسلام کے تین سیاسی مرکز تھے۔ ایک مرکز شام تھا شام میں یزید کی ولیعہدی تسلیم ہو چکی تھی جیسے کہ تاریخ بتاتی ہے لیکن دوسرے مرکز عراق میں حالت یہ تھی کہ عراقی نمائندوں کی رائے عراق کے امراء نے قیمتاً خریدی تھی اعراق کے عوام اس کے ذمہ دار نہیں تھے وفد اعراق کے امیر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہٗ پر واضح کر دیا تھا کہ وفد کے رائے چار صد دینار فی کس کے حساب سے خریدی ہے۔ شرعی لحاظ سے ایسی رائے کالعدم ہی تھی۔ تیسرا اہم ترین سیاسی مرکز حجاز تھا عالمِ اسلام کے اہل حل و عقد یہاں ہی تھے یہاں ہی کے اکابر خلافت راشدہ میں خلیفہ کا انتخاب کرتے رہے تھے۔ اور حجاز کے اکابرین

نے واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ وہ:-

"اسلام میں قیصریت کو تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں کہ ایک [آدمی]
مرجاتا ہے تو دوسرا اس کا جانشین ہو جاتا ہے"

بزرگان حجاز کی طرف سے ان کی مرضی کے خلاف بیعت کو تسلیم [کرنے]
کا جو اعلان کیا گیا وہ بالکل عبث اور بے بنیاد تھا اس اعلان کی بدولت
اہل حجاز کا بیعت کرنا کہا جاتا تھا وہ بھی بے بنیاد تھا ناقابل اعتبار تھا۔ یہی
وجہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد اہل اعراق اور [اہل]
حجاز دونوں نے یزید کی حکومت کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اہل عراق کی
بعد میں ضمیر فروشی اور خود غرضی تھی کہ انہوں نے اپنے ضمیر کی آواز
فروخت کر دیا اور اپنی تلواریں بنو امیہ کے سپرد کر دیں لیکن اہل حجاز
کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر رہے اپنی رائے قائم رکھی حضرت عبد[اللہ]
بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فوراً ہی مکہ معظمہ میں یزید کے امیر کو [نکال]
دی اور اپنی باقاعدہ باضابطہ حکومت قائم کر لی اسی طرح امام حسین رضی
اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اہل مدینہ منورہ نے بھی یزید کے عامل عثمان
بن محمد کو معزول کر دیا اور عبداللہ بن حنظلہ کو اپنا والی مقرر کر [لیا]
لہٰذا یہ حالات تھے کہ یزید کی حکومت قائم ہی نہ ہوئی تھی اس قسم کی
خلافت کا انکار کر دینا جو اسلام کے اعلیٰ مقاصد کو نابود کرے صحیح
تھا اور غلط بنیاد پر کھڑی ہونے والی عمارت کو گرا دینے کے قابل [جو]
اکابرین تھے ان پر واجب تھا کہ وہ میدان میں آئیں اور اس [پر]
اپنی پوری طاقت سے حملہ آور ہوں (الحرم)

اہل حجاز کا احتجاج

(۱) امام حسین رضی اللہ عنہ عبداللہ [بن]
زبیر اور عبدالرحمن بن ابی بکر رضی
اللہ عنہم کا یزید کے خلاف احتجاج ایک

مسلمہ تاریخی حقیقت ہے اور ان کی آواز کو محض تین آدمیوں کی آواز
تصور کرنا غلط ہے اصل میں ان کی آواز قوم کے مختلف تین دھڑوں
کی آواز تھی۔

امام حسین رضی اللہ عنہ اپنی خاندانی نجابت اور کچھ ذاتی خصائص
کی بنا پر لوگوں کی نگاہوں کے مرکز اور محور تھے حضرت عبداللہ بن
جعفر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے سفر
سے باز رکھنے کے لئے خط بھیجا تو اس میں لکھا تھا۔

ان هلكت اليوم طفئ نور الارض فانك علم المهتدين و رجاء المومنين۔ جلد۳ صفحہ ۲۷۷	اگر آپ شہید ہو گئے تو دنیا اندھیر ہو جائے گی آپ ہدایت یافتہ لوگوں کے امام ہیں اور ایمانداروں کی امیدیں آپ ہی سے وابستہ ہیں۔

اسی طرح امام صاحب سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے
بھی کہا تھا کہ:-

اقم في هذا البلد فانت سيد اهل الحجاز۔ تاریخ کامل جلد۳ صفحہ ۲۷۶	آپ اس شہر میں قیام رکھیں آپ اہل حجاز کے امام ہیں۔

پس یوں کہنا کہ محض دو تین آدمیوں نے مخالفت کی
تھی باقی ساری امت متفق ہو چکی تھی حقائق کی سراسر تکذیب ہے
امام حسین کی آواز ہزاروں انسانوں کی آواز تھی اور ان کا احتجاج ایک
جم غفیر کا احتجاج تھا۔ ہاں یہ بات ضرور تھی بیزاری اور تنفر کے
جذبات جو لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے تھے اور حکومت

کی قہرمانیت کی وجہ سے بند گھروں میں بھی جن کا اظہار کرتے ہو[ئے]
ان کی زبانیں ہکلاتی تھیں حسین بن فاطمہ رضی اللہ عنہمانے اپنی حق [گوئی]
اور بے باکی کی وجہ سے ان جذبات کا اظہار بے خوف وخطر اور بر[ملا]
کیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر کی زبیر کی سیاستدانی اور عزم کی پختگی سے
کون واقف نہیں حجاز میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد عبداللہ بن [زبیر]
ہی کا وجود تھا جو لوگوں کی نگاہیں اپنی طرف کھینچ سکتا تھا۔ اسی [لئے]
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امام صاحب کے مکہ سے رخصت ہو[نے]
کے بعد عبداللہ بن زبیر سے مزاحاً کہا تھا۔

خلالك الجو فبيضي واصفري
ونقري ماشئت ان تنقري

یعنی فضا تمہارے لئے خالی ہو گئی ہے خوب چہچہاؤ اور جتنی
منقار چلانا چاہتے ہو چلالو۔

زبیریوں کا دھڑا ایسا طاقتور دھڑا تھا جسے یزید لنگ[ڑا]
دبنے سے قاصر رہا پھر یہ سمجھنا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عن[ہ]
کی آواز تنہا ایک فرد کی آواز تھی سادہ لوحی ہے۔

ب ۔ خود کوفہ والے بھی یزید کو خلیفہ بنانے کے لئے دل سے
آمادہ نہ تھے مگر ان کمنافقانہ چال بھی بات کہنے سے انہیں با[ز]
رکھتی تھی اگر کوفہ والے یزید کے ساتھ تھے تو پھر یہ خطوط کے ا[نبار]
کون لکھتا رہا جن سے دو خورجین بھر گئے تھے جن لوگوں نے
امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھے ان میں سے بعض کے
نام تو آج تک تاریخ میں محفوظ ہیں۔ مثلاً سلیمان بن مرد الخز[اعی]
المسیب بن نجبہ، رفاعہ بن شداد، حبیب بن مظاہر، شبث

[بن] ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن الحرث، یزید بن رویم، عروہ بن قیس،
[عم]ر بن حجاج الزبیدی، محمد بن عمیر التمیمی۔

اگر کوفہ والے یزید کے ساتھ تھے تو ہزاروں آدمیوں نے حضرت
امام حسین کے لئے مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر بیعت کیوں کر لی تھی۔
(کامل جلد ۳ صفحہ ۲۶۷)

ج ۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی معزولی پر جب ابن زیاد کوفہ
کا عامل بنا تو وہ کوفہ میں ڈھاٹا باندھے ہوئے داخل ہوا تھا ان دنوں
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کوفہ میں آمد کی خبر بھی گرم تھی اس کا چہرہ
ڈھاٹا میں ڈھکا ہوا تھا۔ لوگوں نے سمجھا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما
آگئے ہیں۔ ان کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھے اور فضا مرحبا بک یا ابن
رسول اللہ کی صداؤں سے گونج اٹھی اگر کوفہ والے یزید کی خلافت پر
مطمئن ہوتے تو اس گرم جوشی سے امام حسین رضی اللہ عنہ کا
استقبال نہ کرتے فرزدق نے کوفہ والوں کی نبض پر ٹھیک ہاتھ
رکھا تھا کوفہ جاتے ہوئے راستے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی فرزدق
سے ملاقات ہوئی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کوفہ والوں کا کیا حال
ہے۔ فرزدق نے کہا:۔

قلوب الناس معك وسيوفهم معه بنی امیة
لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں، مگر ان کی تلواریں بنو امیہ کی حمایت میں اٹھیں گی،

د ۔ یہ تھا حال کوفہ اور حجاز کا اور یمن میں شیعان علی کی کثرت تھی
[اسی لئے] حضرت ابن عباس امام حسین سے کہتے تھے۔ (رضی اللہ عنہم):۔

فان ابيت الا ان تخرج فسر الى اليمن فان بها حصونا
اگر تجھے مکہ سے جانا ہی ہے۔ تو یمن جاؤ وہاں قلعے ہیں وادیاں ہیں۔

وشعابادھی ارض عریضۃ — اور وہ ایک ہی چوڑی سرزمین
طویلۃ ولا بیٹ بھا شیعۃ — ہے۔ وہاں تیرے بابا کے حامی
کامل جلد ۳ صفحہ ۳۷۶ — موجود ہیں۔

ان تاریخی حقائق کی موجودگی میں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یزید کی حکومت پر امت کا اجماع ہو چکا تھا ابن تیمیہ نے بھی منہاج السنۃ کی دوسری جلد میں لکھا ہے کہ امام حسین کی شہادت تک یزید مسند حکومت پر متمکن نہ ہوا تھا والحسین استشھد قبل ان یتولی یزید علی شئ من الا
(منہاج السنۃ جلد ۲ صفحہ ۲۳۹، دار ...)

پھر جب یزید کی حکومت ابھی تک جمی ہی نہ تھی تو خروج کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ وہ باتحت حالات ہیں جو تاریخ میں مؤرخین نے لکھے ہیں اور اب غور کریں کہ جن حقائق کو نظر انداز کرکے ہم نے تبصرہ کیا ہے وہ یہ ہیں کہ یزید کی بیعت عام ہوئی ہی نہ تھی اگر قبل ازیں بیعت ہو چکی ہوتی تو یزید کیوں بیعت کے لئے اتنے پاپڑ بیلتا مدینہ منورہ و مکہ معظمہ میں یعنی حجاز میں بیعت کے لئے کیوں مطالبہ کرتا پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول کہ "میں ایک زمانہ میں دو امیروں کی بیعت نہیں کروں گا" واضح طور پر تاریخ میں موجود ہے۔ تو معلوم ہوا کہ عراق، یمن، حجاز وغیرہ علاقوں میں یزید کی بیعت ہرگز نہ ہوئی تھی لہٰذا یزید مسلمہ حکمران نہ تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا سفر کوفہ دعوتِ اہل کوفہ پر ہوا اور وہ بھی بے سروسامانی کی حالت میں اہل و عیال کو ہمراہ لئے ہوئے اگر جنگ کرنا ہوتی تو فوج کے ساتھ جاتے جو آپ کے ابرو کے اشارہ پر کثیر تعداد میں موجود ہو جاتی اور تمام اہل حجاز بھی آپ کے ساتھ ہوتے۔
(دفتر سروابا اولو الالباب)

امام حسین رضی اللہ عنہ کی کوفہ روانگی یزید کے خلاف خروج نہ تھا

واضح رہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے خلاف خروج نہیں کیا نہ وہ یزید کی فوجوں کے خلاف جنگ وجدل کے لئے نہیں گئے تھے جنگ کا ارادہ ہوتا تو وہ حجاز سے حامیان بنی ہاشم کا ایک بہت بڑا لشکر جرار لے کر نکلتے اگر جنگ ہی مقصد ہوتا وہ بے یار و مددگار بے سروسامان اپنے اہل و عیال کو ساتھ لئے ہوئے نہ نکلتے آپ کے اس سفر کو یزید کے خلاف خروج سمجھنے والے بحر حماقت میں غرق ہیں گذشتہ اوراق میں ہم بتا چکے ہیں کہ یزید کی حکومت پر امت کا اجماع نہیں ہوا تھا لہٰذا اس کے خلاف خروج کیسا۔

اگر کوئی کہے کہ اسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی حیات میں ہی ولیعہد مقرر کر گئے تھے تو یہ بھی کوئی دلیل نہیں ہو سکتی اصل شرط خلافت کی حکومت کا انعقاد ہے جو ظہور پذیر نہ ہوا تھا نہ ہی اس پر امت کا اجماع ہوا تھا لہٰذا اس کے خلاف خروج کیسا۔

اگر کوئی کہے کہ اسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی حیات میں ہی ولیعہد مقرر کر گئے تھے تو یہ بھی کوئی دلیل نہیں ہو سکتی اصل شرط خلافت کی حکومت کا انعقاد ہے جو ظہور پذیر نہ ہوا تھا نہ ہی اس پر امت کا اجماع ہوا۔ شرعاً ولیعہدی کچھ بھی نہیں ہے جب تک بالفعل اس کی حکومت کا قیام نہ ہو جائے پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے وہ الفاظ تاریخ میں ریکارڈ ہیں جو انہوں نے یزید کی بیعت نہ کرتے ہوئے کہے تھے کہ لا ابایع لا میرین فی زمان واحد۔

ہیں ایک وقت میں دو امیروں کی بیعت نہیں کروں گا مدو واقعہ کربلا بحوالہ

کوفہ سے دعوت :- اہل کوفہ نے یکے بعد دیگرے متواتر امام صاحب کو کوفہ جلدی آنے کے دعوتی خطوط لکھے جس مضمون پر وہ خطوط مشتمل تھے وہ آج بھی تاریخ میں موجود ہے۔ وہ لکھتے تھے:۔

لَیس علینا امام فاقبل لعل اللہ ان یجمعنا بک علی الحق والنعمان بن بشیر فی قصر الامارۃ لانجتمع معہ فی جمعۃ ولا عید ولو بلغنا اقبالک الینا اخرجناہ حتیٰ نلحقہ بالشام ان شاء اللہ تعالیٰ۔ کامل جلد ۲

ہمارا کوئی امام نہیں ہے آپ تشریف لے آئیں ہم امید کرتے ہیں کہ خدا آپ کی وجہ سے حق جمع کردے گا اور نعمان بن بشیر (کوفہ کا حاکم) شاہی محل میں ہے ہم اس کے پیچھے جمعہ نہیں پڑھتے نہ ہی عید۔ اگر آپ کی تشریف آوری کی خبر ہمیں مل جائے تو ہم اس کو شہر سے باہر نکال دیں گے حتیٰ کہ اس کو شام تک دھکیل دیں گے۔

اس قسم کے خطوط ملنے پر امام صاحب نے دیکھا کہ لوگ یزید کو خلیفہ بنانے کے لئے تیار نہیں نیز ایسے شخص کی حکومت امت کی تباہی اور دین کی بربادی ہوگی جبکہ لوگوں کی نظریں آپ پر لگی ہوئی ہیں تو آپ کوفہ کو روانہ ہوگئے نااہل کے تسلط سے بچانے کی خاطر آپ نے اہل کوفہ کی دعوت قبول کر لی آپ کی کوفہ روانگی لوگوں کی طلب وخواہش کے جواب میں تھی جبکہ وہ خود خلافت وحکومت کے متمنی نہ تھے۔

ابن زیاد کی فوجوں نے جب امام صاحب کا راستہ روکا تو آپ نے اہل کوفہ کے وہ تمام خطوط ان کے سامنے ڈال دیئے تھے اور بتا دیا کہ میں تو تمہارے بلاوے پر آرہا ہوں۔ لیکن کوفیوں نے انکار کر دیا۔ ان کے مکر جانے

پر امام صاحب نے فرمایا کہ تم نے یہ خطوط نہیں لکھے تو میں واپس چلا جاتا ہوں یا مجھے یزید کے پاس چلا جانے دو میں اپنا معاملہ خود اس سے سلجھا لوں گا یا مسلمانوں کی کسی سرحد پر چلا جانے دو۔ بڑی معقول تجویز تھی۔ اس میں فتنہ وفساد نہیں تھا لیکن ابن زیاد صرف آپ کو ذلیل وخوار (نعوذ باللہ) کرنے پر تلا ہوا تھا۔ لہٰذا ابن سعد کو حکم دیا کہ امام صاحب کو گرفتار کر کے حاضر کرے۔

اہل بیت کی عظمت وفضیلت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّم

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہل بیت اطہار کے مناقب وفضائل کے بیان سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ "اہل بیت" کی تعریف وتوضیح کی جائے تاکہ علم ہو جائے کہ اہل بیت سے مراد کیا ہے اور کون کون لوگ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شمار ہیں۔

اہل بیت کے معنی

"اہل" لفظ کے معنی یعنی لغوی طور پر معنی "والا" ہیں جیسے ہم کہتے ہیں اہل علم، اہل پاکستان اہل ملک، اہل دولت وغیرہ ان الفاظ کے معنی ہیں علم والا، پاکستان والے ملک والے، دولت والے اور بیت کے معنی ہیں گھر پس اہل بیت کے معنی ہیں گھر والے۔

آل کا لفظ بھی اسی اہل سے بنا ہے اور اس کے معنی بھی وہی ہیں۔ اہل اور آل دونوں الفاظ میں فرق یہ ہے کہ اہل لفظ علم، دولت، گھر اور انسان وغیرہ سب سے منسوب ہو سکتا ہے۔ جبکہ آل کا لفظ صرف اور صرف دنیاوی یا دینی عزت مرتبہ والے انسان کی جانب ہی منسوب ہو سکتا ہے بیوی بچوں کو بھی اصطلاحاً آل کہا جاتا ہے اور خدام خاص

تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ جنکی رگوں میں فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خون تھا ایسی ذلت کیونکر گوارہ کر سکتے تھے بپھر گئے اور غیرت وحمیت کا تقاضہ بھی یہی تھا۔

الموت ادنی من ذالک لا اقر اقرار العبید	موت اس سے قریب تر ہے میں غلاموں کی طرح گھٹنے ٹیکنے والا نہیں ہوں۔

پس حسین ابن علی رضی اللہ عنہما نے یزید کے خلاف خروج نہیں کیا۔ بلکہ ابن زیاد جان بوجھ کر ان سے الجھا اور انہیں لڑائی پر مجبور کیا۔"

پس ثابت ہو گیا کہ یزید خلافت کے منصب پر فائز نہیں تھا نہ ہی اس پر اُمت کا اجماع ہوا تھا نہ ہی امام صاحب نے اس کے خلاف خروج کیا تھا: اکابرین علماء اُمت کی بھی یہی رائے ہے حتیٰ کہ غیر مقلدین کے ابن تیمیہ بھی یہی کہتے ہیں۔ (اُن کی منہاج کی دوسری جلد دیکھو) اور ابو الکلام آزاد نے بھی یہی کہا ہے کہ حالات کی تبدیلی کی وجہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی جب امام مدینے سے چلے تو حالت اور تھی اور جب کربلا میں لڑ کر شہید ہوئے تو حالت اور تھی دونوں حالتوں میں بڑا فرق ہے لہذا کا حکم بھی قطعاً مختلف ہے۔

مدینہ سے چلے تو حالت یہ تھی کہ یزید کی حکومت ابھی قائم نہ ہوئی تھی نہ اہم مقامات و مراکز نے اس کو خلیفہ تسلیم کیا تھا اور اہل حل وعقد کا اس پر اجماع ہوا تھا۔ ابتداء میں معاملہ خلافت میں سب سے پہلی آواز اہل مدینہ کی رہی ہے پھر حضرت علی رضی اللہ کے زمانہ میں مدینہ کی جگہ کوفہ دار الخلافہ بنا۔ اہل مدینہ اس وقت تک متفق نہ ہوئے تھے کوفہ کا یہ حال تھا۔ کہ تمام آبادی یک قلم مخالف تھی۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے کے لئے پیہم اصرار والحاح کر رہی تھی انہوں نے خود خلافت کی حرص نہ کی۔ بلکہ ایک ایسے زمانے میں جب تخت خلافت سابق حکمران سے

خالی ہو چکا تھا اور نئے حکمران کی حکومت قائم نہ ہوئی تھی ایک بہت بڑی مرکزی اور مؤثر آبادی (کوفہ و عراق) کے طلب و سوال کو منظور کر لیا البتہ اس منظوری میں یہ مصلحت اور پیش نظر تھی کہ یزید جیسے نااہل کی حکومت سے اُمت کو بچایا جائے۔" (واقعہ کربلا)

کوفہ کے قریب معلوم ہوا کہ اہل کوفہ غداری کر چکے ہیں بے وفائی کر چکے ہیں۔ تو آپ نے فیصلہ کر لیا کہ واپس جائیں لیکن ابن سعد، ابن زیادہ نے جان بوجھ کر انہیں ذلیل کر کے مع اہل وعیال گرفتار کرنا چاہا۔ تو آپ کی رگ حیدری نے اسے قبول نہ کیا۔ دو ہی راستے تھے یا تو اپنے اہل وعیال (خانوادۂ نبوت) کو گرفتار کروا دیں یا مردانہ وار لڑ جائیں پس آپ نے اپنی جان قربان کر دی اور شہادت کے مرتبہ عظیم کو پہنچے آپ کی یہ خود فروشانہ جنگ مظلومی و مجبوری کی حالت میں تھی۔

ثابت ہوا کہ جب معرکہ کربلا گرم ہوا تھا اُس وقت امام صاحب خلافت و امامت کے مدعی نہ تھے بلکہ مظلوم و مجبور بے سر و سامان بے یار و مددگار مسافر تھے۔ فافہم

امام حسین رضی اللہ عنہ خود معیار حق ہیں:۔ امام حسین رضی اللہ عنہ وہ ہیں جن کی ولادت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کے کانوں میں اذان اور اقامت فرمائی۔ حسین وہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خمیر نبوت فاطمۃ الزہرا کے بطن اقدس سے پیدا ہوئے یعنی حسین خمیر و خون نبوت ہیں وہ حسین ہیں جس کے منہ مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے لعاب دہن سے تحنیک فرمائی وہ حسین جس کا نام بھی آنحضرت نے خود حسین رکھا جسے اپنے مبارک کاندھوں پر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کیا، اٹھایا

کہلایا۔ وہ حسین جس کے لیے آنحضرت کے سجدے طویل ہو جاتے تھے کہ اس کی دل شکنی نہ ہو۔ حسین وہ حسین جس کی تربیت فاطمۃ الزہرا کی گود میں ہوئی بیتِ نبوت میں ہوئی۔ باب مدینۃ العلم سے تربیت حاصل ہوئی۔ حسین وہ حسین جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ چھوڑ دیتے۔ منبر سے نزول فرماتے اور ان کو اٹھا لیتے منبر پر لے بیٹھتے تھے وہ حسین سنہ ۶۱ھ کے۔ حسین وہ تھے جن کا حسب و نسب زمانہ و کائنات میں بے مثال و بے نظیر جو زہد و تقویٰ میں زمانہ میں بے مثل سیرت و صورت پہ جن و انس نثار حور و غلمان قربان پوری دنیا میں سنہ ۶۱ھ کا بے مثل و بے نظیر انسان پوری انسانیت کا سردار، صوفیاء و فقراء اور اولیاء و علماء کا سرخیل، اللہ کا محبوب، قطبیتِ کبریٰ کے منصبِ عظیم کا حامل صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کا مرکز و سردار امام حسین رضی اللہ عنہٗ ایک ذات جو خود معیارِ حق ہے ان کے خلاف جس نے سوچا گمان کیا سوءِ ظن کا شکار ہوا گمراہ ہو گیا۔ سر درد ہوا نارِ جہنم کا مستحق ٹھہرا یہ وہ حسین ہے جو تمام صحابۂ رسول کی آنکھ کا تارا اور دلوں کا سکون ہے۔ ان کی آنکھوں کا تارا و محبوب ہے جملہ صحابہ کرام کے دل جس کے سامنے نچھاور وہ حسین ہے اور حسین وہ ہے جس کے نام ہی پر آج بھی پوری امتِ مسلمہ اپنی جانیں قربان کرتی ہے اگر کوئی بدگمان و کوتاہ اندیش اور کج فہم شخص کہے کہ صحابۂ کرام بھی امام حسین رضی اللہ عنہٗ کے مقابلہ میں میدانِ کربلا میں لشکرِ یزید میں شامل تھے تو اس سے بڑا محروم، نصیب اور بدبخت اور کون ہو سکتا ہے کہ صحابۂ رسول پر الزام لگائے افتراء و کذب بیانی کرے۔ ایسا مفتری بارگاہ صحابہ میں بھی جواب دہ ہے اور بارگاہ رب تعالیٰ

میں بھی روز جزا کو اور نجات اسی میں ہے کہ توبہ کرے۔

اسماء صحابۂ کرام جو موردِ الزام ٹھہرائے گئے

بدبخت مودودی اپنے ٹیڑھے علم کی بناء پر شیطانی فہم میں مبتلا ہوا۔ اور ان صحابہ پر مخالفت حسین و اہل بیت کا الزام لگایا اور خود اس جرم میں افتراء و کذب کا مجرم ٹھہرا۔

۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہٗ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہٗ انس بن مالک اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما۔

قارئین کو معلوم رہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہٗ بن مالک بن سنان بن عبید خزرجی انصاری ہیں خدرہ ان کا دادا یا دادی تھی لہذا یہ خدری کہلائے ۶۴ھ یا ۷۴ھ میں وصال ہوا جنت البقیع مدینہ میں مدفون ہوئے۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری بن عمرو بن حرام بن کعب مدنی اور حضرت جابر بن عبداللہ بن رباب بن نعمان انصاری مدنی دونوں ہی انصار سے تھے۔ مدینہ شریف کے باشندے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ خادمِ رسول تھے بڑی عمر لمبی پائی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے حق خاص دعا فرمائی تھی لہذا ان کے مال و اولاد اور عمر میں بڑی برکت ہوئی کہا جاتا ہے سو سال سے زیادہ عمر پائی انہوں نے بصرہ میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ ۹۳ھ میں وصال ہوا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہٗ بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک خزرجی ہیں کوفہ میں رہتے تھے ابن زیاد کے دربار میں سرِ حسین کی آمد جب کوفہ میں مشہور ہوئی تو یہ زیارت کے لئے ابن زیاد کے دربار میں لاٹھی کے سہارے لاٹھی ٹیکتے ہوئے بڑھاپے کے عالم میں پہنچے اور ابن زیاد کی برسرِ عام مذمت کی

اور سر حسین کی طرف اشارہ فرما کر فرمایا یہ وہ منہ ہے جسے سید الرسل محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چوما کرتے تھے اور تم ان ہونٹوں اور دانتوں
کو چھڑی لگاتے ہو۔ اس پر ابن زیاد نے کہا کہ اگر سٹھیا گئے ہوئے نہ ہوتے
میں تمہیں بھی قتل کروا دیتا۔ غالباً اہل بیت رسول کا ابن زیاد کے دربار
میں اس حالت میں نظارہ زید بن ارقم کے لئے جانکاہ اور جان لیوا
ہوا۔ اور ایک روایت کے مطابق واقعہ کربلا کے چند دن بعد ہی ابن ارقم
وصال پا گئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۶۸ھ میں وصال ہوا۔

مندرجہ بالا تمام صحابہ کرام بوڑھے ہو چکے ہوئے تھے اپنی زندگی
کے آخری دور سے گزر رہے تھے یہ اس عالم قوت جسم میں نہ تھے کہ کربلا
میں ہتھیار بند ہو کر امام صاحب سے لڑنے آتے جن امام کے گھر سے انہیں
ہدایت ملی نجات پائی کرامت و عظمت نصیب ہوئی جس کا گھرانہ ان کا
تعظیم و ادب تھا میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ کج فہم نام نہاد مسلمان
مولویوں کو خصوصاً توبہ کرنے کی توفیق دے یعنی عطا فرمائے اور سیدھی
راہ دکھائے کیونکہ کج رو گمراہ نام نہاد مولوی دیگر عوام کثیر کو گمراہ کرنے
کا باعث بنتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ
کی مکہ سے روانگی کے وقت امام صاحب کو الوداع کہنے والوں میں مکہ
میں موجود تھے (دیکھو البدایہ والنہایہ ابن کثیر) دوسرے جابر بن
عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی انصاری بدری تھے۔ مدینہ شریف میں موجود
حضرت انس رضی اللہ عنہ کم و بیش ستر سال کی عمر میں بصرہ میں
تھے۔ اس ضعیف العمری میں وہ کیسے ہتھیار لے کر لشکر یزید میں آ
جبکہ وہ تھے بھی خادم رسول یعنی امام حسین و حسن کے بھی خادم جو کہ
خانۂ رسول تھے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی ضعیفی اور سٹھیا

ہوئے ہونا اوپر آپ پڑھ ہی چکے ہیں ان بے گناہ مقدس لوگوں کو شمار
رسول و اہل بیت میں شامل کرنا معتزی عتیقی ہی کی جسارت ہے کسی
مؤرخ کو آج تک ایسا لکھنے کی جرأت نہیں ہوئی گل احمد عتیقی ٹھوکر
کھا گئے ہیں کج فہمی کا شکار ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل بیت کرام اور صحابہ کرام رضوان اللہ
علیہم اجمعین کا کما حقہ ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے
اور ہمیں ان کے غلاموں میں حشر فرمائے تاکہ اُن کی نسبت سے ہم بھی
مغفور رہیں۔ اللّٰھم صلی علیٰ سیدنا محمد و آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

آخر میں عرض ہے کہ راقم الحروف کو گل احمد عتیقی یا اسی قسم کے
دیگر کسی آدمی سے کوئی ذاتی عناد یا مخالفت ہرگز نہیں صرف توہین
صحابہ و اہل بیت رسول برداشت نہیں کر سکتا لہٰذا یہ چھوٹا سا رسالہ
دو تین ہفتہ کے اندر عجلت سے تحریر کر دیا ہے کہ شائد گل احمد عتیقی
صاحب کے دل کو کوئی بات اچھی لگے اور وہ اللہ کی بارگاہ میں اپنے
غلط مسلک سے توبہ کر لیں۔ نیز راقم الحروف نے اس بہانے اہل بیت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی نثر کے انداز میں مجھے مدح
خوانی کا شرف حاصل کیا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور میرے لئے
یوم محشر ذریعۂ نجات بنائے آمین۔

قارئین سے بھی گزارش ہے کہ جو کوئی اس کتاب سے مستفید
ہو وہ راقم الحروف کے حق میں بخشش و نجات اخروی کی دعا ضرور کرے
اللہ تعالیٰ کے حبیب، اُس کے اہل بیت اور صحابہ کرام پر درود و سلام
ضرور بھیجئے والسلام۔

حقیقت حال یہ ہے کہ راقم الحروف اپنے بارے میں بخوبی
واقف ہے کہ علمی میدان میں صفر ہے اندھیرا ہی اندھیرا

ہے۔ کچھ کہنے کی بساط نہیں رکھتا پھر بھی جب کوئی توہین اہل بیت رضی اللہ عنہا اور توقیر بد دین و بد کردار کرتا ہے تو میری روح تڑپ اٹھتی ہے یہ کتاب اسی تڑپ کی کاغذی صورت ہے خود تو عالم نہیں ہوں دیگر علمائے حق کی فکر عمیق نظرِ تحقیق اور جہد دقیق کے گلستانوں سے چند نوبہار پھول خوشبودار چن کر یہ گلدستۂ عقیدت و محبت تیار کیا ہے یعنی تالیف ہے تصنیف نہیں اللہ تعالیٰ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اہل بیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ مدح سرائی قبول فرمائے اور جن علمائے حق سے میں نے خوشہ چینی کی ہے ان کو ان کی سعی جمیل کی اعلیٰ جزا عطا فرمائے آمین

ادنیٰ غلام اہل بیت و صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

خادم علماء محمد اشرف بوبک

مرالوی فاروق آبادی

بھی آل میں شمار ہوتے ہیں جیسے کہ قرآن پاک میں حضرت عمران کے بیوی بچوں کو آل عمران فرمایا گیا ہے نیز قرآن پاک کی سورۂ مقدسہ کا نام ہی آل عمران رکھا گیا ہے اس میں عمران کی بیوی حنہ اور عمران کی بیٹی حضرت مریم کا ذکر فرمایا گیا ہے پھر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ابولیس و خدام کو آل فرعون فرمایا ہے وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ (اور جب ہم نے تمہیں فرعون کی آل سے نجات عطا فرمائی) یاد رہے کہ آل فرعون سے مراد اس کے خدام ہی ہیں کیونکہ فرعون خود لاولد تھا۔

ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل ہیں

اہل بیت کے معنی ہیں گھر والے اور اہل بیت نبی سے مراد ہے نبی کے گھر والے۔ نبی کے گھر والے ہونے کی صورتیں تین ہیں ایک صورت ان افراد کی جو نبی کے گھر میں پیدا ہوں اور گھر میں ہی رہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں شہزادے طیب، طاہر، قاسم اور ابراہیم دوسری صورت ان افرادِ خانہ کی ہے جو نبی کے گھر میں پیدا ہوں لیکن بعد میں وہ دوسرے گھر میں رہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر چہار صاحبزادیاں زینب، کلثوم، رقیہ اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہم یہ آپ حضور کے گھر میں پیدا ہوئیں مگر بعد از نکاح اپنے سسرالی گھروں میں رہیں جناب زینب ابوالعاص کے گھر میں حضرت رقیہ و کلثوم جناب عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر میں سیدہ فاطمہ حضرت علی کے گھر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان دونوں صورتوں میں شامل افراد اہل بیت ولادت کہلاتے ہیں تیسرے وہ افراد جو کسی دیگر جگہ پیدا ہوں مگر بعد میں وہ نبی کے گھر میں رہیں وہ بھی اہل بیت نبی ہیں جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں ان کی ولادت ان کے والدین کے گھروں میں

ہوئی مگر آنحضرت کے ساتھ نکاح میں آکر وہ حضورؐ کے گھر میں رہیں
ان کو اہل بیت سکونت کہا جاتا ہے یہ ہر سہ قسم کے حضرات اہل بیت
رسول ہیں۔ یہاں ہمارے ہاں بھی اردو زبان میں تمام بیوی بچوں کو اہل
یا اہل وعیال یا گھر والے ہی کہتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد و صاحبزادے صاحبزادیاں اور آپ
کی تمام ازواج مطہرات آنحضرت کے اہل بیت ہیں مزید یقین کے
لئے تفسیر کبیر، مرقات اور اشعۃ اللمعات وغیرہ کتب کا مطالعہ

آیاتِ قرآن سے ثبوت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ازواج مطہرات کو اہل بیت نبوت قرار دیا
ہے۔ متعدد آیات قرآنی اس معنی میں ہیں اور بہت سی احادیث صحیحہ
بھی وارد ہوئی ہیں۔ ازواج پاک کے اہل بیت رسول ہونے سے انکار
کرنا فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کے مقدس قرآن سے انکار ہے آیاتِ قرآنی
میں سے چند آیات نیچے درج کرتے ہیں۔

(۱) وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ (آل عمران)

اور (اے حبیب یاد کرو) جب آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے مسلمانوں کو لڑائی کے مورچے پر قائم کرنے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
کے گھر سے احد کی جانب تشریف لے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کو اہل
فرمایا معلوم ہو گیا سیدہ عائشہ اہل بیت نبی ہیں۔

(۲) اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (احزاب)

اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو تم کو ہر ناپاکی سے دور رکھے اور تمہیں خوب طرح سے

پاک وصاف ستھرا کرے

اس تمام رکوع میں ازواج مطہرات سے خطاب ہے درج بالا
آیت سے آگے بھی ان ہی سے خطاب ہے اور اس سے قبل بھی اگر
اس آیت میں جناب سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین ہی شامل ہوں اور ازواج
اس میں شامل نہ ہوں تو قرآن پاک میں وہ بے ترتیبی ہو جائے گی جس کا حل
کسی صورت بھی ممکن نہ ہو گا۔

(۳) فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا (القصص)

پس انہیں اٹھایا فرعون کے گھر والوں نے کہ وہ ان کا دشمن اور ان پر غم ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت آسیہ نے نہر سے نکال لیا تھا۔ آسیہ
فرعون کی بیوی تھیں اللہ تعالیٰ نے آسیہ کو آل فرعون فرمایا پس معلوم ہوا کلام الٰہیہ
میں بھی بیوی آل ہے۔

(۴) فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا (طٰہٰ)

پس موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی صفورا سے یہ فرمایا تھا۔ اللہ
تعالیٰ نے صفورا کو موسیٰ علیہ السلام کا اہل فرمایا تو معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت
میں شمار ہے۔

(۵) فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ (الانبیاء)

پس ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو بڑی مصیبت سے نجات دی۔

یہاں پر آیۂ مبارکہ میں حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے جملہ بیوی
بچوں کو نوح علیہ السلام کے اہل فرمایا گیا ہے۔

(۶) قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا

بولیں ہائے خرابی کیا میں بچہ جنوں گی اور میں بوڑھی ہوں اور

اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ۝ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (ھُود)	میرے شوہر بوڑھے ہیں بے شک یہ عجیب بات ہے فرشتے بولے کیا اللہ تعالیٰ کے کام پر تعجب کرتی ہو۔ اللہ کی رحمت اور اُس کی برکتیں تم پر اے گھر والو بیشک وہی ہے خوبیوں والا اور عزت والا

اِس آیت پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ کو فرشتوں نے اہل بیت کہا ہے ثابت ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کی بیوی اُن کی اہل بیت ہیں۔

قرآن پاک میں دیگر بہت سی آیاتِ مقدسہ موجود ہیں۔ جن میں بیوی کو آل یا اہل بیت فرمایا گیا ہے مندرجہ بالا چند آیات بطور نمونہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔

حدیث پاک کی روشنی میں ازواج مطہرات اہل بیت ہیں

قرآن پاک کے علاوہ حدیث رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بیوی کا اہل بیت ہی ہونا واضح طور پر ثابت ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جب تہمت لگائی گئی تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی زوجہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:۔

مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَهْلِیْ اِلَّا خَیْرًا (بخاری شریف)	مَیں اپنے گھر والوں پر بھلائی ہی جانتا ہوں۔

قرآن پاک میں ایسی کوئی آیت نہیں ملتی نہ ہی کوئی ایسی حدیث ملتی ہے جس میں فرمایا گیا ہو کہ صرف اَولاد ہی اہل بیت ہیں بیویاں اہل بیت

بعض کوتاہ اندیش لوگ حدیث کساء کا حوالہ دے کر کہتے ہیں۔ کہ ازواج پاک اہل بیت نہیں یہ اُن کی کوتاہ اندیشی اور بغض وعناد کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں لایعنی اعتراض برائے اعتراض ہے جو تحقیق میں ٹھہرتا نہیں ہے۔ یہاں اعتراض اور تحقیقی جواب تحریر کرنے کی ہم سعادت حاصل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

اعتراض

حدیث کساء میں آیا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آیت تطہیر کے نزول پر جناب امام حسن وحسین، حضرت علی اور فاطمۃ زہرا کو اپنے کمبل شریف میں داخل فرمایا اور دعا فرمائی اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں ان کو پاک فرمادے اُس وقت آپ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے گزارش کی کہ مجھے بھی داخل فرمالیا جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ تم خیر پر ہو تم وہاں ہی رہو اگر ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل ہوتیں تو اُن کو کمبل شریف میں ضرور لے لیا جاتا۔

جواب

یہ اعتراض بالکل غلط ہے کیونکہ اِس حدیث میں حصر نہیں ہے کہ یہ ہی میرے اہل بیت ہیں نہ ہی یہ فرمایا گیا ہے۔ کہ ان کے علاوہ اور کوئی میرا اہل بیت نہیں جب یہ دونوں ہی مفقود ہیں تو دوسروں کے اہل بیت ہونے کی نفی کیونکر ہوگی اگر کہہ دیا جائے کہ حضرت موسٰی و عیسٰی اور حضرت داؤد علیہم السّلام اللہ کے نبی ہیں تو اس سے یہ مراد نہیں لیا جاسکتا کہ ان کے علاوہ دیگر انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے نبی نہیں ہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد "یہ میرے اہل بیت ہیں" میں بھی ایک بڑی حکمت پوشیدہ ہے وہ یہ کہ لڑکی کی شادی ہو جانے کے بعد وہ اپنے خاوند کی عرف میں اہل خانہ واہل بیت شمار ہوتی ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سیدہ فاطمۃ الزہرا کو کمبل شریف میں لے کر انہیں اپنے اہل بیت میں شمار کرنے کا کلام

نہ فرماتے تو ممکن ہے کہ سیدہ فاطمۃ زہرا رضی اللہ عنہا کو اہل بیت میں
نہ سمجھا جاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس وہم اور امکان کو
ختم فرما دیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب کمبل میں داخل ہونے کی
طلب کی تو آنحضرت نے ان سے فرمادیا اَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ (تم خیر پر ہو)
مراد یہ کہ تم تو اس آیت میں اور اہل بیت میں یقیناً شمار ہو۔ تمہارے
میں تو کوئی شبہ ہی نہیں ہو سکتا تم وہاں اپنے مقام پر ہی رہو یہاں تو
ان حضرات کو داخل فرما کر شبہ دور کرنا ہے جن کے بارے میں شبہ ہو
کا امکان ہے اگر آیت تطہیر میں صرف یہ چار حضرات ہی شامل ہوں
قرآن پاک کی آیات بے ربط ہو کر رہ جاتی ہیں جن کا کوئی حل ممکن نہیں کیونکہ
تطہیر سے پہلے اور بعد تمام آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ازواج مطہرات سے خطاب ہے اور آیات کا آپس میں ربط ہونا نہایت
ضروری ہے۔

اعتراض آیت تطہیر سے پہلے اور اس کے بعد تمام ضمیریں جمع
مؤنث آئی ہیں مگر آیت تطہیر میں جمع مذکر کی ضمیر
فرمایا گیا ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ
یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا یہاں ہر دو مقام پر کُمْ آیا ہے جو مذکر ہے اس
خطاب پاک میں اگر ازواج پاک بھی شامل ہوتیں تو دوسری آیتوں کی مانند
یہاں بھی عَنْکُنَّ، کُنَّ وغیرہ ضمیریں مذکور ہوتیں۔

جواب اگلی پچھلی آیتوں میں صرف ازواج پاک کا ذکر ہے لہٰذا
تمام ضمیریں مؤنث کی آئی ہیں اس آیت تطہیر میں چونکہ
حسنین کریمین ہیں اور حضرت علی بھی ہیں لہٰذا ضمیریں مذکر وارد ہوئیں
نیز یاد رہے کہ پہلے فرمایا گیا ہے یا نساء النبی اور نساء لفظ مؤنث ہے
یہاں پر اہل بیت فرمایا گیا ہے اور یہ لفظ مذکر ہے اگرچہ اس سے مراد

یہاں ہوں عربی ترکیب لفظ کا اعتبار ہوتا ہے معنی کا نہیں جیسے کہ طلحۃ
لفظ مؤنث ہے لیکن یہ نام مذکر کا ہے لیکن لفظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے
اس کو غیر منصرف مانا گیا ہے "تانیث و علم کے لحاظ سے وہ آیت پاک
اس کی دلیل ہے، جو سورۃ ہود میں ہے جب فرشتوں نے جناب سارہ زوجہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا۔

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکٰتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

فرشتوں نے کہا اے سارہ کیا تم
اللہ کے حکم سے حیران ہوتی ہو۔
اے نبی کے گھر والو تم پر اللہ کی
رحمتیں اور برکتیں ہیں وہ اللہ
خوبیوں والا، بزرگی والا ہے۔

دیکھیں یہاں آیت پاک میں خطاب سارہ سے ہے جو مؤنث ہیں۔
اَتَعْجَبِیْنَ صیغہ مؤنث ہے اور علیکم میں ضمیر مذکر ہے یہ اس لئے
کہ ان کو اہل بیت کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے جو کہ مذکر ہے اسی طرح
ان آیاتِ مقدسہ میں ہے پس معلوم ہوا کہ عربی ترکیب میں لفظ کا
اعتبار ہے نہ کہ معنی کا۔

قارئین یقین کر لیں کہ ایسی کوئی آیت یا حدیث نہیں ملتی جس
میں فرمایا گیا ہو کہ صرف اولاد ہی اہل بیت ہیں بیویاں اہل بیت نہیں
البتہ یوں ہے کہ آنحضرت کی تمام ازواج مطہرات میں حضرت خدیجۃ
الکبریٰ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلند شان کی حامل ہیں۔
جب بھی ازواج کا لفظ بولا جاتا ہے تو فوراً خیال ان کی طرف جاتا ہے
اور اولادِ پاک میں سیدہ فاطمہ حسنین کریمین سب سے زیادہ شان
والے ہیں جب لفظ بیت بولا جائے تو یہی حضرات ذہن میں فوراً آتے
ہیں اب اس سے یہ لازم نہیں ہو جاتا کہ ان دو بیویوں کے علاوہ

دیگر کوئی آنحضرت کی بیوی نہیں تھے یا ان حضرات کے علاوہ آنحضور
کی دیگر کوئی اولاد یا اہل بیت ہی نہیں ہے فافہم ۔ مزید مطالعہ کی ضرورت
ہو تو اس بارے میں اشعۃ اللمعات، تحفہ اثنائے عشریہ امیر معاویہ
وغیرہ کتب کا مطالعہ کریں ۔

فضائل اہل بیت

جب بھی اہل بیت کرام کے فضائل و مناقب پر دھیان جائے تو سب
پہلے یہ امر ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ ہم اہل بیت نبوت کے بارے میں
سوچنے لگے ہیں وہ اہل بیت جن کا تعلق و نسبت جناب رسالت مآب محمد
رسول اللہ سید الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہے ۔ جناب
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام انبیاء و رسل کے سردار ہیں آپ
کا مقام و مرتبہ تمام انبیاء سے بڑھ کر ہے ۔ اسی طرح آنجناب کے اہل
بیت بھی دیگر تمام انبیاء کے اہل بیت کے سردار ہیں ۔ آنحضرت کے صحابہ
کرام تمام انبیاء کرام کے صحابہ سے افضل اور ان کے سردار ہیں حضور کا شہر
شہر تمام انبیاء کے شہروں سے افضل ہے اور آپ کے والدین کریمین تمام انبیاء
کے والدین کے سردار ہیں آنحضور کا زمانہ مبارک تمام انبیاء کے زمانوں سے
افضل و مبارک تر ہے ۔ آپ کی امت جملہ انبیاء کی امتوں کی سردار ہے
یا یوں کہیں کہ سرداری و فضیلت آنحضور کی ذات سے وابستہ ہے جو چیز
آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہو گئی وہ افضل ہو گئی یہ آنحضور
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دامن سے سرداری وابستہ ہے ۔

آگ کی فطرت ہے جلانا اور کپڑے یا سوت کی فطرت ہے آگ لگے
تو جل جانا لیکن حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دستر خوان سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہاتھ صاف کر لیں تو اس کی فطرت بنیچر اور
حقیقت ہی بدل جاتی ہے وہ آگ میں نہیں جلتا ہے تو وہ چیز ہے جو

آنحضور کے ہاتھوں سے مس ہوئی اب غور فرمائیں سیدہ فاطمۃ الزہرا اور
حسنین کریمین طاہرین کے بارے میں جو سید الرسل کے خون اور خمیر مبارک
کا حصہ ہیں ان کی عظمت و شان اور فضیلت کا احاطہ کون کر سکتا ہے
سیدہ عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا وہ ہیں جن کے سینۂ اقدس
پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم وصال پذیر ہوئے اور یہ وہ ام المومنین ہیں۔
جن کے حجرہ مبارک میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک آرام فرما
ہیں ۔ اسی طرح دیگر ازواج مطہرات ہیں ان سب کی شان ہر امتی کی
ذہنی رسائی سے بالاتر ہے ان کی عظمت و فضیلت خدا جانتا ہے یا اس
کا رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ذرا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دھیان
دیں ان کی عظمت و شان تو دیکھو ایک جانب وہ پنجتن پاک میں شامل
ہیں دوسری جانب وہ آنحضرت کے چار یاروں میں ہیں ادھر دیکھیں
تو اہل کساء میں آنحضرت کے ساتھ کمبل شریف میں داخل ہیں ادھر
دیکھیں تو خلفائے راشدین کے مشیر اعظم بھی ہیں اور بذات خود خلفائے
راشدین میں شامل بھی ہیں یہ وہی علی ہیں جن کی پرورش خود رسول اعظم
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمائی وہ علی جو آنحضرت کے ساتھ بمنزلہ ہارون
علیہ السلام ہیں سوائے نبوت کے علی وہ جو مجتبےٰ ہیں ۔ علی وہ جن کے
قدموں میں ہر زمانہ کے قطب مدار یا غوث اعظم کا سر ہوتا ہے رضی اللہ
تعالیٰ عنہٗ ۔

اہل بیت کرام کے فضائل آسمانی ستاروں کی مانند بے شمار ہیں ۔
قرآن پاک میں متعدد آیات آئی ہیں اور احادیث بھی وارد ہوئی ہیں ۔
کچھ ایسی ہیں جو کسی خاص فرد کے لئے آئیں اور دوسری وہ جو مجموعی طور پر
اہل بیت کی شان میں ہیں ۔ مختصر طور پر کچھ پیش کرتے ہیں :

فضائل اہل بیت میں قرآن کی آیات

اب سب سے پہلے آیت

تطہیر پر ہی نظر ڈالیں:۔

(۱) اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ (احزاب)

اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تمہیں گندگی سے دور رکھے اے نبی کے گھر والو اور تمہیں خوب پاک اور ستھرا رکھے

اس آیت پاک سے ثابت ہو گیا کہ رب تعالیٰ نے اہل بیت کرام کو ہر ظاہری و باطنی گندگی سے پاک فرما رکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جسم پاک کو سونگھتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے ان کے جسم پاک سے جنت کی خوشبو آتی ہے (امیر معاویہ بحوالہ مبسوط سرخسی) سیدہ کو زہرہ کہتے ہیں یعنی جنت کی کلی ہیں۔ آیت تطہیر ہی سے پاک کا لفظ لیا گیا ہے جبکہ کمبل شریف والی حدیث پاک سے پنجتن کا لفظ لیا گیا ہے یاد رہے کہ کمبل شریف میں پانچ تن ہی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سیدہ فاطمۃ الزہرہ، حضرت علی مرتضےٰ، حسن، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم حدیث سے پنج تن اور آیت سے لفظ پاک لیا تو بنا پنجتن پاک۔

(۲) قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (شوریٰ)

(اے حبیب) فرما دیں میں تم سے (فرائض نبوت کی ادائیگی پر) اجرت نہیں مانگتا سوائے میرے قریبیوں کے ساتھ محبت کے۔

یہ آیت پاک ثابت کرتی ہے کہ اگر آنحضرت کے اہل بیت سے محبت نہ کریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ادا نہ ہوگا۔ نیز یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذات خود اپنی زبان اقدس سے اپنے قریبیوں سے محبت کرنا طلب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت سے محبت و عقیدت عطا فرمائے۔

(۳) وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا (آل عمران)

اللہ کی رسی کو تم سب مضبوطی سے پکڑ لو اور الگ الگ مت ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔ حبل اللہ سے مراد اہل بیت رسول ہیں۔ (دیکھو صواعق محرقہ)

(۴) فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ۔

پس فرما دیں کہ آؤ ہم تم اپنے بچوں اپنی اپنی عورتوں اپنی اپنی جانوں کو بلائیں۔

(آل عمران)

اس آیت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سیدہ فاطمۃ الزہرا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی نہایت نمایاں اور درخشاں عظمت و فضیلت ہے حضرت علی کو آنحضرت نے اپنا نفس فرمایا حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو اپنے بیٹے فرمایا اور سیدہ زہرا کو نساء میں شامل فرمایا اور ان چار حضرات کو ساتھ لے کر اہل نجران کے مقابلے پر مباہلہ کے لئے تشریف فرما ہوگئے۔

انہی حضرات کے نورانی چہرے دیکھ کر نجران کے پادری بشپ لوگ جو اپنی بزرگی و دین پر نازاں تھے ڈر گئے کہ ان پاک نورانی چہروں والوں نے دعا کر دی تو آسمان سے عذاب الٰہی نازل ہو کر رہے گا۔ ان پاک لوگوں کی پاکیزگی طہارت تقویٰ، تقدس اور عنداللہ مقبولیت کو غیر مذہب کے کٹر متعصب جھگڑالو پادری لوگ بھی جان گئے پہچان گئے ان کی عظمت و فضیلت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے نہ رہ سکے۔

(۵) يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيرًا (سورۃ دہر کی پندرہ آیات)

یہ حضرات نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت پھیلنے والی ہے۔

یہ سورۃ دہر کی پندرہ آیات حضرت علی، حسنین کریمین سیدہ فاطمۃ الزہرا

اور فضہ رضی اللہ عنہم کے فضائل میں نازل شدہ ہیں جب وقت حسنین کریمین کی بیماری کے وقت ان لوگوں نے تین روزے رکھنے کی منت مانی اور شفا حاصل ہو جانے کے موقعہ پر انہوں نے روزے رکھے پہلے روزہ کے دن افطار کے وقت ایک ایک روٹی کے حساب سے کھانا پکایا جب افطار کا وقت ہو گیا تو دروازے پر ایک مسکین آ گیا روٹیاں اسے دے دی گئیں دوسرے روز افطاری کے وقت یتیم آ گیا اور تیسرے روز ایک قیدی بھوکا آ گیا اس طرح تینوں روز روٹیاں انہیں دے دیں اور خود بھوکے سو گئے اس موقعہ پر یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں ان آیات میں ان بزرگ حضرات کی نہایت اعلیٰ شان بیان ہوئی ہے (دیکھو تفسیر روح البیان، خزائن العرفان، خازن)

(۲۳) مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ (انفال) — اللہ ان کو عذاب نہیں دے گا، حالانکہ آپ ان میں ہیں۔

فضائل اہل بیت از روئے احادیث مبارکہ

اہل بیت اطہار کے فضائل و مناقب میں وارد شدہ احادیث بھی کثرت سے ہیں ان میں سے چند ایک پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں اور ایمان تازہ کریں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں نے رب سے عہد لے لیا ہے کہ اپنی امت میں سے جس سے بیٹی نکاح کروں یا جس سے اپنی اولاد کا نکاح کروں وہ میرے ساتھ جنت میں ہو (طبرانی، حاکم، عن ابو ہریرہ)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے رب سے عہد لے لیا کہ میرا کوئی اہل بیت دوزخ میں نہ جائے۔ (ابو القاسم عن عمران ابن حصین)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے اہل بیت سے کوئی سلوک کیا، اس کا بدلہ میں اسے قیامت میں دوں گا۔ (ابن عساکر عن علی المرتضیٰ)

(۴) میرے اہل بیت کشتی نوح کی مانند ہیں جو اس پر سوار ہو گیا نجات پا گیا جو الگ رہا وہ ڈوب گیا (حاکم عن ابی ذر)۔

(۵) اس پر خدا کا غضب ہو جو میرے اہل بیت کو ستا کر مجھے دکھ پہنچائے (دیلمی عن ابی سعید)

(۶) جو میرے اہل بیت سے جنگ کرے میں اس کے مقابل ہوں، اور جو ان سے صلح کرے میں اس سے صلح میں ہوں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(۷) جو مجھ سے اور حسن حسین سے اور ان کے ماں باپ سے محبت کرے وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا (ترمذی، احمد عن علی المرتضیٰ)

(۸) اولاد عبد المطلب جنتیوں کے سردار ہیں ہیں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین، مہدی (ابن ماجہ، حاکم عن انس)

(۹) قیامت میں سارے نسب اور سسرالی رشتے ٹوٹ جائیں گے سوائے میرے نسب میرے سسرالی رشتے کے (احمد، حاکم عن مسود ابن مخرمہ)

(۱۰) اللہ نے فاطمہ اور اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام فرما دیا۔ (بزار، ابو یعلیٰ، طبرانی عن ابن مسعود)

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں اعلان کیا جائے گا۔ کہ اے اہل محشر سر جھکا لو آنکھیں بند کر لو صراط پر فاطمہ بنت محمد گزرنے والی ہیں پھر فاطمۃ الزہرا ستر ہزار حوروں کے ہمراہ بجلی کی کوند کی طرح گزر جائیں گی۔ (اخرجہ فی الغیلانیات عن ابو ایوب) (صواعق)

(۱۲) فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سب سے پہلے اہل بیت کی شفاعت کریں گے۔ پھر اقرب فالاقرب کی۔ الخ (طبرانی عن ابن عمر)
(ماخوذ از حضرت امیر معاویہ از مفتی احمد یار)

۱۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔ حسن اور حسین دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

۱۴۔ ایک اور مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمْلِکَھَا رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِی اِسْمُہٗ اِسْمِی۔
اس وقت تک دنیا ختم نہ ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک ایسا شخص اس کا حکمران نہ بن جائے جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ (شرف النبی)

۱۵۔ (ابو سعیدؓ راوی) دیگر ایک مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے اہل بیت سے اسلام کا آغاز کیا، اور ہم نے ہی لوگوں کو عبادت کا طریقہ سکھایا اور ہم پر ہی دنیا کا اختتام ہوگا

۱۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہا راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا میں اس دنیا سے جا رہا ہوں مگر تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم انہیں مضبوطی سے تھام لو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ دو چیزیں قرآن پاک اور میرے اہل بیت ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چلیں گی ایک دوسری سے جدا نہ ہوں گی۔ حتیٰ کہ حوض کوثر پر بھی دو چیزیں مجھے ملیں گی

(شرف النبی)

۱۷۔ فرمایا جو شخص میری عترت کا حق نہیں پہچانتا وہ شخص تین حالتوں میں سے خالی نہیں یا وہ منافق ہے یا وہ زنا کا نطفہ ہے۔ یا وہ اس ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا جسے ناپاکی کی حالت میں امید ہوئی۔
(شہادت و محبت امام حسین۔ بحوالہ کنز الاعمال جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۴)

۱۸۔ فرمایا اے (میری بیٹی) فاطمہ! جس سے تو ناراض ہو جائے رب بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور جس پر تو راضی ہو جائے اللہ بھی اس سے راضی ہو جائے۔
(کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۱، مستدرک، ابو نعیم، عساکر)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل

گذشتہ اوراق میں ہم نے فضائل اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں کچھ آیات قرآنی اور چند احادیث بطور مشتے از خروارے پیش کی ہیں۔ اب جناب سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق علیحدہ احادیث پیش کرتے ہیں تاکہ قارئین کو معلوم ہو جائے کہ جناب امام عظمت و فضیلت کی فلک پر ایک درخشاں آفتاب و ماہتاب تھے۔

دشمنانِ امام کی آنکھیں کھل جائیں اور اللہ کرے کہ دل بھی روشن ہو جائیں نیز انہیں شعور ہو جائے کہ امام صاحب کے دشمن نیک ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتے بلکہ ظالم، فاسق، پلید اور خائب و خاسر تھے۔ کل احمد عنبیقی کو بھی شاید احساس ہو جائے کہ جناب امام کے خلاف کوئی صحابیٔ رسول ہرگز برسرِ پیکار نہیں ہو سکتا۔ صحابیتِ رسول اور دشمنیٔ حسین دو متضاد پہلو ہیں ایک دوسرے کی نقیض ہیں اور نقیضین کا اجتماع محال ہے۔ اور محال پہ اڑے رہنا ہٹ دھرمی کرنا کوتاہ فہمی اور کم علمی محرومیٔ عقل و خرد کے سوا کچھ نہیں۔ آیئے ذرا توجہ فرمائیں:۔

(۱) آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چچی سیدہ حضرت ام الفضل بنت حارث سیدنا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما کے زوجہ محترمہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ آج میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا آنحضرت نے پوچھا وَمَا هُوَ (وہ کیا ہے) یعنی کیا دیکھا۔ عرض کیا حضور بہت خطرناک ہے فرمایا وہ کیا ہے۔ عرض کیا۔

كَأَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حِجْرِي یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور کے جسم اطہر کا ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا ارشاد فرمایا۔

رَأَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا (تم نے اچھا خواب دیکھا ان شاء اللہ فاطمہ کے ہاں ایک بیٹا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں رکھا جائے گا)

اور جب ۵ شعبان ۴ھ میں شہزادۂ کونین سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمۃ الزہرا کے بطن مبارک سے تولد ہوئے تو سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی گود میں دیئے گئے تھے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کیا شانِ امام ہے خانوادۂ نبوت میں خمیر نبوت سے پیدائش مبارک ہوئی اور آپ کا نام بھی سید الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی "حسین" رکھا پھر آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے ہارون کی اولاد کی طرح اس کا نام شبیر رکھا (طبرانی) آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب سبطِ رسول، ریحانۃ الرسول اور سید وغیرہ ہیں۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ جناب حسین کے بارے میں بھی فرمایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہم شکل تھے (بخاری شریف)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت سے پوچھا گیا أَيُّ أَهْلِ بَيْتِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ آپ کو اہل بیت میں سے کون زیادہ پیارے ہیں فرمایا حسن و حسین رضی اللہ عنہما (مشکوٰۃ)

(۴) آنحضرت اکثر اوقات سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کو فرماتے کہ میرے بیٹوں کو بلاؤ جب حاضر ہوتے تو آنحضور فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ دونوں کو سونگھتے اور چومتے اور اپنے سے چمٹاتے (ترمذی، مشکوٰۃ)

(٥) بریدہ رضی اللہ عنہ راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خطبہ فرما رہے تھے کہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے وہ سرخ قمیص پہنے ہوئے تھے وہ چلتے تھے اور گرتے تھے فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَ وَضَعَهُمَا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اُن کو اٹھا لیا اور اپنے سامنے بٹھا لیا الخ۔

(٦) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں ایک رات کسی غرض کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یوں تشریف لائے کہ آپ کسی چیز کو گود میں لئے ہوئے تھے مجھے خبر نہ تھی کہ کیا ہے جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہوا۔ عرض کیا یہ کیا ہے جو آپ گود میں لئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھولا تو حسن وحسین آپ کی رانوں پر تھے فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے میری بیٹی کے بیٹے ہیں (پھر دعا فرمائی) اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَ اَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا (اے میرے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ هُمَا رَیْحَانَیَّ مِنَ الدُّنْیَا۔ حسن وحسین دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں (ترمذی)

٨۔ حضرت یعلی بن مرۃ راوی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسین مجھ سے ہے میں حسین سے ہوں اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے حسین اسباط میں سے ایک سبط ہیں۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

سبط وہ درخت کہلاتا ہے جس کی جڑ ایک ہو شاخیں بہت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اسباط کہلاتے ہیں اور اسی طرح حسین حضور علیہ السلام کے سبط ہیں مراد یہ ہے کہ اس شہزادہ سے میری نسل چلے گی اور ان کی اولاد مشرق، مغرب بھرے گی اور آج دیکھو اطراف عالم میں سادات پھیلے ہوئے ہیں حسنی سید تھوڑے ہیں حسینی بہت زیادہ ہیں۔ سبحان اللہ۔

٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتہ نے حضور کو بشارت دی منجانب السلام کہ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّةِ وَ اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّةِ "فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں"

١٠۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ حسین سے جس نے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اُن سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی۔

(ابن عساکر)

قارئین غور فرمائیں کہ یزید اس حدیث کے مطابق حسین کا دشمن ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی دشمن تھا جبکہ گل احمد عتیقی صاحب ان کے دشمنوں کو مسلمان کہتے ہیں اور ساتھ ہی صحابۂ رسول کو بھی دشمن حسین و رسول کہتے ہیں۔ اللہ انہیں ہدایت دے۔

١١۔ ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حسین کو اٹھایا اور فرمایا جو مجھ کو دوست رکھے گا وہ ان دونوں کو دوست رکھے گا اور ان کے

ماں باپ کو دوست رکھے گا تو وہ شخص روزِ قیامت میرے ساتھ

اس حدیث پر غور کریں اور دیکھیں کہ کل احمد عتیقی صاحب
کو حسنین کریمین کا دشمن اور رسول اللہ کا دشمن بنا کر صحابہ کو ان
کے مرتبہ صحابیت سے محروم کرکے صحابہ پر کسقدر ظلم کے مرتکب
ہو رہے ہیں اور عوام الناس کو بحیثیت ایک دینی عالم کے
تبلیغ کر کے کس قدر گمراہی کا سبق و دعوت دیتے ہیں اور
اور اہل سلام پر ظلم کرتے ہیں (فافہم)

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما صحابۂ کبار کی نظر میں

۱۔ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
"اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھ کو اپنے اقربا
سے حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقرباء زیادہ محبوب ہیں"
ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت علی مرتضیٰ عصر کی
پڑھ کر مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے راستے میں حضرت حسن
کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے دیکھا تو انہیں اٹھا
کر اپنے کندھے پر بٹھا لیا اور فرمانے لگے میرے ماں باپ فدا اور قربان
یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مشابہ ہیں علی کے مشابہ نہیں اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ ہنسنے لگے۔

۲۔ حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمیشہ اہل بیت کی
عزت و حرمت اور عظمت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ جب

سے صحابہ کرام کے وظائف مقرر کیے تو حسنین کریمین کا بھی اسی
طرح پانچ پانچ ہزار ماہانہ وظیفہ مقرر فرما دیا۔

ایک دفعہ مسجد نبوی میں حضرت عمر فاروق مال غنیمت تقسیم
فرما رہے تھے امام حسن تشریف لائے اور فرمایا "یا امیر المومنین ہمارا
حق جو اللہ نے مقرر فرمایا ہے ہمیں عطا کیجئے آپ نے فرمایا۔
"بالبرکۃ والکرامۃ" اور ایک ہزار درہم نذر کئے آپ
کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ تشریف لائے آپ
نے ان کو پانچ سو درہم دیئے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ ایک بار خانہ کعبہ کے زیر سایہ تشریف
فرما تھے اور بھی کافی لوگ ہمراہ تھے ناگاہ شہزادہ کونین حضرت
امام حسین کا ادھر سے گزر ہوا تو حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا۔
"اے حاضرینِ محفل! تمہیں معلوم ہے یہ برگزیدہ ہستی
(حضرت حسینؓ) آسمان والوں کے نزدیک تمام اہل زمین سے زیادہ
محبوب ہیں"

سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما دیکھتے
ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو رہے ہیں۔
حضرت عبداللہ بن عباس دوڑ کر آگے بڑھتے ہیں اور عالی مقام
کے گھوڑے کی رکاب تھام لیتے ہیں تاکہ حضرت امام حسین آرام
سے گھوڑے پر سوار ہو سکیں کسی نے عرض کیا "اے ابن عباس
آپ عمر اور علم و عمل میں حسین سے آگے ہیں" حضرت ابن عباس
نے فرمایا "تجھے کیا معلوم یہ آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند
عزیز ہیں انہی کے صدقے خداوندِ عالم نے مجھے علم و عمل سے آراستہ
کیا ہے ان کے گھوڑے کی رکاب تھامنا میرے لئے سب سے

بڑا اعزاز اور اکرام ہے۔"

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ ایک دفعہ سیدنا امام حسینؓ کی معیت میں کہیں تشریف لے جا رہے تھے راستے میں قیام فرمایا تو حضرت ابوہریرہ نے امام عالی مقام کے پاؤں مبارک اور آپ کی نعلین مبارک سے گرد و غبار صاف کرنا شروع کر دیا۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنے قدم مبارک پیچھے ہٹاتے ہوئے فرمایا "ابوہریرہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں" حضرت ابوہریرہ نے دست بستہ عرض کی "اے میرے آقا مجھے منع نہ فرمائیے آپ کی رفیع الشان ہستی اس قابل ہے کہ مجھ جیسے انسان آپ کی غبار قدم کو صاف کریں اگر لوگوں کو آپ کے وہ اوصاف و کمالات معلوم ہو جائیں جو میں جانتا ہوں تو یہ لوگ ہمیشہ آپ کو کندھوں پر اٹھائے پھریں۔" (منقول از انوار لاثانی)

۶۔ "شفا شریف" میں حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کو محبت و احترام سے اپنے کندھوں پر اٹھایا کرتے تھے۔

۷۔ "ابن عساکر" میں اور تاریخ اسلام مؤلفہ شاہ معین الدین احمد ندوی میں تحریر ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جناب رسالت مآب کے تمام متعلقین کا پاس و لحاظ اپنی اولاد سے زیادہ کرتے تھے جب وظائف مقرر کرنا چاہتے تو اکابر صحابہ کی رائے تھی کہ بحیثیت امیر المومنین آپ مقدم رکھے جائیں لیکن حضرت عمر نے انکار کیا اور آنحضرت کے ساتھ قرب و بعد کے لحاظ سے وظائف مقرر کئے چنانچہ سب سے پہلے بنی ہاشم اور ان میں سے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مقدم رکھا سب سے زیادہ تنخواہیں بدری صحابہ کی تھیں اور حسنین رضی اللہ عنہما ان میں سے نہ تھے۔ مگر آنحضرت

کی ذریت کے تعلق سے ان کی تنخواہیں بھی بدری صحابہ کے برابر رکھیں آنحضرت کے غلام حضرت زید کے صاحبزادے اسامہ کی تنخواہ اپنے صاحبزادے عبداللہ سے جو ذی قدر صحابی تھے۔ زیادہ مقرر کی ان ہر دو معاملات میں حضرت عبداللہؓ نے عذر کیا تو فرمایا حسنین کریمین کی والدہ ماجدہ جیسی والدہ ان کے باپ جیسا باپ اور ان کے نانا جیسا نانا لاؤ پھر ہمسری کا دعویٰ کرو۔ حضرت اسامہ کے معاملہ میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسامہ کو تجھ سے اور اسامہ کے باپ کو تیرے باپ سے زیادہ محبوب رکھتے تھے۔

۸۔ حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا بات ہے کہ جب فاطمہ کو چومتے ہیں تو اپنی زبان اس کے منہ میں ڈال دیتے ہیں حضور نے فرمایا شب معراج کو مجھے جبرائیل بہشت دکھا رہے تھے ایک سیب پیش کیا میں نے کھایا اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کو اس سیب سے پیدا فرمایا ہے میں جس وقت فاطمہ کو بوسہ دیتا ہوں تو مجھے بہشت کی آرزو ہوتی ہے حسن میرے سینہ تک جسم سے ملتا جلتا ہے اور حسین سینہ سے پاؤں تک میرے مشابہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

۹۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آیۃ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ سے مراد یہ ہے کہ بحرین امیر المومنین حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما ہیں يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ سے مراد حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔

۱۰۔ اَلْحُسَيْنُ اَشْبَهُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ

الصَّدْرِ اِلَی الرَّأسِ وَالْحُسَیْنُ اَشْبَہُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسلم مَا کَانَ فِیْہِ اَسْفَلَ مِنْ ذَالِکَ حسن سر سے سینے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے اور امام حسین سینہ سے نیچے پاؤں تک آنحضرت سے مشابہ تھے۔ (بخاری جلد دوم)

شان اہل بیت علماء و صوفیاء کی نظر میں

۱۔ امام ابو حنیفہ جب کبھی حضرت امام صادق رضی سے خطاب کرتے تو عرض کرتے جُعِلْتُ فِدَاكَ (میں حضور پر قربان جاؤں)۔ امام ابو حنیفہ اہل بیت اطہار کی بہت تعظیم و تکریم کرتے اور احترام سادات میں آپ کے کئی واقعہ ایمان افروز ہیں۔

۲۔ امام احمد بن حنبل کی کتب میں جا بجا اہل بیت کے فضائل و کمالات کا تذکرہ ملتا ہے آپ کی زندگی کا یہ روشن باب ہے کہ سادات کرام کا کوئی فرد آپ کی محفل میں تشریف لاتا تو آپ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرشار اس سید زادہ کی توقیر و تعظیم میں اٹھ کھڑے ہوتے۔

۳۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں:۔

یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبُّکُمْ فَرْضٌ مِنَ اللّٰہِ فِی الْقُرْآنِ اَنْزَلَہٗ
کَفَاکُمْ مِنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ اَنَّکُمْ مَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَا صَلٰوۃَ لَہٗ

اے اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے محبت کرنا اللہ نے قرآن میں جو اس نے نازل کیا ہے فرض قرار دیا ہے۔ تمہاری عظمت و شان کے لئے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود

نہیں پڑھا اس کی نماز ہی قبول نہیں۔

۴۔ امام ربانی قطب زمانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:۔

"محبت اہل بیت سرمایہ اہل سنت ہے خاتمہ بالخیر کے لئے اہل بیت سے محبت ضروری ہے" فرمایا "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار کے ساتھ محبت کا فرض ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت الحق اور تبلیغ اسلام کی اجرت امت پر یہی قرار دی ہے۔ کہ حضور کے قرابت داروں کے ساتھ محبت کی جائے"

۵۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:۔

"اہل بیت ازلی طہارت و تقدس سے مخصوص ہیں ہر ایک کو تصوف و حقیقت میں کامل دسترس حاصل تھی اور یہ سب کے سب طریقت، شریعت کے امام و پیشوا تھے"

۶۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"فَلَا تَعْدِلْ بِاَھْلِ الْبَیْتِ خَلْقًا فَاَھْلُ الْبَیْتِ ھُمْ اَھْلُ الْسِّیَادَۃِ"

اہل بیت کرام کے ساتھ کسی مخلوق کو برابر نہ جانو کیونکہ تمام روحانی سعادتیں اہل بیت ہی کا حصہ ہیں۔

۷۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ خواجہ ہند فرماتے ہیں:۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

۸۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں :
"صوفیائے اہل سنت وجماعت کے تمام سلاسل طریقت اہل بیت پر ختم ہوتے ہیں لہذا اہل بیت کے تمام ائمہ اہل سنت کے پیرو مرشد ٹھہرے اور اہل سُنّت کے نزدیک پیرو مرشد کی عظمت وجلالت اور اُن سے عقیدت ومحبت کا یہ عالم کہ وہ پیرو مُرشد کی اہانت کو ارتداد طریقت جانتے ہیں"

۹۔ حضرت جناب شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ — کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من ودست ودامانِ آلِ رسول

۱۰۔ اعلیحضرت احمد رضا خاں بریلوی مجدد العصر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :—

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

(منقول از انوار لاثانی)

قرآن پاک میں حسنین کریمین اور کربلا کا ذکر

قرآن پاک میں ارشاد ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط بقاعدہ ابجد اس کے عدد ۷۸۶ ہیں جو کہ عوام الناس سے پڑھے لکھے حضرات خوب جانتے ہیں۔ ایک مندرجہ ذیل گوشوارہ بھی ملاحظہ فرمائیں :۔

الفاظ	اعداد
امام حسین	۲۱۰
سن پیدائش	۴ ہجری
سن شہادت	۶۱ ہجری
کرب وبلا	۲۶۱
امام حسن	۲۰۰
سن شہادت	۵۰ ہجری
	۷۸۶

گویا کہ امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا امام ہونا بھی قرآن پاک کی پہلی ہی آیت پاک میں مذکور ہے ان کے سن پیدائش، سن شہادت، مقام شہادت حسین کا ذکر بھی موجود ہے۔ دونوں ہی بھائی امام ہیں۔ امام جماعت مسلمین کا رہنما ہوتا ہے جن کی رہنمائی کرتا ہے جس کا امام ولیڈر ہے۔ اُن سب سے افضل ہوتا ہے۔

فضائل اہل بیت امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ کی نظر میں

پانچ فضائل و خصائل ہیں اہل بیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مساوات کا فخر عطا کیا گیا ہے رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ اَهْلَ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَاوِيْنَ فِيْ خَمْسَةِ اَشْيَاءَ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پانچ باتوں میں اہل بیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مساوی ٹھہرایا ہے۔

۱۔ سلام پہلی فضیلت سلام ہے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجا فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

اسی طرح رب تعالیٰ نے فرمایا سَلَامٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ الیاسین سے مراد ہے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مفسرین نے کہا ہے یعقوب علیہ السلام کا نام اسرائیل ہے اسی طرح رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک یٰسین ہے ابن عباس کا یہی قول ہے حضرت کلبی کا بھی یہی قول ہے وہ فرماتے ہیں آلِ یٰسین سے مراد ہیں آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

طہارت دوسری فضیلت طہارت ہے۔ امام رازی تحریر کرتے ہیں قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ وَقَالَ لِاَهْلِ بَيْتِهٖ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

اے طٰہٰ یعنی اے طاہر (مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) ہم نے تم پر قرآن اس لئے نہیں نازل کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ اور آنحضور کے اہل بیت کے حق میں اللہ نے فرمایا ہے۔ (وہ طاہر رکھے تم کو جو حق ہے طاہر رکھنے کا)۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح طاہر فرمایا ہے اسی طرح اہل بیت کو يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا فرما کر طہارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مساوات کی عزت اہل بیت کو بخشی ہے۔

درود شریف تیسری فضیلت درود و نماز میں ہے نماز میں درود شریف بھیجنے میں اہل بیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مساوات عطا فرمائی ہے۔ امام رازی تحریر فرماتے ہیں :۔

وَالثَّالِثَةُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ وَعَلٰى آلِهٖ فِي التَّشَهُّدِ۔ یعنی تیسری بات نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر درود بھیجنے اہل بیت کو مساوات عطا فرمائی گئی ہے۔

نماز میں درود پاک پڑھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو تعلیم فرمائی تھی کہ درود یوں پڑھا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اور یاد رہے آنحضرت نے یہ تعلیم وحی الٰہی کے تحت و مطابق دی کیونکہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ وہ تو وحی الٰہی کے تحت ہی بولتے ہیں۔

نماز دین کا ایک رکن ہے اس کے اندر بھی اہل بیت پر درود بھیجنے کا حکم ہے سبحان اللہ کیا شان ہے کیا شان ہے کہ عبادتِ الٰہی میں بھی حسنین کریمین بلکہ اہل بیت پر درود بھیجا جا رہا ہے۔

واضح ہو کہ جب تک نماز میں قرأت، تشہد اور صلوٰۃ نہ ہو نماز نہیں ہوتی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ قَالَ اِنَّہٗ لَا یَکُوْنُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا بِقِرَاءَۃٍ وَّتَشَہُّدٍ وَّصَلٰوۃٍ عَلَی النَّبِیِّ وَآلِہٖ

امام بیہقی شعبی سے روایت کیا ہے عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ لَمْ یُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ وَآلِہٖ فِی التَّشَہُّدِ فَلْیُعِدْ صَلٰوتَہٗ شعبی کہتے ہیں جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر درود نہ بھیجے اُسے اپنی نماز کا اعادہ کرنا چاہیے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہا سے مروی ہے عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یُصَلِّ فِیْہَا عَلَی النَّبِیِّ وَآلِہٖ (ابن مسعود رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر درود نہ بھیجا جائے نماز تمام نہیں ہوتی

امام شافعی کی مدح در شان اہل بیت:۔ " امام شافعی نے اسی فضیلت کی جانب اپنی ایک رباعی میں فرمایا ہے۔

يَا اَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ حُبُّكُمْ   فَرْضٌ مِّنَ اللهِ فِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهٗ
كَفَاكُمْ مِّنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ اَنَّكُمْ   مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ

یعنی اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت تمہاری عظمت قدر کے لئے یہی کافی ہے کہ جو شخص تم پر درود نہ بھیجے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

اللہ اللہ کیا شان و عظمت ہے حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کی۔ مگر دیکھو کہ اس اُمت محمدی میں ایسے لوگ بھی تھے جو ان تمام فضائل و محاسن کو جانتے ہوئے جگر گوشۂ رسول کو خاکِ نینوا میں انتہائی سنگ دلی و شقاوت قلبی سے شہید کرنے سے بھی باز نہ رہے خدا معلوم اُن کے

سینوں میں دل تھے یا سنگِ خارا کے ٹکڑے تھے

اور گل احمد عتیقی جیسے عالم نما انسانوں کو کیا کہیے جو امام حسین رضی اللہ عنہا کے قاتلوں۔ سفاکوں میں صحابۂ رسول کو شامل گردانتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ سب دشمنانِ اہل بیت نیک اور عدول تھے اس سے گل احمد عتیقی اور اس کے حواریوں کے خفیہ جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔ کہ دشمنانِ اہل بیت کو نیک و عدول کہہ کر امام حسین رضی اللہ عنہ پر نیک و عدول نہ ہونے کا الزام لگاتے ہیں نیز یزید اور اس کے ساتھیوں کو نیک و متقی اور عدول برحق جانتے ہیں۔ دوہائی اس شعور پر واویلا اس سوچ و عقیدہ پر واحسرتا اس عالم نما لوہا کے بناوٹ پر۔

حرمت صدقہ

جو نفی فضیلت باخصوصیت جس میں اہل بیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مساوات حاصل ہے وہ حرمت صدقہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَۃُ لِمُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کے لئے حلال نہیں ہے چنانچہ یہ سب کو معلوم ہے کہ اولادِ رسول پر صدقہ حرام ہے صحیح مسلم میں ہے عن ابی ھریرۃ قَالَ اَخَذَ الْحُسَیْنُ بن علی علیہما السلام تمرۃ من تمر الصدق فجعلھا فی فقال صلی اللہ علیہ وسلم کخ کخ لیطرحھا ثُمَّ قَالَ لَا یَشْعُرُوْنَ اِنَّ الصَّدَقَۃَ لَا تَحِلُّ لَنَا۔ یعنی ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہا نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر منہ میں ڈال لی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کخ کخ فرمایا غالباً تھو تھو کے معنی ہیں تاکہ آپ منہ سے نکال دیں پھر آپ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے اسی طرح امام حسن اور ان

کی ذرّیت کے لئے حلال نہیں ہے اِس خصوصیت میں بھی کوئی اُمتی
نہیں ہے۔ اور آپ کی اِس خصوصیت میں آپ کے مساوی ہے

پانچویں فضیلت مودّت اہلِ بیت:۔

مُودّت

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ارشادِ خداوندی ہے
فَاتَّبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یعنی اے نبی کہہ دو کہ میری اتباع کرو خدا
تم کو دوست رکھے گا اور اہلِ بیت اظہار کے لئے فرمایا قُل لَّآ اَسْئَلُکُم
عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی یعنی اے پیغمبر کہہ دو کہ میں
تم سے تبلیغ رسالت وہدایت پر کوئی اجر نہیں مانگتا مگر یہ کہ میرے
اقربا سے محبّت ومودت رکھو۔

صاف اور کھلے الفاظ میں حکم الٰہی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم
کے اہلِ قرابت یعنی اہلِ بیت سے محبّت رکھنا چاہیئے ایک طرف تو مسلمانوں
کو یہ حکم ہے مگر دوسری طرف واقعہ کربلا کو دیکھو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ
جن لوگوں نے حضرت امام اور تمام خاندانِ نبوّت کو قتل اور شہید کیا
وہ اسی خدا کو ماننے والے تھے جس نے قرآن حکیم میں رسُولِ اللہ کے
اہلِ بیت سے مودت اور محبّت کا حکم دیا ہے اور کیا وہ لوگ اس
رسول پر ایمان رکھتے تھے جس کے اہلِ بیت کے ساتھ مُودّت کا حکم کلام
الٰہی میں ہے۔"

گل احمد عتیقی صاحب بھی ذرا غور فرمائیں اور اپنے ایمان وعقیدہ
کی فکر کریں اور سوچیں کہ وہ اپنے آپ کو کس زمرہ میں شامل کرتے ہیں
جب کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے مدّ مقابل کربلا میں صحابہ بھی
تھے۔ عتیقی صاحب اِن فرضی صحابہ کو عدول کہہ کر اُن کے ساتھیوں
یعنی کربلا میں موجود یزیدی فوج ساری کی ساری کو کلّھم عدول کے
زمرہ میں شامل کرتے ہیں۔ (فَتَدَبَّرُوا یا اولوالالباب)

بہر حال یہ پانچ فضیلتیں یا پانچ خصوصیتیں ایسی ہیں جن میں اہلِ بیت
منفرد ہیں اور کوئی اُمتی اِن میں شریک نہیں ہے اِن فضائل پنجگانہ سے
حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت وبزرگی اور آپ کی
جلالتِ قدر وعلوِ مرتبت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔"

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ گولڑوی کا ارشاد ووضاحت

۲۔ حضرت قبلۂ عالم (مہر علی شاہ رح) نے اپنے ملفوظات اور تحریرات میں
وضاحت فرمائی ہے کہ چونکہ فضائل اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم موہوبی ہیں،
اس لئے کوئی شخص ریاضات ومجاہدات سے خونِ نبوی کی تاثیر فیوض و
برکات کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ جو کچھ بھی حضرات اہلِ بیت کرام کو اس بارہ
میں عطا ہوا ہے وہ اِن کی کوشش کا نہیں بلکہ محض عنایتِ ازلی کا نتیجہ ہے۔
جیسا کہ آیۂ تطہیر سے ثابت ہے اور طالب جب تک اس مقام پر نہ پہنچے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کے ذوق وشوق سے روشناس
نہیں ہو سکتا اِن حضرات کی رفعتِ شان کے متعلق کچھ ارباب بصیرت
وکشف وشہود اور قلندرانِ اولیسیہ ہی بتلا سکتے ہیں (مہر منیر)

۳۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے
تھے اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا فِی اَھْلِ بَیْتِہٖ (اے مسلمانوں نبی کریم کے
اہلِ بیت کے معاملے میں آنحضرت کا لحاظ واحترام ملحوظ رکھو)

۴۔ امام ابوحنیفہ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو عباسی خلیفہ منصور نے
قید میں ڈال کر زہر دلوا دیا تھا اِس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے
حضرت سیّد محمد نفس زکیّہ حسنی کے حق میں عباسیوں کے خلاف جہاد

کا فتویٰ دیا تھا چار ہزار دینار بطور امداد روانہ کئے تھے اور عریضہ بھی تحریر کیا تھا کہ میرے پاس چند لوگوں کی امانتیں اگر قابل واپسی نہ ہوتیں ضیعف العمر ہونے کے باوجود باُمیدِ شہادت خود جہاد میں شریک ہوتا اُس وقت آپ کی عمر تقریباً ۸۰ برس کی تھی۔ (تاریخ الخلفاء اور سیرت النعمان)

۵۔ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کا ہی فتویٰ دیا تھا۔ (حیات مالک سلیمان ندوی)

۶۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ جب اہل بیت کی وجہ سے اسقدر مشہور تھے کہ لوگوں نے آپ پر شیعہ ہونے کی تہمت بھی لگائی تھی آپ کے درج ذیل اشعار مختلف کتب میں درج ہیں:۔

یا راکبا قف بالمحصب من منی	واھتف بساکن خیفھا والناھض
سحرا اذا فاض الحجیج الی منی	فیضا کملتطم الفرات الفائض
ان کان رفضا حب آل محمد	فلیشھد الثقلان انی رافض

ترجمہ:۔ اے شتر سوار! محصب میں جو کہ حدودِ منیٰ میں سے ہے ٹھہر جا اور اس وادی میں بسنے والوں اور وہاں سے اٹھ کر جانے والوں سے پکار کر کہہ دے اور ان حاجیوں سے بھی کہہ دے جو علی الصباح دریائے فرات کی مانند موج در موج منیٰ میں آتے ہیں کہ اگر آلِ محمد کی محبت کا نام رفض ہے۔ تو جن و انس گواہ ہو جائیں میں یقیناً رافضی ہوں۔

(روح المعانی، تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب المناقب میں آپ نے بہت سی احادیث فضائل اہل بیت پر مشتمل تحریر فرمائی ہیں نیز انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شانِ اقدس میں جسقدر احادیث وارد ہوئی ہیں کسی اور کی شان

میں نہیں آئیں (تاریخ الخلفاء)

یہی امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ اگر کسی سیدزادے کو بیٹھے دیکھتے تو فوراً اُس کی تعظیم میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔

(صواعق محرقہ شریف)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"جب خاتم نبوت کی خلافت حضرت علی کی ذات اقدس تک پہنچی تو اس شجر علم و ولایت سے درخت طوبیٰ کی مانند بے شمار شاخیں پھوٹیں جن کے کمالات ہر طرف سایہ فگن ہوئے اور ساری دُنیا حضرت علی کے نور جمال ولایت سے روشن ہو گئی بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد عالی نژاد نے بحکم وراثت حقیقی اور مناسبت ذاتی ولایت کا پورا پورا حصّہ اور فیض حاصل کیا اور اپنی عصمت ذاتی کی بناء پر ولایت معنوی کا علَم بلند کرتے ہوئے ظاہری حکومت دوسروں کے لئے چھوڑ دی خاندانِ نبوت سے نور ولایت نہ تو کبھی منقطع ہوا نہ ہو گا اور آسمانِ ولایت نے بغیر ان اقطاب کے کبھی قرار نہیں پکڑا ان ہی میں سے اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا قطب الاقطاب عالم، غوث بنی آدم اور مرجع جن و انس بنا کر مشرق و مغرب میں مشہور و معروف کر دیا اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی کو دین اسلام کا دوبارہ زندہ کرنے والا بنایا۔ اگرچہ جمالِ محمدی تمام آل میں تاباں و درخشاں ہے مگر محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ میں اس کا کچھ اور ہی رنگ ہے جو یقیناً جمالِ احمدی کمالِ محمدی کا مظہر اتم ہے۔" (دیباچہ اخبار الاخیار)

۹۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ جذب و ولایت کے مقام کے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ پہلے فاتح ہیں اور اس مقام

ہیں جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم بھی آپ کے ساتھ شامل ہیں باقی ائمہ اہل بیت بھی اسی نسبت کے اقطاب ہیں اور سیدنا غوث اعظم تو اس مقام میں ایک مخصوص شان رکھتے ہیں۔ (لمعات ، المقالۃ الوضیہ)

۱۰۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار شان اہل بیت میں کہیں :۔

فَلَا تَعْدِلْ بِاَهْلِ الْبَيْتِ خَلْقاً	فَاَهْلُ الْبَيْتِ هُمْ اَهْلُ السِّيَادَة
فَبُغْضُهُمْ مِنَ الْاِنْسَانِ خُسْرٌ	حَقِيْقِيٌّ وَ حُبُّهُمْ عِبَادَة

ترجمہ۔ کسی کو اہل بیت رسول کے برابر نہ سمجھو کیونکہ وہ اہل سیادت ہیں ان کا بغض انسان کے حق میں خسارہ ہے اور ان کی محبت عبادت ہے۔

۱۱۔ امام عبدالوہاب شعرانی نے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہما کے یہ دو اشعار اپنی کتاب "لطائف المنن" میں درج فرمائے ہیں اور فضائل اہل بیت میں ان کی بڑی تعریف کی ہے۔

نیز انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بڑا ہی احسان ہے کیونکہ میں اولاد رسول کی تعظیم و تکریم کو اپنے اوپر ضروری سمجھتا ہوں خواہ ان کے ذاتی اعمال کیسے ہوں اس لئے کہ شرف نسب میں برے کے باعث کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ (لطائف المنن)

۱۲۔ حضرت قبلہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب میں کسقدر درخشاں خراج عقیدت و محبت اہل بیت کو پیش کیا ہے ملاحظ فرمائیں اور سر دھنتے ہوئے سبحان اللہ کہتے ہوئے دلوں کو روشن کریں آپ کے ارشاد کا خلاصہ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے واصل ہونے کے دو ہی راستے ہیں پہلے راستہ کا تعلق قرب نبوت سے ہے اور

اصل الاصل یہ ہی ہے اور اس راستے سے واصل ہونے والے انبیاء علیہم السلام ہیں اور ان کے صحابہ اور تمام امتوں سے جن کو بھی وہ اس ذریعۂ دولت سے نوازنا چاہیں ان میں شامل ہیں دوسرا راستہ قرب ولایت کا ہے اس راستہ سے اقطاب اوتاد ابدال نجباء و عام اولیاء واصل باللہ ہوتے ہیں اسی کو راہ سلوک کہتے ہیں اس راستے کے واصلین کے پیشوا و فیض کا منبع حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ اور سیدہ فاطمہ و حضرات حسنین رضی اللہ عنہم اس مقام میں ان کے ساتھ شامل ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت سرکار علی قبل از ظہور وجود عنصری بھی اس مقام پر فائز تھے اور اس راہ کے واصلین آپ ہی کی روحانیت کے توسل و واسطہ سے منزل مقصود تک پہنچتے رہے آپ کے بعد یہ اعلیٰ منصب بالترتیب حسنین کریمین کو تفویض ہوا اور ازاں بعد یکے بعد دیگرے ائمہ اہل بیت کرام اس مقام پر فائز ہوئے ان کے علاوہ جنہیں بھی یہ مذکورہ مقامات ملے ان حضرات ہی کے واسطے سے ملے یہاں تک کہ غوث الاعظم کا دور آنے پر یہ منصب عظیم یعنی قطبیت کبریٰ آپ کی ذات سے مختص کر دیا گیا ہے اب جس کسی کو بھی اس راستے سے فیض و برکات حاصل ہوتی ہیں آنجناب کے توسط سے ہی ہوتی ہے۔

(مکتوبات دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۲۳)

۱۳۔ اب ایک جھلک علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ادا کردہ خراج عقیدت و محبت بھی دیکھیں فرماتے ہیں :۔

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز	از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمین	آں امام اولین و آخرین
بانوئے آں تاجدار ہل اتیٰ	مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا

یادِ آں قافلہ سالارِ عشق
یادِ آں مرکزِ پرکارِ عشق

۱۴۔ جناب حضرت سید علی ہجویری گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:
" سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہٗ ائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم میں سے ہیں حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ کے دل کے پھول اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں آپ کو طریقت میں نظرِ کامل اور مضمون (تصوف) کی عبارت کی باریکیوں کے بیان کرنے میں بڑا حصّہ حاصل تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنی وصیت میں فرمایا ہے عَلَیْکُمْ بِحِفْظِ السَّرَائِرِ فَاِنَّ اللّٰہَ مُطَّلِعٌ عَلَی الضَّمَائِرِ۔ تم پر اسرارِ باطن کی حفاظت لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھیدوں سے آگاہ ہے۔

۱۵۔ گنج بخش ہجویری فرماتے ہیں:—
" حضرت امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہٗ ائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم میں سے ہیں۔ شمعِ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام تعلقات دنیا سے مجرد اپنے زمانہ کے سردار، آپ زمانے کے محقق اولیاء اللہ میں سے تھے اور اہلِ صفائے باطن کے قبلہ، کربلا کے شہید اور اہلِ طریقت آپ کے حال وسیرت کی درستی پر متفق ہیں اس لئے جب تک حق ظاہر تھا آپ حق کے تابع رہے اور جب امرِ حق مغلوب ہو کر گم ہونے لگا آپ نے تلوار سونت لی اور جب تک اپنی عزیز جان اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان نہ کر دی آرام نہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بہت سی علامات آپ میں موجود تھیں جن میں آپ مخصوص تھے۔"

(کشف المحجوب)

۱۶۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی خواجۂ ہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:—

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسین

۱۷ تا ۱۸۔ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء اللہ اور سلطان المشائخ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:—
" محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں کہ میں ماہ محرم ۶۶۶ھ میں سلطان المشائخ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ اسی موضوع پر گفتگو فرما رہے تھے"۔ آپ فرما رہے تھے:—
" اس عشرہ (یعنی محرم کے پہلے دس دن) میں کسی اور کام میں مشغول نہیں ہونا چاہیئے سوائے اطاعت، تلاوت، دعا اور نماز وغیرہ کے اس لئے کہ اس عشرہ میں قہرِ الٰہی بھی ہوا ہے اور بہت رحمتِ الٰہی بھی نازل ہوتی ہے بعد ازاں فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس عشرہ میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گزری اور آپ کے فرزندوں کو کس طرح بے رحمی سے شہید کیا گیا۔ بعض پیاس کی حالت میں شہید کئے گئے کہ ان بدبختوں نے اللہ کے پیاروں کو پانی کا ایک قطرہ تک نہ دیا جب شیخ الاسلام نے یہ بات فرمائی تو ایک نعرہ مار کر بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش میں آئے تو فرمایا۔ کیسے سنگدل، کافر، بے عاقبت، بے سعادت اور نافرمان تھے حالانکہ انہیں خوب معلوم تھا کہ دین و دنیا اور آخرت کے

بادشاہ کے فرزند ہیں پھر بھی انہیں بڑی بے رحمی سے شہید کر دیا اور انہیں یہ خیال نہ آیا کہ کل قیامت کے دن حضرت خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے؟"

(شام کربلا بحوالہ راحت القلوب)

۱۹ - اعلیحضرت احمد رضا خاں بریلوی فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین	اس نور کی جلوہ گہ تھی ذات حسنین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کئے	آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین

حسنین پاک اور اُن کی ذریت فرزندانِ رسول ہیں :-

آنحضرت سے قرب و قرابت کا جو شرف اہل بیت کرام میں سے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سرکار ولایت سیدنا علی اور حسنین شریفین رضوان اللہ علیہم کو ہے اس میں کوئی بھی اُن کی برابری نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے آیۂ مبارکہ :-

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ	تو کہہ دے آؤ ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں بلائیں۔
(آل عمران)	

اور اس پر آنحضور کا حسنین پاک کو بطور بیٹوں کے ہمراہ لینے کا عمل ہی کافی ثبوت ہے چنانچہ علامہ سلیمان حنفی نے "ینابیع المودۃ" .. علامہ زرقانی المالکی نے "شرح مواہب الدنیہ" میں علامہ سمہودی الشافعی

نے "جواہر العقدین" میں اور شیخ عبدالحق محدث حنفی دہلوی نے "مدارج النبوۃ" میں اس مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے فرمایا ہے کہ فرزندانِ رسول کہلانے کا حق و شرف صرف حسنین پاک اور ان کی ذریت کو حاصل ہے۔

علامہ زماں شیخ محمد بن علی صبان مصری اپنی کتاب "اسعاف الراغبین فی سیرت المصطفٰے و اہل بیتہ الطاہرین" میں فرماتے ہیں۔

"اور اہل بیت کے فضائل میں سے ہے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد آنحضور کی اولاد و فرزند کہلاتے ہیں اور آنجناب کے ساتھ صحیح نسب سے منسوب ہیں امام غزالی نے آنحضور کی حدیث نقل کی ہے۔ کہ آنحضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت کو اس کی اپنی پشت میں رکھا ہے لیکن میری ذریت علی ابی طالب کی پشت میں رکھی طبرانی وغیرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہر ماں کی اولاد اپنے آبائی خاندان کی طرف منسوب ہوتی ہے بجز اولاد فاطمہ کے جن کا ولی عصبہ میں ہوں" ایک اور صحیح روایت میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا "ہر عورت کی اولاد کا عصبہ ان کے باپ کی طرف سے ہوتا ہے ماسوائے اولادِ فاطمہ کے کیونکہ ان کا باپ اور عصبہ میں ہوں" یہ خصوصیت صرف اولاد فاطمہ کے لئے ہے آنحضور کی دوسری صاحبزادیوں کی اولاد اس میں شریک نہیں ان کے لئے حضور کو باپ نہیں کہا جائے گا۔ البتہ آپ کی ذریت و

نسل کہہ سکتے ہیں"۔ (مہر منیر)

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان فرماتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
دُنیا کے تمام بیٹے اپنے باپ سے نسبت رکھتے ہیں
میں ان کا باپ بھی ہوں اور نانا بھی ہوں وہ میرے
فرزند بھی ہیں اور نواسے بھی۔

(شرف النبی)

فضیلتِ اہل بیت کرام ایک بحرِ ناپیدا کنار

جناب آقاو مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم کے فضائل کما حقہٗ بیان کرنا کسی کے بس کی بات نہیں یہ ایک بحرِ ناپیدا کنار ہے یہ حضرات اُس سید المرسلین افضل الانبیاء حبیب رب العالمین وجہ تخلیق کائنات فخرِ موجودات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت ہیں جن کی شان و فضیلت ذہن انسانی سے وراء الورا ہے تو اُن سے منسوب اہل بیت کی فضیلت بھی اسی طرح قلم و زبانِ انسانی کی طاقت و بیان سے وراء ہے پس جس کا ذہن جہاں تک سمجھ سکا اُس نے حتی المقدور فضائل اہلِ بیت کے سمندر میں غواصی کر کے اپنی پوری کوشش کے ساتھ کچھ موتی چنے اور اپنی کتاب مرتب کر کے سعادت دارین حاصل کرنے کی کوشش کی اس سمندر فضائل اہل بیت کرام بڑے بڑے اکابرین علماء اُمت نے ہاتھ پاؤں مارے ہیں بڑی بڑی ضخیم کتب مرتب کی ہیں اور تاقیامت کرتے رہیں گے

سعادتیں حاصل رہیں گے لیکن فضائل اہل بیت ہیں کہ اُن کی حد بیں انسانی شعور کی رسائی سے باہر ہی رہیں گی کیونکہ فضیلت اہل بیت اور کمالات اہل بیت دراصل کمالاتِ محمدیہ ہی ہیں کیونکہ اہل بیت کی تخلیق و نسبت خون و خمیر نبوت سے ہے جس کے کمالات بہتر طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی جانتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات روز بروز فزوں سے فزوں تر ہیں اور قیامت تک رفعت شان مزید ہوتی جائے گی جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (القرآن) اسی طرح کمالات اہل بیت بھی وہبی ہیں کسبی نہیں بوجہ رشتہ و تعلق خمیر نبوت لہٰذا اُن کے کمالات بھی احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔

یہ فضائل و کمالات اہل بیت کسبیہ اور وہبیہ ہیں جو کسی دوسرے اُمتی کو ملنا محال ہے یہ کمالات ... محمدیہ ہیں۔ جو وراثتہً "خاندان رسالت" میں نسلی طور پر آرہے ہیں انبیاء دنیوی مال و متاع ورثہ میں نہیں چھوڑتے بلکہ اُن کی وراثت یہی فضائل و کمالات ہوتے ہیں۔ اہل بیت کو یہ فضائل و کمالات اُن کی کوشش سے نہیں ملتے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ازلیہ ہوتی ہے۔

اُمت کے اکابر اور جید علماء نے فضائل اہل بیت پر مبسوط کتب تحریر کی ہیں جو فی الحقیقت شمار سے باہر ہیں بڑی طویل فہرست ہے۔
جس میں چند ایک یہ ہیں :۔

نام موئفین	نام کتب
حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ	المناقب
حضرت امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ	الخصائص

نام مؤلفین	نام کتب
حضرت حافظ الحدیث ابونعیم اصفہانی	منقبۃ المطہرین
حضرت جناب سید علی ہمدانی	مودۃ القربیٰ
حضرت علامہ محب طبری رحمۃ اللہ علیہ	ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ
حضرت امام ابی الحسن علی بن عبداللہ سمہودی۔	جواہر العقدین
علامہ نور الدین ابن صباغ مالکی	الفصول المہمۃ فی معرفۃ الائمۃ
علامہ یوسف سبط ابن جوزی	تذکرۃ الخواص الائمۃ فی احوال الائمۃ
علامہ سلیمان حنفی بلخی	ینابیع المودۃ
علامہ محمد بن علی صبان مصری	اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ واہل بیتہ الطاہرین۔
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی	مناقب ائمہ اثنا عشر
حضرت امام جلال الدین سیوطی	احیاء المیت بفضل اہل بیت
حضرت امام ابی اسحق اسفرائینی	نور العینین فی مشہد الحسین
حضرت امام حاکم صاحب مستدرک	فضائل فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا
ملا محمد مبین سہالوی	وسیلۃ النجات فی فضائل الحضرات
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی	شواہد النبوت
علامہ رشید الدین خاں دہلوی	الفتح المبین فی فضائل اہل بیت سید المرسلین
علامہ مومن مصری	نور الابصار فی مناقب النبی و آلہ المختار علیہم السلام
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	سر الشہادتین

نام مؤلفین	نام کتب
علامہ عبدالرؤف مناوی	کتاب الصفوۃ بمناقب اہل بیت النبوۃ
سید عبدالرحمن جہوری شافعی	رسالہ فضائل اہل بیت
حافظ الحدیث محمد ابن احمد ذہبی	فتح المطالب
علامہ امام ابن حجر ہیثمی	صواعق محرقہ
علامہ ابن اخضر	معالم العترۃ النبویۃ

امت کے مشہور علماء جنہوں نے اہل بیت کے فضائل میں مبسوط
ہیں لکھیں ہیں ان کی ایک طویل فہرست محررہ عبیداللہ امرتسری میں
مندرجہ بالا بعض علماء اور ان کی کتب کی یہ مختصر فہرست مولانا فیض احمد
ب فیض جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف نے اپنی کتاب مہر منیر میں درج
ی ہے

یہ بندۂ غلام اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم کی خوش بختی ہے
تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے کہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
کے فضائل ومناقب میں قلم اٹھانے کے اسباب پیدا فرمائے اور
ں نے متعدد بار اس کام کے لئے اصرار کیا کہ فضائل اہل بیت پر
ر لکھا جائے تاکہ اس بارے میں گمراہ کن اور گمراہ گر مولوی نما
ی غلط اور بے بنیاد خود ساختہ پھیلائی ہوئی باتوں کا رد و اور
ہو سکے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین

ایک سوال اور اس کا جواب

۷- اسلام میں حسب نسب کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نسب پر فخر کرنے سے ممانعت فرمائی اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ (تحقیق تم میں سے زیادہ عزت والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہی ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے)

شرفِ نسب کا مقام:۔

جواب:۔ سوال میں مندرجہ آیۂ کریمہ شرف نسب کے خلاف ہرگز نہیں اور احادیثِ رسول بھی شرفِ نسب کو ممنوع قرار نہیں دیتیں۔

(روح المعانی بحوالہ امام ابن حجر و علامہ مناوی)

ہاں اگر ممانعت ہے تو یہ کہ یہود کی مانند نسب کے باعث لوگوں پر تکبر نہ کیا جائے دیگر لوگوں سے اپنے آپ کو بالاتر سمجھا جائے انسانی مساوات سے انکار نہ کیا جائے دوسروں کو ذلیل وحقیر نہ سمجھا جائے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے تحدیث نعمت کے طور پر ذاتی نسب کا اظہار جائز ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے اپنے نسب کو بہترین فرمایا ہے جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل کی اولاد سے کنانہ کو منتخب فرمایا پھر کنانہ سے قریش کو قریش سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم سے مجھے منتخب فرمایا

(او کما قال)

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وبالجملۃ شرف النسب مما اعتبر فی الجاہلیۃ والاسلام" اور خلاصہ بحث یہ ہے کہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں شرفِ نسب معتبر مانا گیا ہے۔

قرآن پاک میں شرف نسب کے معتبر ہونے کا اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشادِ الٰہیہ میں مہیا فرمایا ہے۔

قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ (سورۃ الزخرف)

اے میرے حبیب نصاریٰ سے فرما دو کہ اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا ہوتا اس کی عبادت کرنے والا پہلا میں ہوتا۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے بیٹے کی عبادت اس کے نسب کے باعث ہی ہوتی۔ قرآن پاک میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ (سورہ طور)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان لانے میں ان کی اتباع کی ہم آخرت میں ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملائیں گے اور ان کے اپنے اعمال (صالحہ) کے انعامات میں سے کوئی کمی نہیں کریں گے۔

اس کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت علامہ آلوسی رحمہ اللہ جناب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد جنت میں اس مومن کے ساتھ اسی درجہ میں رکھیں گے تاکہ اس مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ (روح المعانی)

کسی خارجی سے امام حسن رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم جانتے ہو۔ سورۃ کہف کے یتیموں کا مال ومتاع رب تعالیٰ نے کیوں محفوظ فرمائے رکھا؟ خارجی نے جواب میں کہا کہ ان کے والد کے نیک ہونے کے باعث اللہ نے ان کا مال محفوظ رکھا اس پر سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کہ خدا کی قسم میرے باپ اور جدِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صالحیت کہف کے یتیموں کے باپ کی صالحیت سے بدرجہا بہتر تھی (روح المعانی) سورۃ کہف میں بیان فرمایا گیا ہے کہ دو یتیم بچوں کی ایک دیوار تھی اس کے نیچے مال دفن شدہ تھا حضرت خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے وہ دیوار بغیر اجرت لینے کے خود ہی مرمت فرما دی یہ ہمارا کام اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی کیا گیا تھا۔ اس وجہ سے قرآنِ پاک میں بیان کی گئی ہے۔

وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا (اور ان کا باپ صالح تھا)

یہاں سے معلوم ہوا کہ باپ نیک تھا اس کا مفاد اولاد کو حاصل ہوا یہ شرفِ نسب کا بڑا ثبوت ہے بلکہ تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ باپ سے مراد ان کی ساتویں پشت میں کوئی بزرگ تھا معلوم ہوا باپ دادوں کا نیک ہونا اولاد کے لئے باعثِ شرف و احترام ہے۔

اب غور فرمائیں کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے باپ دادے نانے کتنے نیک تھے کیا تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی دوسرے کو نیک، صالح اور عظیم القدر ثابت کر سکتی ہے ہرگز ہرگز نہیں تو پھر کیوں نہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اپنے شرف پر ناز کریں سبحان اللہ کیا شان بے نظیر عطا کی گئی ہے سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر میں

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی محبت بہ سید المرسلین

...اللہ علیہ وسلم کی جناب حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے بے پناہ محبت تھی تمام اہل بیت میں سے حسن و حسین سب سے زیادہ محبوب تھے

جناب سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ اَیُّ اَھْلِ بَیْتِکَ اَحَبُّ اِلَیْکَ اہل بیت میں سے آپ کو کون زیادہ پیارے ہیں؟ فرمایا حسن و حسین رضی اللہ عنہما۔

(ترمذی۔ مشکوٰۃ)

...فرماتے ہیں سیدہ عالم خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کو فرماتے تھے میرے بیٹوں کو بلاؤ جب حاضر ہوتے تو آپ یَشُمُّھُمَا وَیَضُمُّھُمَا اِلَیْہِ دونوں کو سونگھتے اور چومتے اور اپنے گلے سے چمٹاتے۔

(ترمذی۔ مشکوٰۃ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور دونوں سرخ قمیضیں پہنے ہوئے تھے وہ چلتے تھے اور گرتے تھے فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَھُمَا وَوَضَعَھُمَا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے ان کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا اور فرمایا صَدَقَ اللّٰہُ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا چلتے اور گرتے ہیں تو میں صبر نہ کر سکا حتیٰ کہ میں نے اپنی بات بند کر دی اور ان دونوں کو اٹھا لیا۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک رات کسی ضرورت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس طرح تشریف لائے کہ آپ کسی

چیز کو گود میں لیے ہوئے تھے مجھے خبر نہ تھی کہ کیا ہے پھر جب میں
حاجت سے فارغ ہوا عرض کی یہ کیا ہے ؟ جو آپ گود میں لئے
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھولا تو حسن وحسین آپ کی رانوں
پر تھے فرمایا یہ میرے دونوں بیٹے میری بیٹی کے بیٹے ہیں (پھر دعا کی)
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا۔ (ترمذی)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بیشک نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الحسن والحسین ھُمَا رَیْحَانِیْ مِنَ الدُّنْیَا حسن و حسین
دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں (ترمذی)

حضرت یعلی بن مرۃ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم حُسَیْنٌ مِنِّیْ
وَاَنَا مِنَ الحسین وَاَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ۔ فرمایا حسین
مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ اُس سے محبت کرے جو حسین
سے محبت کرے حسین اسباط میں سے ایک سبط ہیں (سبط اس
کو کہتے ہیں جس کی جڑ ایک ہو اور شاخیں بہت جیسے حضرت یعقوب
علیہ السلام کے بیٹے اسباط کہلاتے ہیں، ایسے ہی حسین رضی اللہ عنہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سبط ہیں۔ ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اس شہزادے
سے میری نسل چلے گی اور ان کی اولاد سے مشرق و مغرب بھر جائیں گے
دیکھیے آج سادات کرام پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور انہیں حسینی
سیدوں کی کثرت ہے حسنی سید تھوڑے ہیں۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنی والدہ سے
کہا کہ مجھے اجازت دو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت
میں جاؤں آپ کے ساتھ مغرب پڑھوں اور آپ سے عرض کروں
میرے اور تمہارے لئے مغفرت کی دعاء فرمائیں۔ میں آپ کی خدمت
میں حاضر ہوا میں نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی حتیٰ کہ عشاء بھی پڑھی

پھر آپ واپس ہوئے میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا آپ نے میری آواز سنی تو
فرمایا کون ہے حذیفہ ہے میں نے عرض کیا ہاں فرمایا تمہاری کیا حاجت
ہے اللہ تمہیں اور تمہاری ماں کو بخشے بے شک یہ ایک فرشتہ ہے جو اس
رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا، اس نے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی
کہ مجھے سلام کرے اور مجھے بشارت دے بِاَنَّ فَاطِمَۃَ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ
اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔
(ترمذی، مشکوٰۃ) اس حدیث پاک سے مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا اور حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما واضح ہوئی
اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ کو بھی پہچان لیا اور اس
کی والدہ کی حاجت بھی معلوم کر لی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم) مَنْ اَحَبَّھُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمَا
فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حسنین
سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے عداوت
رکھی جس نے ان سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی (ابن عساکر وغیرہ)

ترمذی نے روایت کی کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ نے
حضرت امام حسن اور حسین کو اٹھایا اور فرمایا جو مجھ کو دوست رکھے گا
اور ان دونوں کو دوست رکھے گا اور ان کے ماں باپ کو رکھے گا تو
وہ شخص قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔

حسن وحسین جنتی نام ہیں

دونوں ناموں میں قدرِ مشترک

دونوں شہزادوں ... نام ہیں حسن ...

اِن دونوں اسماءِ مبارک میں ایک قدرِ مشترک ہے وہ ہے حُسنیٰ ... دونوں ناموں میں حُسنیٰ موجود ہے حُسنیٰ سے مراد ہے حُسنیٰ احسن میں ... ہے اور حسین میں بھی حُسنیٰ ہے اور حُسنیٰ کے معنی کیا ہیں حُسنیٰ کا ... نعا دھیَ الشّھادت بِھا حَسُنَتُ العوَاقب،، کہ حُسنیٰ شہادت ... ہیں کہ یہ سب سے زیادہ حسین انجام ہے،، یہ بحث ایک لغت ... ہے

(شہادت امام حسین وحیثیت امام ...)

شہادت ...

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ ان دونوں ... شہادت سے سرفراز ہونا ہے (کما فی الاحادیث) آپ کو معلوم تھا ... شہزادوں کے پیشانیوں میں نورِ شہادت جلوہ گر ہے لہذا آپ ... اُن کے نام پاک حسن اور حسین رکھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ... رکھے ہوئے نام "حرب" پسند نہ فرمائے بدل دیئے۔ یہی و... کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی دونوں شہزادوں کو ... چومتے تو امام حسن رضی اللہ عنہ کے منہ مبارک کو چومتے اور ... حسین رضی اللہ عنہ کی گردن مبارک پر بوسہ دیتے تھے کیونکہ ... حسین تلوار سے ہونے والی تھی جسے گردن پر چلنا تھا۔

تاریخ عرب میں پہلے نام

حسن اور حسین دونوں عربی ... ہیں۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ ...

...حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے پہلے عرب میں ...کسی عربی باشندہ کا نام حسن یا حسین نہ رکھا گیا تھا۔ عرب کی تاریخ ...حسن اور حسین دونوں نام سب سے پہلے اِن ہی دو شہزادوں ...کے رکھے گئے تھے جیسے کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم نام بھی دنیا میں ...نام تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

...اللہ حَجَبَ اِسْمَ الحَسَنِ وَا... حَتّٰی سَمّٰی بِھِمَا ابنیہ رَسُولُ اللّٰہ ... اللہ علیہ وآلہ وسلم ...

(تاریخ ... صواعق محرقہ)

بے شک اللہ تعالیٰ نے حسن اور حسین دونوں ناموں کو چھپائے رکھا اس وقت تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں بیٹوں (شہزادوں) کے نام حسن اور حسین رکھے۔

جنتی نام

حسن اور حسین دونوں نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کی تاریخ میں سب سے پہلے اپنے ...شہزادوں کے نام رکھے۔ یہ دونوں نام جنتی نام ہیں۔ جنت کے ناموں ...سے دو نام ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

...حسن وَالحُسَین اِسمَانِ مِن ...اَسمَاءِ اَھلِ الجَنّۃِ مَا سُمِّیَت ...العرب بِھِمَا فِی الجَاھِلِیَّۃِ

(کنز العمال جلد ۲ ص ...)

حسن اور حسین اہل جنت کے دو ناموں میں سے نام ہیں اور آج تک عرب میں کوئی شخص اپنی اولاد کے یہ نام نہیں رکھ سکا۔

دین کی اساس (بنیاد) محبت اہل بیت ہے

ہر چیز کی کوئی بنیاد ہوتی ہے اسی طرح دین اسلام کی بنیاد ہے اگر عمارت

کا تعلق اپنی بنیاد سے کٹ جائے قدح ہو جائے تو وہ عمارت اسی آن برباد ہو جاتی ہے اس کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دینِ اسلام کی بنیاد ہی اگر مسمار کر دی جائے بنیاد سے تعلق منقطع ہو جائے تو دین دین نہیں رہتا آیئے ہم اپنے آقا و مولا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کریں کہ ہمارے دین اسلام کی بنیاد کیا ہے؟ تاکہ ہم ایمان و ایقان کی بنیاد کو ہمیشہ مستحکم رکھ سکیں اس بارے میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ارشاد روایت کرتے ہیں:۔

لِکُلِّ شَیْءٍ اَسَاسٌ وَاَسَاسُ الْاِسْلَامِ حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَحُبُّ اَہْلِبَیْتِہٖ۔

ہر شئی کی ایک بنیاد ہوتی ہے اسلام کی بنیاد محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبت اہل بیت (رسول) ہے۔

(ادب المفرد)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اسلام کی بنیاد دو چیزوں پر ہے محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبت اہل بیت رسول اللہ جس شخص کے دل میں محبتِ اہل بیت نہ ہو اس کا دل ایمان سے خالی ہے اس کا کوئی دین نہیں وہ بے دین ہوتا ہے اور جو شخص زبان سے محبت اہل بیت کا دعویٰ رکھے لیکن دل میں اصلاً محبت اہل بیت نہ ہو وہ منافق ہوتا ہے اپنے دل کو ٹیسٹ کرنا ہو تو آؤ ہم اس کا طریقہ بھی بتا دیتے ہیں وہ کسوٹی یہ ہے وہ پیمانہ یہ ہے کہ اگر تمہارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا امہات المومنین

حضرت رقیہ و کلثوم رضی اللہ عنہما کا امام زین العابدین امام محمد باقر امام جعفر صادق امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم بلکہ یوں کہو کہ خانوادۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آئے اور دل میں حلاوت و لذت نصیب نہ ہو تو سمجھ جائیں کہ دل میں ایمان نہیں بلکہ ایمان کی جگہ بغض و منافقت ہے۔

محبت اہل بیت سے محروم شخص منافق جہنمی ہوتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔

لَا یُحِبُّنَا اَہْلَ الْبَیْتِ اِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ وَلَا یَبْغِضُنَا اِلَّا مُنَافِقٌ شَقِیٌّ۔

سوائے متقی مومن کے ہم سے کوئی محبت نہیں کر سکتا اور سوائے بدبخت منافق کے ہم سے کوئی بغض نہیں رکھ سکتا۔

(ینابیع المودۃ ص ۳۸۹)

نیز آپ کا ارشادِ گرامی ہے:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَبْغِضُنَا اَہْلَ الْبَیْتِ اَحَدٌ اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ النَّارَ۔

اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میرے اہل بیت سے بغض رکھنے والا کوئی شخص ایسا نہیں جسے اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ میں داخل نہ کر دے۔

(ینابیع المودۃ ص ۳۸۹)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

مَنْ اَبْغَضَ اَہْلَ الْبَیْتِ فَہُوَ مُنَافِقٌ۔

جو اہل بیت سے بغض رکھے پس وہ منافق ہے۔

(ینابیع المودۃ ترجمہ معالم القرۃ صفحہ ۴۸۹ بحوالہ مسند امام احمد)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقت کی پہچان متعین فرمادی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما وغیرہم صحابہ فرماتے ہیں:۔

مَا كُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِيْنَ اِلَّا بِبُغْضِهِمْ عَلِيًّا۔

ہم منافقین کو یوں پہچانتے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے۔

(ینابیع المودۃ صفحہ ۴۹۸ بحوالہ ترمذی، امام احمد)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر جسے اچھا نہ لگتا جو علی سے محبت کرتا یا علی سے بغض رکھتا صحابہ جان جاتے تھے کہ یہ منافق ہے۔ معلوم ہوا اہل بیت سے محبت ایمان ہے اور اہل بیت سے بغض منافقت ہے۔ (بحوالہ جات از کتاب شہادت امام حسین محبت امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام حسین رضی اللہ عنہ خلاصۂ اہل بیت ہیں:۔

محبت، اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان و اسلام کی شرط ٹھہری تو یہ بھی سمجھ لیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ خلاصۂ اہل بیت ہیں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلبند نواسے اور بیٹے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کی ٹھنڈک دل کا سکون جگر گوشہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے نہایت عزیز پیارے چھوٹے بھائی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و عقیدت ضروری، حضرت علی سے محبت ضروری

فاطمۃ الزہرا سے بھی محبت لازم امام حسن سے بھی محبت ضروری اور ان تمام مذکورہ حضرات اقدس کی محبتوں کا مرکز ان سب کی آنکھوں کا تارا امام حسین ہیں سب سے چھوٹے سب سے زیادہ پیارے سب کو پیارے گویا آپ ہی پوری اہل بیت کا خلاصہ ہیں۔ تمام محبتیں تمام عقیدتیں ان پر مجتمع ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان پر ان کی محبت فرض ہے۔ جو ان سے بغض رکھے بدگمانی رکھے ان کے بارے میں کوئی غلط شک کرے وہ بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل بیت میں سے سب سے زیادہ آپ کے نزدیک پیارے کون ہیں فرمایا حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۰۵) حسین کو تکلیف آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے چین ہوں، حضرت علی تڑپ اٹھیں سیدہ فاطمہ کا دل تڑپ اٹھے امام حسن کا چین و قرار جاتا رہے کیوں کہ حسین سب کی آنکھوں کا تارا سب کی محبتوں کا مرکز ہے لہٰذا حسین خلاصۂ اہلبیت ہیں ذرا غور فرماؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر فرمایا الحسین منی و انا منہ۔

(ادب المفرد بخاری، ترمذی وغیرہ کتب)

ف: چونکہ محبت اہل بیت اساس ایمان ہے لہٰذا معلوم ہوا خلاصۂ اہل بیت امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت اساس دین و ایمان ہے جیسے کہ فرمایا گیا ہے:۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

(خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ)

امام حسین رضی اللہ عنہ کا امتحان مقام رضا پر

کتب تاریخ میں ہر قسم روایات ہوتی ہیں سچی بھی اور جھوٹی بھی
دانشمند اور صاحب شعور صرف اُس روایت کو قبول کرتے ہیں جو روایت
درایت کے پیمانے پر پوری اُترے بعض واعظین و مقررین ناقابل قبول
روایات پڑھ کر بیان کرتے رہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ یزیدیوں
سے پانی مانگتے رہے علی اصغر کے لئے پانی مانگا کہ اس معصوم نے تمہارا
کوئی قصور نہیں کیا اسے پانی دے دو سوچنے کی بات ہے کہ قصور تو
امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی کوئی نہیں کیا تھا نہ اُن کے کسی فرد کو قتل
کیا تھا نہ جائیداد یا علاقہ ہتھیایا تھا نہ کسی کو گالی دی تھی نہ مارا پیٹا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے دشمنوں سے کوئی
دست سوال دراز نہ کیا امام حسین کا مقام رضا پر امتحان ہو رہا تھا ابراہیم
علیہ السلام کو نار نمرود میں ڈالا گیا۔ جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے عرض کیا
اے ابراہیم آپ فرمائیں تو یہ آگ بالکل ختم کر دوں حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے فرمایا نہیں تمہاری مدد کی ضرورت نہیں خدا تعالیٰ خود دیکھ رہا ہے۔
جانتا ہے وہ چاہے گا تو خود آگ ٹھنڈی فرما دے گا گویا ابراہیم علیہ السلام
نے جبرئیل کی مدد سے انکار کیا کیونکہ وہ رضائے الٰہی کے لئے امتحان دے
رہے تھے اس طرح امام حسین رضی اللہ عنہ بھی یزیدیوں سے پانی طلب
نہ کرتے تھے کیونکہ آپ بھی مقام رضا الٰہی پر امتحان میں تھے شہادت حسین

امتحان رضا ہے بقول حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ رضا تین
چیزوں کا نام ہے تَرْكُ الْاِخْتِيَارِ قَبْلَ الْقَضَاءِ، وَ فُقْدَانُ الْمَرَارَةِ بَعْدَ الْقَضَاءِ وَ هَيَجَانُ الْحُبِّ فِي حَرِّ الْبَلَاءِ
[illegible] الْقَضَاءِ وَفُقْدَانُ الْمَرَارَةِ بَعْدَ الْقَضَاءِ۔ مراد یہ ہے کہ اختیار ہو۔

لیکن رب کی رضا کی خاطر استعمال نہ کیا جائے قضا کی چھری چلے تو لبوں
پر مسکراہٹ ہو اور قضا کی چھری چل جائے تو اس کے بعد ہرگز کوئی
افسوس یا غم نہ ہو۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے ترک اختیار کیا آپ اس قدر مقرب
الٰہی تھے اگر آپ اللہ سے عرض کرتے تو یہ سب تمام مصائب و آلام
فوراً ختم ہو جاتے۔ اگر آپ پانی کے لئے خود فرات کو حکم فرماتے تو فرات
آپ کے قدموں میں آ کر بہنے لگتا تمام کائنات حسین کے اختیار کے سامنے
مجبور تھی۔ امام حسین مختار تھے حسین چاہتے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریائے
فرات حسین کے قدموں میں بہتا آپ بادلوں کو اشارہ فرماتے تو بادل
برس کر میدان کربلا کو دریا میں بدل دیتے امام حسین زمین پر قدم مارتے زمین
پر حکم کرتے تو ریت کا ہر ذرہ چشمہ بن کر پھوٹ پڑتا حسین فرماتے تو کربلا
کے تمام نظارے ہی بدل جاتے حسین چاہتے تھے اپنے رب کو منا لیں۔
یزیدیوں کو نہیں حسین کے یہاں آنے کا مقصد ہی رب کی رضا تھی وہ
یہاں لوگوں سے سوال کرنے مانگنے نہ آئے تھے ذرا سوچو تو سہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بذات خود کربلا میں موجود ہیں حسین کے اثبات
اور تسلیم و رضا کے امتحان کے وقت نبی کریم خود ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ
حسین کے پائے اثبات لڑکھڑانے نہ پائیں تو آقا و مولا، سید و سرور،
نانا پاک کے سامنے امام حسین یزیدیوں سے کیوں سوال کرتے اور
کیسے کر سکتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میدان کربلا
میں احادیث سے ثابت ہے (شہادت و محبت امام حسین رضی اللہ عنہ)

امام حسین رضی اللہ عنہ مقام رضا پر امتحان میں کامیاب ہوئے
ترک اختیار فرمایا پھر قضا کی تلوار چلی تو خنداں پیشانی سے قبول کی شکوہ
کا کوئی لفظ زبان پر نہیں اور اس شہادت پر سوائے صبر و شکر کے چند

آنسوؤں کے اہل بیت میں کچھ نہ تھا کوئی نالہ نہیں ماتم نہیں آہ و فغاں نہیں صرف تھا تو یہ تھا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اگر یہ وہی قربانی تھی جو اسمٰعیل علیہ السلام کی صورت میں ہونے سے باقی رہ گئی اور اب بصورت حسین کربلا میں تکمیل پائی تو یہ صبر حسین یہ استغنائے حسنین یہ ترکِ اختیار اور طلب رضا بھی اسی طرح تھی جیسے ابراہیم علیہ السلام کی طلب رضائے الٰہی تھی۔

"غریب و سادہ و رنگین ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسین ابتدا ہے اسمٰعیل"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان کربلا میں موجود تھے

کتب معتبرہ و مقدسہ میں احادیث موجود ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محبوب نواسے کی میدان کربلا میں شہادت کے وقت خود موجود تھے اس امر کے گواہ مقدس حضرات ہیں جن کی گواہی کی تردید ہرگز ہرگز ممکن نہیں اور وہ ہیں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک اور آپ کے سر اقدس کی زلفیں خاک سے آلودہ تھیں میں نے عرض کیا مَالَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یا رسول اللہ آپ کی یہ حالت کیوں ہے تو آنحضرت نے فرمایا شَہِدْتُ قَتْلَ الْحُسَیْنِ اٰنِفًا میں ابھی حسین کی شہادت گاہ پر حاضر تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں ایک روز وقت دوپہر آرام کر رہا تھا۔ دیکھا کہ جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک بکھرے ہوئے ہیں اور گرد آلود ہیں اور آپ کے ہاتھ مبارک میں ایک شیشی ہے جس میں خون بھرا ہوا ہے۔ عرض کیا مَا ھٰذِہٖ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ دَمُ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِہٖ۔ یا رسول اللہ یہ کیا ہے فرمایا حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس خواب کے بعد میں نے اس دن اور اس وقت کو یاد رکھا پھر جب مجھے خبر ملی حسین شہید ہو گئے ہیں وہ وہی دن اور وہی وقت تھا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کربلا میں موجودگی روحانی اعتبار سے تھی یا جسم مثالی کے ساتھ تھی اس میں کسی قسم کی کوئی الجھن یا شبہ نہیں ہو سکتا۔

ایذائے رسول بوجہ یزید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت کہ ریش مبارک گرد آلود زلفیں بکھری ہوئی ہوں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا دیکھ کر حیرت زدہ ہوئیں۔ آنحضرت کو یہ ایذا دینے کا باعث یزید پلید ہے کہ گنبد خضرا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے چین و بے قرار ہوئے کربلا میں اپنے محبوب نواسے کو شہید ہوتے اور ان کے ساتھیوں کو جام شہادت پیتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دیکھا تو مستورات اہل بیت کرام کے خیمے اجڑتے اور آگ میں جلتے بھی تو آنحضرت نے ملاحظہ کئے ہی ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دینے والے کے لئے قرآن میں کافر ہونا اور جہنمی ہونا فرمایا ہے۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

. . . .

چھوٹی سی شیشی میں سب کا خون، عقل انگشت بدنداں ہے

کہ چھوٹی سی شیشی میں امام حسین اور اُن کے تمام ساتھیوں کا خون کیونکر سما گیا۔ حیران ہونے کی بات نہیں تھوڑا سا غور فرمائیں۔ حدیث پاک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لوٹا پانی سے چودہ سو صحابہ کرام کو آپ وضو فراہم کر دیا۔ اسی طرح ستّر اصحابِ صُفّہ کے لئے دُودھ ایک پیالہ میں جمع فرما دیا اسی طرح امام حسین اور اُن کے ساتھیوں کا خون ایک چھوٹی شیشی میں جمع فرما لیا کہ خون حسین رائیگاں نہ جائے محفوظ کر لیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہٗ کی صحابیت

بخاری جلد اوّل باب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مَن صَحِبَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور رَاٰہُ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَھُوَ صَحَابِیٌّ "جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پالی یا آپ کو بحالتِ ایمان دیکھ لیا وہ صحابی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ومنھم من اشترط فی ذالک ان یکون حین اجتماعہ بالغاً وھو مردود ان میں سے بعض نے شرط لگائی ہے کہ آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور زیارت کے وقت بالغ ہو تب صحابی ہوتا ہے یہ قول مردود ہے یہ عقیدہ امام بخاری امام احمد جمہور محدثین کا ہے یعنی صحابی ہونے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت شرط ہے بلوغت شرط نہیں ہے۔ جو بھی ایمان کے ساتھ حضور علیہ السلام کی صحبت و بقا کا شرف حاصل کرے خواہ قبل البلوغ ہو یا بعد البلوغ وہ صحابی ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (البدایہ ص۱۵۰) والمقصود ان

الحسین عاصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ الی ان توفی وھو عنہ راضٍ ولکنہ کان صغیراً۔ اور مقصود یہ ہے کہ حسین معاصر رسول ہیں جنہوں نے حضور کا زمانہ پایا اور ان سے راضی تشریف لے گئے فانہ من سادات المسلمین وعلما صحابۃ وابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی ھی افضل بناتہ نقد کان عابداً او شجاعاً و سخیاً۔ بے شک حسین سادات مسلمین میں اور علما صحابہ میں سے ہیں اور اللہ کے رسول کی سب سے افضل صاحبزادی کے بیٹے ہیں اور وہ عابد بہادر اور سخی تھے۔ (البدایہ ص۲۰۴)

محدثین کی جماعت میں سے حافظ شمس الدین ذہبی نے جو محدث جلیل ہونے کے ساتھ معلّم اور صوفی بھی ہیں اور ابن حجر سے مقدم ہیں اپنی کتاب تجرید اسماء الصحابہ میں حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو زمرہ صحابہ میں ذکر کیا ہے حضرت حسین کا یہ ذکر ان کی کتاب کے صفحہ ۱۴۲ پر ہے۔

قرآن و حدیث سے واضح ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ صحابی اور اہل بیت سے ہیں جن کی قلبی طہارت کا بیان بھی آپ نے اسی رسالہ میں پڑھ لیا ہے کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہٗ کا وہ نورانی چہرہ ہے جس کو لاٹ پادری دیکھ کر مباہلہ کرنے سے انکار کر گیا۔

یزید

یزید بن امیر معاویہ رضی اللہ عنہٗ بن ابی سفیان بن حرب بن اُمیّہ۔ یزید کی کنیت ابو خالد اُموی تھی جو ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں پیدا ہوا۔ یہ بڑا الجیم تنجیم تھا اور اس کے جسم پر بہت بال تھے۔ ماں کا نام

بلیون اور ماں کا نام بجدل کلبی تھا۔ ۶۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ
عنہ کے وصال کے بعد فوراً ہی شامیوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کر
لی۔ یزید کے عہدِ حکومت میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا کے
میدان میں شہید کیا گیا میدانِ کربلا میں واقعہ شہادت حسین رضی اللہ
عنہ پوری دنیا میں مشہور ہے۔

مدینہ منورہ پر حملہ

۶۳ھ میں یزید کو اطلاع ملی کہ مدینہ
منورہ والے اس پر حملہ کرنا چاہتے
ہیں۔ پس یزید نے ایک بڑی فوج مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجی اور مدینہ
والوں کے سر اڑا دینے کا حکم دیا لہٰذا کربلا معلیٰ میں ظلم کے پہاڑ توڑ
نے کے بعد مسلم بن عقبہ کی سرکردگی میں فوج مدینہ پر حملہ آور ہوئی تین دن
تک مدینہ شریف میں قتل عام اور لوٹ مار ہوتی رہی صحابہ کرام و
تابعین جو شہید ہوئے سات سو کے لگ بھگ تھے اور عام مرد عورتیں
اور بچے دس ہزار شہید ہوئے مسجد نبوی میں گھوڑے دوڑاتے تھے۔ یہ
جنگ حرہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے متعلق رضی اللہ
عنہ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا واللہ اس جنگ میں صحابہ کو چن چن
کر قتل کیا گیا اور دوسرے مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا شہر کو لوٹا گیا اور
ہزاروں دوشیزاؤں اور نوجوان خواتین کو جبراً ذلیل (عصمت دری) کیا گیا
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

تین دن تک مسجد نبوی میں اذان تک نہ ہوئی حضرت سعید بن
مسیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مقدسہ سے اذان کی آواز سن
کر نماز پڑھتے رہے۔ یہ سب کچھ یزید کی اجازت و حکم سے کیا گیا۔
(عام کتب)

وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوةِ — وہ نماز کا وقت نہیں پہچانتے تھے

اِلَّا صَمْصَمَةً يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مشکوٰۃ)

مگر ایک گنگناہٹ جسے وہ قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز مبارک سے سنتے تھے۔

پھر یہ فوج مکہ شریف کی طرف روانہ ہوئی

مکہ مکرمہ پر حملہ

تو مسلم بن عقبہ جسے مسلم کی بجائے مسرف
بھی کہتے ہیں یہ راستہ میں ہی مرگیا تو حصین بن نمیر سردار لشکر
بنا۔ یہ لشکر مدینہ منورہ میں شراب نوشی اور زناکاری کرتا رہا۔
مکہ میں بھی یہ عیاشی ہوتی رہی اس فوج نے مکہ پہنچ کر عبد اللہ بن
زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا اور ان کے قتل کی تدبیریں کیں کعبہ معظمہ
پر منجنیق سے پتھر برسائے یہ واقعہ ۶۴ھ کا ہے غلاف کعبہ کو پھاڑ
دیا۔ اور جلا دیا شہر مکہ کو آگ لگا دی گئی کعبہ کی چھت بھی جل گئی۔ حضرت
اسمٰعیل کے فدیہ میں ذبح کردہ مینڈھے کے سینگ جو اب تک
کعبہ کی چھت میں محفوظ تھے جل کر خاکستر ہو گئے یہ سب ان یزیدیوں
کی آتشبازی اور سنگ باری کے باعث ہوا۔

یزید کی موت

اللہ تعالیٰ نے ۱۵ ربیع الاول ۶۴ھ میں یزید
کو ہلاک کر دیا جب یہ خبر مشہور ہوئی تو عبد اللہ
بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عین حالت جنگ میں بمقام مکہ معظمہ اعلان
کیا۔ اے شامیو! تمہارا گمراہ کرنیوالا مرگیا ہے یہ سنتے ہی شامی یزیدی
فوج منتشر ہو گئی اور بڑی ذلیل ہو گئی مکہ کے مسلمانوں نے اس فوج کا
تعاقب کیا۔ (تاریخ خلفاء)

یزید پلید احادیث کی روشنی میں

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ اَمرُ هٰذِهِ الامة قائماً بالقسط حتّٰی یکون اوّل من یثلمه رجل من امیّة یقال لہٗ یزید۔

میری اُمت کا امر و حکم عدل کے ساتھ قائم رہے گا۔ یہاں تک کہ پہلا شخص جو اسے تباہ کرے گا۔ وہ بنی اُمیّہ سے ہوگا جسے یزید کہا جائے گا۔

(البدایہ والنہایہ ص۲۳۱ ، صواعق محرقہ ص۲۲۳ ، تاریخ خلفاء ص۱۶۰)

۲۔ عن ابی الدرداء قال سمعت النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یقول اوّل من یبدل سنّتی رجل من بنی امیّة یقال لہ یزید۔

حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا سب سے پہلے جو شخص میری سُنت کو بدلے گا وہ بنی اُمیّہ سے ہوگا۔ جسے یزید کہا جائے گا۔

(البدایہ والنہایہ ، صواعق محرقہ ، تاریخ خلفاء)

۳۔ عن ابی ھریرۃ سَمِعتُ الصَّادِقَ المَصدُوقَ صَلَّی اللہُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ۔ هَلَكَةُ اُمَّتِی عَلٰی اَیدِی غِلمَةٍ مِن قُرَیشٍ۔

سے مروی کہ میں نے صادق المصدوق (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرماتے سُنا میری اُمّت کی ہلاکت قریش کے چند نوجوانوں کے ہاتھوں پر ہوگی

(بخاری کتاب الفتن جلد۲ ص۱۰۴۴)

۴۔ اِنَّ اَبَا هُرَیرَۃَ کَانَ یَمشِی فِی الْاَسوَاقِ وَیَقُولُ اَللّٰهُمَّ لَا تُدرِکنِی سَنَةَ سِتِّینَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازاروں میں چلتے پھرتے کہتے تھے۔ اے اللہ سنہ ۶۰ھ مجھ تک

وَلَا اَمَارَۃُ الصِّبیَانِ — نہ پہنچے اور نہ لڑکوں کی حکومت

(فتح الباری صفحہ۸)

قارئین غور فرمائیں "تاریخ گواہ ہے یزید اسی سنہ ۶۰ھ میں تخت نشین ہوا اور حضرت ابوہریرہ ۵۹ھ میں وصال پا گئے۔

سنہ ۶۰ھ کے بعد کیا ہوگا جس سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بچنا چاہتے تھے وہ گذشتہ احادیث کے علاوہ یہ حدیث بھی ملاحظہ فرمالیں۔

۵۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔

یَکُونُ خَلفٌ بَعدَ سِتِّینَ سَنَةً اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوفَ یَلقَونَ غَیًّا۔

(البدایہ والنہایہ ص۲۳۰)

سنہ ۶۰ھ کے بعد ایسے ناخلف ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے۔ اور نفسانی خواہشات کی پیروی کریں گے تو جلد ہی جہنم کی وادی غی میں ڈال دیئے جائیں گے۔

صحیح بخاری کی روائیت اور دوسری حدیثی تشریحات سے واضح ہو گیا کہ سنہ ۶۰ھ میں برسر اقتدار یزید کس کردار کا حامل تھا اور کس انجام کا مستحق جس بدبخت کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جہنم کی وادی غی میں پہنچا رہے ہیں بعض دشمنانِ اہل بیت اُسے جنّت کی طرف گھسیٹنا چاہتے ہیں مگر اس سے یزید کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا البتہ یہ بھی اس کے ساتھ ہی فی النّار ہوں گے۔

جہنّم میں دھکیلیں نجدیوں کو
حسن جھوٹوں کو یوں پہنچائیں گھر تک

بخاری شریف کی اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ اللہ جو بخاری شریف کے بہترین شارح ہیں فرماتے ہیں:-

(دیکھئے فتح الباری صــــ ١٣)

ترجمہ:۔ اور اس میں اشارہ ہے یزید کے بارے میں جو سب سے پہلا نوخیز لڑکا سنہ ٦٠ھ میں برسرِ اقتدار آیا اور وہ ایسا ہی تھا (جیسا کہ حدیث میں خبر دی گئی ہے)

دوسرے عظیم الشان شارح بخاری علامہ عینی امارۃ الصبیان والی روایت کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

ترجمہ:۔ ان نوخیز لڑکوں میں پہلا یزید ہے (علیہ ما یستحق) وہ اکثر بزرگوں کو بڑے بڑے عہدوں سے برطرف کرکے نوخیز لڑکوں کو عہدے سپرد کرتا تھا۔

ایک فیصلہ کُن واقعہ

نوفل بن فرات کا بیان ہے کہ میں سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے اُسے امیر المومنین کہہ دیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ (جو خود بھی بنی امیہ سے تھے مگر دینی غیرت سے مالا مال تھے) نے فرمایا تقولُ امیرُ المومنین تو اُس (بدبخت) کو امیر المومنین کہتا ہے پھر اُسے بیس کوڑے لگانے کا حکم دیا (صواعق محرقہ صــــ ٢٣١)

یزید کو امیر المومنین کہنے والے اگر یہاں کوڑوں سے بچ گئے۔ تو میدانِ حشر میں خدا کے عذاب سے کیونکر بچیں گے"

(علامہ اویسی بہاولپوری انوار لاثانی دسمبر ١٩٨٩ء)

مندرجہ بالا احادیث ثابت کرتی ہیں کہ یزید نہایت بُرا ظالم فاسق، بدکردار شخص تھا۔ وہ شرابی، زانی اور فاجر قسم کا آدمی تھا۔ آؤ اب دیکھیں کہ امت کے اکابرین علماء کی نظر میں یزید کیسا شخص تھا۔

عُلماءِ اُمّت کا عقیدہ یزید کے بارے میں

بعض صحابہ کرام جیسے کہ امام عالی مقام حسین رضی اللہ عنہ نے شروع ہی سے یزیدی حکومت کا انکار کر دیا تھا اور بعض ابھی تک خاموش تھے انہوں نے بھی یزید کی بداعمالیوں کی وجہ سے یزید کی مخالفت شروع کر دی جیسے کہ مدینہ اور مکہ والے حالات آپ پڑھ چکے ہیں اب علماء کرام امت کا عقیدہ بھی سُنئے۔

حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ جو نویں صدی ٨٩٩ھ کے بہت بڑے محدث ہوئے ہیں اپنی تصنیف صواعق محرقہ صــــ ٢٢ پر ارشاد فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ اِنَّ اَھْلَ السُّنَّۃِ اِخْتَلَفُوا فِی تَکْفِیْرِ یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ فَقَالَتْ طَائِفَۃٌ اِنَّہٗ کَافِرٌ بِقَوْلِ ابن جوزی وغیرہ المشہور الخ	کہ اہلِ سُنّت کا اس میں اختلاف ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ وہ کافر ہے۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ جب امام حسین کا سر دمشق میں اس کے سامنے رکھا گیا تو وہ خوشی سے شعر پڑھتا تھا اور سرِ مبارک کو چھڑی سے ٹھونکے لگاتا تھا وَ قالت طائفۃ لیس بکافر اور ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ کافر نہیں یہ امت کا اختلافی مسئلہ ہے۔

اور جمہور اہل سنت اور ائمہ کرام کا اسی پر اتفاق ہے کہ وہ فاسق و فاجر اور شرابی تھا اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۱ پر

أخرج الواقدي من طرق ان عبد الله بن حنظلة ابن الغسيل قال والله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا أن نرمى بالحجارة من السماء إنه رجل ينكح أمهات الأولاد والبنات والأخوات ويشرب الخمر ويدع الصلاة (ما ثبت بالسنة صفحہ ۲۲ ، تاریخ خلفا صفحہ ۱۶۰ صواعق صفحہ ۲۲۱)

خدا کی قسم ہم نے یزید پر خروج نہیں کیا یہاں تک کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ اس کی بدکاریوں کی وجہ سے ہم پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے یہ ایک ایسا شخص تھا جس نے ماؤں اور بیٹوں اور بہنوں کے نکاح کا رواج کیا یہ شراب پیتا تھا اور نماز کا تارک تھا۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ وقال الذہبی ولما فعل یزید باھل المدینة ما فعل مع شرب الخمر اتیانه المنکرات اشتد علیه الناس وخرج علیه غیر واحد ولم یبارک الله فی عمرہ (صواعق محرقہ شریف) کہ یزید نے باشندگان مدینہ منورہ کے ساتھ جو کیں وہ کیں لیکن اس کے باوجود وہ شراب خور اور ممنوعہ اعمال کا مرتکب تھا اسی سبب سے لوگ اس سے ناراض ہوگئے اور اس پر سب نے متفقہ طور پر چڑھائی کا ارادہ کیا تو اللہ نے یزید کو غارت یعنی تباہ کردیا۔"

(شہید اور یزید)

"لعنة الله علیکم دشمنان اہل بیت"

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

فنحن لا نتوقف فی شانه بل فی ایمانه لعنة الله علیه وعلی انصاره وعلی اعوانه۔ (ارشاد الساری ۵۵ / ۲۶۶)

سو ہمیں یزید کی شان اور ایمان (کے نہ ہونے) میں کوئی شک نہیں اس پر بھی اللہ کی لعنت اور اس کے انصار و اعوان پر بھی۔

۲۔ یہی عبارت شرح عقائد صفحہ ۱۰۲ پر بھی ہے۔

۳۔ امام ابن الجوزی علیہ الرحمۃ نے یزید پر لعنت کرنے کے جواز میں مستقل کتاب لکھی ہے اس کا نام ہے الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم الیزید۔

(نبراس صفحہ ۵۵۳)

یعنی اس متعصب دشمن کا رد جو یزید کو برا کہنے سے روکتا ہے۔

یزید کو لعنتی کہنے والوں میں بڑے بڑے امام شامل ہیں۔ چنانچہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ولم لم العن من لعنه الله فی کتابه۔ (اور میں اس پر لعنت کیوں نہ بھیجوں جسے اللہ نے اپنی کتاب میں ملعون فرما دیا ہے)

یزید لعین کے ملعون ہونے کی مزید شہادتیں درکار ہوں تو درج ذیل کتابوں کا مطالعہ فرمائیں جن میں اسے مستحق لعنت ، بے ایمان اور دوزخ کا ایندھن وغیرہ قرار دیا گیا ہے پھر یہ لکھنے والے وہ امام ہیں جن کی عظمت علمی کو آج تک خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے:۔

۱۔ اسعاف الراغبین از علامہ محمد بن علی الصبان

۲۔	الصواعق محرقہ	از امام ابن حجر مکی استاذ ملا علی قاری
۳۔	شرح فقہ اکبر	از حضرت ملا علی قاری۔
۴۔	نبراس شرح شرح عقائد	از علامہ عبدالعزیز دہلوی
۵۔	شرح عقائد	از امام سعدالدین علامہ تفتازانی
۶۔	ارشاد الساری شرح صحیح بخاری۔	از امام قسطلانی
۷۔	تکمیل الایمان	از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۸۔	تاریخ الخلفاء	از امام جلال الدین سیوطی
۹۔	مثنوی شریف	از حضرت مولانا جلال الدین رومی
۱۰۔	حیات الحیوان	از علامہ دمیری
۱۱۔	تفسیر مظہری و مکتوبات	از علامہ ثناء اللہ پانی پتی
۱۲۔	فتاویٰ عزیزیہ	از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(انوار لاثانی)

آج کل کے خارجیوں (یزید کے حامیوں) کے لئے حجت ٹھہرانے کے لئے نیچے اُن کے معتمد علیہ و مستند مسلم بزرگوں کی تحریریں بھی دیکھ لیں مندرجہ کتب کا مطالعہ کریں۔

۱۔	یزید بن معاویہ	از ابن تیمیہ
۲۔	البدایہ والنہایہ	از ابن کثیر
۳۔	فتاویٰ عبدالحی	از وحید الزمان
۴۔	ہدیۃ المہدی	از وحید الزمان

آخر پر ایک نمونہ اور دیکھتے چلئے وہ یہ ہے امام علامہ سعدالدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

واستبشاره به واهانة اهل بيت النبی اتفقوا علی جواز اللعن علی من قتله او امر به او اجازه ورضی به والحق ان رضا يزيد بقتل الحسين ۔
(شرح عقائد عربی صفحہ ۱۱۷ مطبوعہ ...)

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل اور قتل کرنے کا حکم دینے والے اور قتل کو جائز سمجھنے والے اور آپ کے قتل سے راضی ہونے والے پر لعنت کرنے میں سب کا اتفاق ہے۔ اور یہ صحیح بات ہے کہ یزید سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر خوشی منانے اور نبی علیہ السلام کے گھرانے کی توہین کرنے پر راضی تھا۔

یزید کا اسلام سے خارج ہونا

علامہ ابو شکور سالمی جو حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے اور امام ابو حنیفہ کے مقلد تھے فرماتے ہیں۔

وكان يزيد انه شرب الخمر وامر بالملاهی والغناء ومنع الحق علی اهله وفسق فی دينه ۔
(حاشیہ شرح عقائد امام نسفی)
(صفحہ ۱۱۷)

اور یزید واقعی شرابی تھا خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والے کھیل اور سُروں سے شغل کرتا تھا یزید نے حق والوں کے حق کو روک دیا اور دین اسلام کا نافرمان ہو گیا۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجددی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مشہور شاگرد رشید ہیں اپنی تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۲۱ مطبوعہ دہلی میں لکھتے ہیں۔

وقتلوا حسينا رضی اللہ عنہ ظلماً وكفر يزيد بدين محمد صلی اللہ

اور قتل کیا حسین رضی اللہ عنہ کو ظلماً اور یزید نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

عَلَیْہِ وَسَلَّم الخ   دین سے انکار کیا۔

علماءِ دیوبند کی نظر میں یزید

:۔ دیوبندی مکتبۂ فکر کے تمام اکابر مثلاً مولوی قاسم علی بانی دارالعلوم دیوبند، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی حسین احمد مدنی، مولوی محمود الحسن، مولوی احمد علی لاہوری، قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند سب کا مسلک یزید کے متعلق یہی ہے جو وہابی علماء کا ہے جو نیچے ہم درج کر رہے ہیں۔

(دیکھئے کتاب شہید کربلا اور یزید، از قاری محمد طیب)

وہابی اہل حدیث علما کی نظر میں

:۔ ہند و پاک کے تمام وہابی علماء کے اُستاد اور شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں اپنے فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ مطبوعہ اہل حدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور میں:

"یزید کے بارے میں بعض کہتے ہیں کہ باتفاق مسلمانوں کا وہ امیر تھا۔ اس کی اطاعت امام حسین علیہ السلام پر واجب تھی حالانکہ اس کی خلافت پر مسلمانوں کا اتفاق نہ ہوا اور ایک جماعت صحابہ و اولاد صحابہؓ اس کی بیعت نہیں کی اور جن حضرات نے بیعت کی بھی تھی جب ان کو اس کے فسق و فجور کا حال معلوم ہوا تو خلع بیعت کر کے واپس مدینہ آگئے اور بعض قائل ہیں کہ یزید نے امام حسین رضی اللہ کے قتل کا حکم نہ دیا تھا۔ اور نہ ہی وہ اس فعل سے راضی تھا۔ یہ بھی باطل ہے اور بعض کہتے ہیں قتل امام رضی اللہ عنہ گناہ کبیرہ ہے نہ کفر اور لعنت خصوص بہ کفار ہے تا زعم بایں فطانت نہیں جانتے کہ کفر ایک طرف خود ایذائے رسول الثقلین

ثمرہ رکھتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔ بعض کہتے ہیں اس کے توبہ کا حال معلوم نہیں شاید اس نے کفر و معصیت کے بعد وقت موت کے توبہ کی ہو۔ امام غزالی کا احیاء العلوم میں اسی طرف رجحان ہے جاننا چاہیئے توبہ کا احتمال ہی احتمال ہے واہ اس بے سعادت نے اس امت میں وہ کچھ کیا ہے کہ کسی نے نہیں کیا شہادت امام حسین اہل بیت کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب و اہالیان مدینہ کی شہادت و قتل کے واسطے لشکر بھیجا تین روز تک مسجد نبوی بے اذان و بے نماز رہی۔

کیا یزید جنتی ہو سکتا ہے

کیا جہاد قسطنطنیہ یزید کی قیادت میں ہوا۔ اور کیا وہ از روئے جہاد قسطنطنیہ جنتی ہو سکتا ہے اور کیا جو اس کو جنتی نہ مانے وہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو بخاری میں ہے اس کا منکر ہے؟

جواب

بخاری شریف کی وہ حدیث جس سے (آج کل کے یزیدی خارجی یزید کو مجاہد ثابت کرتے ہیں اور جس سے) یزید کو جنتی ثابت کیا جاتا ہے یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَوَّلُ جَیْشٍ مِّنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَۃَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ (بخاری شریف ص ۴۱۰)	میری اُمت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر میں جنگ کرے گا، ان کے لئے مغفرت ہے۔

اس حدیث سے استدلال کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ارشادِ گرامی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جن کے پیش نظر قیامت تک

کے حالات تھے آپ نے مطلقاً نہیں فرمایا جتنے بھی قیصر کے شہر میں غزوہ کریں گے سب کے لئے بخشش ہے بلکہ اوّل جیش یعنی اُمتی فرما کر مغفرت کو پہلے لشکر کے ساتھ خاص فرمایا ہے اور پہلے لشکر میں یزید ہرگز نہیں تھا چنانچہ علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں:۔

وَفِی هٰذِهِ السَّنَةِ وَقِيلَ سَنَةَ خَمْسِيْنَ سَيَّرَ مُعَاوِيَةُ جَيْشًا كَثِيْفًا إِلٰى بِلَادِ الرُّوْمِ لِلْغَزَاةِ وَجَعَلَ عَلَيْهِمْ سُفْيَانَ بْنَ عَوْفٍ وَأَمَرَ ابْنَهُ يَزِيْدَ بِالْغَزَاةِ مَعَهُمْ فَتَثَاقَلَ وَاعْتَلَّ فَأَمْسَكَ عَنْهُ أَبُوْهُ فَأَصَابَ النَّاسَ فِي غَزَاتِهِمْ جُوْعٌ وَمَرَضٌ شَدِيْدٌ فَأَنْشَأَ يَزِيْدُ يَقُوْلُ۔

اور اسی سال ۴۹ھ میں اور کہا گیا ہے کہ ۵۰ھ میں حضرت معاویہ نے ایک لشکر جرار بلادِ روم کی طرف بھیجا اور اس پر سفیان بن عوف کو امیر بنایا اور اپنے بیٹے یزید کو ان کے ساتھ شریک ہونے کا حکم دیا تو یزید بیٹھ رہا اور حیلے بہانے شروع کئے امیر معاویہ اس کے بھیجنے سے رک گئے اس جنگ میں لوگوں کو بھوک پیاس اور سخت بیماری پہنچی تو یزید نے خوش ہو کر یہ اشعار کہے:۔

مَا إِنْ أُبَالِي بِمَا لَاقَتْ جُمُوْعُهُمْ
بِالْفَرْقَدُوْنَةِ مِنْ حُمّٰى وَمِنْ مُوْمِ
بِدَيْرِ مُرَّانَ عِنْدِي أُمُّ كُلْثُوْمِ
إِذَا اتَّكَأْتُ عَلَى الْأَنْمَاطِ مُرْتَفِقًا

مجھے پروا نہیں کہ ان لشکروں پر بخار اور تنگی و تکلیف کی بلائیں مقام فرقدونہ میں آپڑیں جبکہ میں دیر مران میں اونچی مسند پر تکیہ لگائے ہوئے ام کلثوم کو اپنے پاس لئے بیٹھا ہوں۔

أُمُّ كُلْثُوْمٍ امْرَأَتُهُ وَهِيَ ابْنَةُ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ فَبَلَغَ مُعَاوِيَةَ شِعْرُهُ فَأَقْسَمَ عَلَيْهِ لَيَلْحَقَنَّ بِسُفْيَانَ فِي أَرْضِ الرُّوْمِ لِيُصِيْبَهُ مَا أَصَابَ النَّاسَ۔

ابن اثیر ج۳ ص۱۸۹

ام کلثوم بنت عبداللہ بن عامر یزید کی بیوی تھی یزید کے یہ اشعار جب امیر معاویہ تک پہنچے تو انہوں نے قسم کھائی کہ اب میں یزید کو بھی سفیان بن عوف کے پاس روم کی زمین میں ضرور بھیجوں گا۔ تاکہ اسے بھی مصیبتیں پہنچیں جو لوگوں کو پہنچی ہیں۔

اس روایت میں چند امور ثابت ہوئے:۔

۱۔ یہ کہ پہلا لشکر جو بلادِ روم کی طرف جہاد کے لئے گیا اس کے قائد و امیر حضرت سفیان بن عوف تھے یزید ہرگز نہ تھا۔

۲۔ یہ کہ یزید اس پہلے لشکر میں نہ تھا اور بشارت و مغفرت پہلے لشکر کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ حدیث میں صراحت ہے لہٰذا یزید ہرگز اس کا مصداق نہ ہوا۔

۳۔ یہ کہ یزید کو راہِ خدا میں جہاد کرنے کی کوئی دلی لگاؤ نہ تھا کہ باوجود حضرت معاویہ کے حکم کے اس نے طرح طرح کے حیلے بہانے بنا کر جان چھڑائی اور اپنے باپ کے حکم اور جہاد سے روگردانی کی۔

۴۔ یہ کہ یزید کو مجاہدین اسلام سے کوئی ہمدردی اور ان کے دکھ درد اور بھوک پیاس میں مبتلا ہو جانے کا کوئی احساس نہ تھا بلکہ اس کی بے پرواہی کا یہ عالم تھا کہ میری بلا سے کون بھوک پیاس سے مرتا ہے اور کون تکلیف و مصائب کا شکار ہے۔

۵۔ یہ کہ اس کی عیش پرستی کا یہ حال تھا کہ اس نے کہا کہ مجھے تو دیر مران کے مزین و مکلف فرش و فروش اور ام کلثوم کے ساتھ عیش چاہیئے۔

۶۔ یہ کہ وہ دوسرے لشکر کے ساتھ بطور سزا کے بھیجا گیا تھا کیونکہ

حضرت معاویہ نے اس کے اشعار سن کر قسم اٹھائی تھی۔ اب اس کو بھی ضرور بھیجوں گا تاکہ اس کو بھی وہ مصیبتیں پہنچیں جو لوگوں کو پہنچی تھیں۔ لہٰذا اس کو مجبوراً بادلِ نخواستہ قہر درویش برجانِ درویش کے طور پر جانا پڑا ورنہ وہ اخلاص کے ساتھ راہِ خدا میں جذبۂ جہاد کے ساتھ سرشار ہو کر نہیں گیا تھا۔

۲۔ یہ کہ جہاد عبادت ہے اور عبادت میں اخلاص شرط ہے کہ بغیر اخلاص کے کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی اور اس روایت سے اظہر من الشمس ہے کہ اس کا اس غزوہ میں شریک ہونا بطور سزا کے تھا اخلاص کے ساتھ نہ تھا۔

امام المحدثین علامہ امام بدر الدین عینی شارح صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَقِيْلَ سَيَّرَ مُعَاوِيَةُ جَيْشًا مَعَ سُفْيَانَ بْنِ عَوْفٍ اِلَى الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ فَاَوْغَلُوْا فِيْ بِلَادِ الرُّوْمِ وَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ الْجَيْشِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَاَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيُّ وَتُوُفِّيَ اَبُوْ اَيُّوْبَ فِيْ مُدَّةِ الْحِصَارِ قُلْتُ الْاَظْهَرُ اَنَّ هٰؤُلَاءِ السَّادَاتِ مِنَ الصَّحَابَةِ كَانُوْا مَعَ سُفْيَانَ هٰذَا وَلَمْ يَكُوْنُوْا مَعَ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ لِاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ اَهْلًا اَنْ يَكُوْنَ هٰؤُلَاءِ السَّادَاتُ فِيْ خِدْمَتِهِ وَقَالَ الْمُهَلَّبُ

اور کہا گیا ہے کہ حضرت معاویہ نے ایک لشکر جس کے امیر سفیان بن عوف تھے قسطنطنیہ پر چڑھائی کرنے کے لئے بھیجا وہ لشکر روم کے شہروں میں فتح کرتے ہوئے بڑھتا چلا گیا اس لشکر میں ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری تھے اور ابو ایوب انصاری اس زمانہ میں فوت ہو گئے میں کہتا ہوں کہ بات بالکل ظاہر ہے کہ یہ اکابر اصحابہ سفیان بن عوف کی قیادت میں تھے یزید کی قیادت میں نہ تھے

فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْقَبَةٌ لِمُعَاوِيَةَ لِاَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ غَزَا الْبَحْرَ وَمَنْقَبَةٌ لِوَلَدِهِ يَزِيْدَ لِاَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ۔ انتهى قُلْتُ اَيُّ مَنْقَبَةٍ كَانَتْ لِيَزِيْدَ وَحَالُهُ مَشْهُوْرٌ فَاِنْ قُلْتَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَقِّ هٰذَا الْجَيْشِ مَغْفُوْرٌ لَهُمْ قُلْتُ لَا يَلْزَمُ مِنْ دُخُوْلِهِ فِيْ ذٰلِكَ الْعُمُوْمِ اَنْ لَا يَخْرُجَ بِدَلِيْلٍ خَاصٍّ اِذْ لَا يَخْتَلِفُ اَهْلُ الْعِلْمِ اَنَّ قَوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَغْفُوْرٌ لَهُمْ مَشْرُوْطٌ بِاَنْ يَكُوْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْمَغْفِرَةِ حَتّٰى لَوِ ارْتَدَّ وَاحِدٌ مِمَّنْ غَزَاهَا بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ يَدْخُلْ فِيْ ذٰلِكَ الْعُمُوْمِ فَدَلَّ عَلٰى اَنَّ الْمُرَادَ مَغْفُوْرٌ لِمَنْ وُجِدَ شَرْطُ الْمَغْفِرَةِ فِيْهِ مِنْهُمْ۔

(عمدۃ القاری شرح صـ ۶۴۹)

کیونکہ یزید اس کا اہل نہ تھا کہ یہ بڑے بڑے حضرات اس کی خدمت یا تحت کی حیثیت سے رہیں اور المہلب نے کہا ہے کہ اس حدیث سے حضرت امیر معاویہ کی منقبت ثابت ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے ہی سب سے پہلے دریائی جنگ کی اور ان کے بیٹے یزید کی بھی منقبت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے قیصر کے شہر قسطنطنیہ میں جنگ کی (انتھٰی)۔ میں کہتا ہوں وہ کونسی منقبت ہے جو یزید کے لئے ثابت ہو گئی جبکہ اس کا حال خوب مشہور ہے اگر تم یہ کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کے حق میں مغفور لھم فرمایا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس عموم میں یزید کے داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی دوسری دلیل سے اس سے خارج بھی نہ ہو سکے کیونکہ اس میں تو اہل علم کا کوئی اختلاف ہی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مغفور لھم میں وہی داخل

ہیں جو مغفرت کے اہل ہیں۔ حتیٰ کہ اگر ان غزوہ کرنے والوں میں سے کوئی مرتد ہو جاتا تو وہ یقیناً اس بشارت کے عموم میں داخل نہ رہتا پس یہ صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ مغفرت سے مراد یہ ہے کہ جس کے واسطے مغفرت کی شرط پائی جائے اس کے واسطے مغفرت ہے

علامہ امام قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں :-

وَاسْتَدَلَّ بِهِ الْمُهَلَّبُ عَلَى ثُبُوتِ خِلَافَةِ يَزِيدَ وَأَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ لِدُخُولِهِ فِي عُمُومِ قَوْلِهِ مَغْفُورٌ لَهُمْ وَأُجِيبَ بِأَنَّ هٰذَا جَاءَ عَلَى طَرِيقِ الْحَمِيَّةِ لِبَنِي أُمَيَّةَ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ دُخُولِهِ فِي ذٰلِكَ الْعُمُومِ أَنْ لَا يَخْرُجَ بِدَلِيلٍ خَاصٍّ إِذْ لَا خِلَافَ أَنَّ قَوْلَهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَغْفُورٌ لَهُمْ مَشْرُوطٌ بِكَوْنِهِمْ مِنْ أَهْلِ الْمَغْفِرَةِ حَتّٰى لَوِ ارْتَدَّ وَاحِدٌ مِمَّنْ غَزَاهَا بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ يَدْخُلْ فِي ذٰلِكَ الْعُمُومِ اتِّفَاقًا قَالَهُ ابْنُ الْمُنِيرِ وَقَدْ أَطْلَقَ بَعْضُهُمْ بِمَا نَقَلَهُ الْمَوْلٰى سَعْدُ الدِّينِ

اور اس حدیث سے مہلّب نے یزید کی خلافت اور اس کے جنتی ہونے کا استدلال کیا ہے کہ وہ حدیث کے اس جملہ مغفورٌ لھم کے عموم میں داخل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات محض بنی امیّہ کی حمایت میں کہی گئی ہے اور یزید کے اس حدیث کے عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی اور خاص دلیل سے اس سے خارج نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں اختلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مغفورٌ لھم اس شرط کے ساتھ

اللعن علی یزید الخ (ارشاد الساری فی شرح بخاری صفحہ ۱۰۱)

مشروط ہے کہ یہ لوگ مغفرت کے اہل ہوں حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اس غزوہ کے بعد ان میں سے مرتد ہو جائے تو وہ بالاتفاق اس بشارت میں داخل نہیں رہے گا۔ یہ بات ابنِ منیر نے کہی اور بیشک بعض علماء نے یزید پر لعنت کا اطلاق کیا ہے جیسا کہ علامہ سعد الدین تفتازانی نے نقل فرمایا ہے (آگے شرح عقائد کی عبارت نقل کی جو اسی کتاب کے ص ۶۲ پر مذکور ہے)

قریباً ایسا ہی علامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی اور علامہ شیخ علی ابن الشیخ احمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے۔

ملاحظہ ہو فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۹۲ اور سراج منیر شرح جامع صغیر صفحہ ۷۱

ثابت ہوا کہ یزید ہرگز اس حدیث کا مصداق نہیں ہے حدیث قسطنطنیہ کی تاویل میں چونکہ تاریخی طور پر اتنے احتمال ہیں اس لئے اس سے مخالفین کا استدلال صحیح نہیں ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال غور فرمایئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے من قال لا الٰہ الا اللہ فقد دخل الجنۃ او الحدیث) کہ جس نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھا وہ جنتی ہو گیا۔ چنانچہ ایک شخص کلمہ شریف پڑھ کر بفرمانِ حضور ہی صلی اللہ علیہ وسلم جنتی ہو گیا اور لا الٰہ الا اللہ کا برابر قائل رہتا ہے۔ تو کیا وہ جنتی ہی رہے گا ہرگز نہیں بلکہ زکوٰۃ جہاد ختم نبوت

کے انکار اور بدعقیدہ ہو جانے کی دلیل خاص سے وہ اس عموم خارج ہو جائے گا۔ اس اجمال کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ صرف زبانی کلمۂ توحید پڑھنے سے آدمی جنتی نہیں ہو جاتا بلکہ اس کیلئے شرائط ہیں جن کا ثبوت دوسری آیات واحادیث میں صراحۃً ہے۔

یہ کلمہ صدقِ قلب اور اخلاص سے پڑھے اور اس کا پابند رہے ورنہ منافقین جن کو اللہ تعالیٰ یقیناً جھوٹے اور ان کا جہنم کے درکِ اسفل میں ہونا بیان فرماتا ہے ان کا بھی جنتی ہونا لازم آتا ہے اسی طرح ایمان کے لئے کچھ ایسی باتیں ہیں جن کو ضروریاتِ دین کہا جاتا ہے اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک امرِ ضروری کا انکار کرے تو وہ دین سے خارج ہو جاتا ہے اور یہ بشارت اس کو شامل نہیں ہے اسی طرح یزید پلید جہاد قسطنطنیہ کے بعد کے اپنے کردار کی وجہ سے ہر شرف اور سعادت سے محروم ہو گیا۔ (علیہ ما یستحق)

(انوارِ لاثانی علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۔ یہ فقیر غلام اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد اشرف عرض کرتا ہے کہ حدیث قسطنطنیہ کے راویوں میں پانچ راوی شامی ہیں جو تمام محدثین کی نظر میں جھوٹے یا مجہول ہیں۔

(کردارِ یزید علامہ حکیم شفقات احمد صاحب)

۲۔ تقریباً اس مضمون کی دیگر احادیث مروی از حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بشارت کے مضمون سے خالی ہیں اور سند اور متن کے لحاظ سے بھی وہ محفوظ تر ہیں۔

۳۔ شہر قیصر سے بعض نے "حمص" مراد لیا ہے قیصر اس وقت حمص میں رہتا تھا۔ جب آنحضرت نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔

۴۔ قسطنطنیہ پر سب سے پہلا حملہ ۳۲ھ میں کیا گیا تھا۔ یہ خلیفہ ثالث کا دور تھا۔ اس وقت یزید کی عمر ۵ یا ۶ یا ۷ سال تھی یزید ۲۵ھ

یا ۲۷ھ میں پیدا ہوا تھا۔

۵۔ ابوداؤد شریف کی حدیث کے مطابق عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما بھی یزید والے لشکر سے پہلے حملہ آور ہو چکے تھے۔

۶۔ یزید والے لشکر کا سالار حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ ۵۰ھ میں روانہ ہوئے جبکہ یزید بعد میں ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں بھیجا گیا تھا اور وہ بھی زبردستی۔

۷۔ بعض کے نزدیک یہ بشارت شہر کو فتح کرنے والوں کے لئے ہے نہ کہ حملہ کرنے والوں کے لئے اور فاتح شہر سلطان محمد فاتح ہیں انہوں نے ۸۵۷ھ میں فتح کیا۔

اسی طرح محمد حسین صاحب آسی پروفیسر صاحب مدظلہٗ نے بھی انوار لاثانی میں تحریر کیا ہے۔

"تم کو مژدہ نار کا اہل دشمنانِ اہل بیت"

امام حسین رضی اللہ عنہ خود معیارِ حق ہیں

حضرت جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ خود معیارِ حق ہیں۔ "۶۱ھ جب معرکہ کربلا پیش آیا دُنیا کے کسی خطے میں کوئی ایسا شخص موجود نہ تھا۔ جسے کسی پہلو میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہم پلہ قرار دیا جا سکے جب علم وفضل، زُہد وتقویٰ، کمالاتِ سیرت وصورت اور حسب ونسب میں آپ ہی زمانے کے بہترین فرد تھے۔ تو پھر آپ کے فیصلے ہی کو کیوں نہ بہترین مانا جائے چودھویں صدی کا وہ مردِ کامل جو صاحب حضوری ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہدایات لئے بغیر ایک قدم نہیں اٹھاتا۔

تو وہ شخصیت، جس کے کانوں میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دی، اقامت فرمائی، جس کی تحنیک اپنے لعاب دہن سے فرمائی، جس کا نام خود حسین رکھا، جسے اپنے مبارک کاندھوں پر سوار کرتے، جس کے لئے سجدے لمبے کر دیتے اور جسے خطبہ چھوڑ کر اٹھانے آتے، جس نے سیدۃ النساء العالمین کا مقدس دودھ پیا اور اپنے والدِ گرامی باب مدینۃ العلم سیدنا علی المرتضیٰ سے تربیت پائی (صلی اللہ علیہ وسلم)، اُس کے بارے میں کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ محبوبِ خدا علیہ التحیۃ والثنا کی رضا کے بغیر ہی مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ اور وہاں سے کربلا چلے گئے۔

چنانچہ مکہ معظمہ سے ابھی کربلا کی طرف روانہ ہوئے ہی تھے کہ آپ کے بہنوئی حضرت عبداللہ بن جعفر و یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ نے آپ کو پیچھے سے آ کر بہت روکا مگر آپ واپس نہ ہوئے تو انہوں نے اس کی وجہ پوچھی۔ حضرت امام نے فرمایا:-

اِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ وَقَدْ اَمَرَنِیْ فِیْھَا بِاَمْرٍ وَّ اَنَا مَاضٍ لَہٗ عَلَیَّ کَانَ اَوْلِیْ فَقَالَا وَمَا تِلْکَ الرُّؤْیَا قَالَ مَا حَدَّثْتُ بِھَا اَحَدًا وَّمَا اَنَا مُحَدِّثٌ بِھَا حَتّٰی اَلْقٰی رَبِّیْ۔ (طبری وغیرہ)

میں نے خواب میں حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے اس خواب میں مجھے ایک حکم دیا ہے جسے میں ضرور پورا کروں گا، خواب وہ بظاہر میرے خلاف ہو یا موافق۔ انہوں نے کہا وہ خواب کیا ہے۔ فرمایا نہ میں نے اب تک کسی سے بیان کیا ہے اور نہ کروں گا، یہاں تک کہ اپنے رب سے جا ملوں۔

(پروفیسر محمد حسین آسی صاحب)

صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

صحابی کی تعریف

ایسے خوش بخت مومن جنہوں نے ایمان اور ہوش کی حالت میں حضور سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نظر دیکھ لیا یا ان کو آنحضرت کی صحبت میسر ہو گئی اور اس دنیا سے ان کا خاتمہ بالایمان ہوا، وہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بچپن میں وفات پا جانے والے صحابہ نہیں جیسے کہ حضرت ابراہیم اور دوسرے طیب و طاہر فرزندان نبی کریم عالم شیر خوارگی میں آنحضرت کو دیکھا جبکہ ہوش نہیں ہوتا۔ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا صحابی تھے گو وہ آنحضرت کو دیکھ نہیں سکے تھے آنحضرت کی صحبت انہیں حاصل ہو گئی تھی۔ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد مرتد ہو گئے اور مر گئے وہ صحابی نہیں مثلاً مسیلمہ کذاب پر ایمان لانے والے واضح ہو کہ صحابیت کے لئے ایمان پر خاتمہ بھی ایک شرط ہے کچھ لوگ وہ ہیں، جو مرتد ہو گئے لیکن بعد میں پھر ایمان لے آئے تھے مثلاً اشعث بن قیس وغیرہ خلافت صدیقی کے دوران زکوٰۃ سے منکر ہونے والے لیکن بعد میں پھر تائب ہوئے علماء کی اکثریت کے نزدیک وہ بھی صحابی ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، مرقاۃ وغیرہ کتب)

مرتبۂ صحابیت

نبوت کے بعد سب سے بڑا مرتبہ صحابی کا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنی ظاہری زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پائی۔

تمام جہان کے اولیاء، اقطاب و ابدال، اوتاد و اغیاث مل کر بھی ایک صحابی رسول کے مرتبے کے برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ انہیں صحبت پیغمبری نہ ملی۔ آج دُنیا میں غازی، نمازی، قاضی، حاجی تو ہو سکتے ہیں لیکن صحابی بننا ناممکن ہے کیونکہ آنحضرت اپنی صحبت و دیدار اپنے ساتھ ہی لے گئے۔

صحابی پرہیزگار متقی عادل و دیانتدار امانتدار ہوتے ہیں۔ کوئی صحابی فاجر یا فاسق نہیں ہوتا صحابہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتے اپنے آپ کو گناہوں سے باز اور محفوظ رکھتے لہذا اُن سے گناہ سرزد نہیں ہوتے اگر کوئی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے صحابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے یا رسول اللہ! مجھے پاک فرما دیں۔

صحابیت کے ساتھ فسق و فجور جمع نہیں ہو سکتے جیسے اندھیرا اُجالا جمع نہیں ہو سکتے سیاہی اور سفیدی جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح گناہ اور صحابیت کا اجتماع محال ہے ناممکن ہے۔

درجاتِ صحابہ

صحابہ کرام اپنے اپنے مرتبہ کے حامل ہوتے ہیں تمام صحابہ کے مراتب مختلف ہوتے ہیں اُن کے درجات برابر نہیں ہوتے جس طرح انبیاء علیہم السلام کے درجات مختلف ہوتے ہیں اسی طرح صحابہ کے درجات مختلف ہونے میں فرق ہوتا ہے جیسے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی۔ (حدید)

تم میں سے وہ لوگ جو مکّہ کی فتح سے قبل صدقہ و جہاد کر چکے ہیں فتح مکّہ کے بعد صدقات دینے اور جہاد کرنے والوں سے درجہ میں بڑے ہیں اور اللہ نے تمام کے ساتھ جنّت کا وعدہ فرمایا

جس طرح اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبر نبی ہیں اور ہر نبی تمام غیر نبی انسانوں سے اعلیٰ و افضل ہے صفتِ نبوت کے لحاظ سے تمام انبیاء علیہم السلام برابر ہیں۔ لیکن اپنے اپنے خصائص کے باعث بعض انبیاء سے افضل ہیں۔ ان تمام انبیاء پر ایمان لانا ہر مومن کے لئے ضروری ہے اگر ایک نبی کا انکار کر دیا جائے تو یہ انکار تمام نبیوں سے انکار ہے یہ تمام صحابہ آپس میں اپنے اپنے خصائص کے باعث درجات رکھتے ہیں بعض صحابہ کے مراتب بعض سے بڑھ کر ہیں۔

صحابہ کی امانت داری و دیانتداری اور تقویٰ و عدل بڑے محکم اور مثالی ہیں اُن کی ان صفات میں کوئی شک و شبہ ہرگز ہرگز نہیں ہوتا اگر کوئی "تاریخی واقعہ" کسی صحابی کا فسق ثابت کرتا ہو تو وہ "تاریخی واقعہ" جھوٹا ہوتا ہے "تاریخی واقعات" زیادہ تر غلط ہوتے ہیں تاریخی واقعات میں روافض و خوارج اور معتزلہ کی آمیزش بہت ہیں۔ تاریخ کی ہر کتاب اپنے مصنف کی آئینہ دار ہوتی ہے صحابۂ رسول اپنے خصائص و درجات اور اپنے عدل و تقویٰ کے بیان کے لئے یا ثبوت کے لئے کسی مورخ یا اس کی کتاب کے محتاج نہیں ہیں صحابہ کے عدل و تقویٰ اور امانت و دیانت کی گواہی کے لئے اللہ تعالیٰ اس کا رسول اور قرآن پاک کافی ہیں قرآن سچا ہے اس کا رسول سچا ہے رب تعالیٰ خود سچا ہے جبکہ تاریخ جھوٹی ہے کسی مؤرخ یا محدث کو یا روایت کے راوی کو غلط تسلیم کرنا صحابی کا فسق ماننے کی بجائے آسان ہے اگر صحابی کے لئے فسق تسلیم کر لیں تو قرآن کیسے سچا مان سکیں گے جسے ہم تک پہنچانے والے ہی صحابہ کرام ہیں اگر صحابہ کے لئے فسق مانا جائے تو پورے دین کا ڈھانچہ ہی درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے نہ قرآن پاک کو سچا ثابت کر سکتے ہیں۔ نہ کوئی حدیث ہی صحیح ثابت کر سکیں گے اللہ تعالیٰ نے قرآن کے لئے فرمایا ہے ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ (یہ وہ کتاب ہے جس میں

کوئی شک وشبہ نہیں) یہ آیت پاک ہی صحابہ رسول کی سچائی وتقویٰ اور امانت ودیانت کے لئے بہت بڑا ثبوت ہے صحابہ کرام کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں بلکہ ہم یوں کہیں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ صحابی کے درجہ کو خود صحابی ہی کما حقہٗ جان سکتا ہے یا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس کے وہ صحابہ ہیں اور جس کے باعث و وسیلہ انہیں صحابیت کا درجہ عطا ہوا۔ صحابی کی فضیلت اور ان کے مرتبہ کا صحیح ادراک مکمل طور پر ہونا کسی دیگر امتی کے شعور وبس سے باہر ہے۔ صحابہ کرام کے فضائل ومناقب میں آیات قرآنی اور احادیث نبی بڑی کثرت سے آئی ہیں ہم ان میں سے چند ایک بطور نمونہ از خروارے پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں اور اپنے ایمان کو تازہ فرمائیں۔

۱۔ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا۔الخ

اور وہ لوگ جو رسول اللہ کے ساتھی ہیں، وہ کافروں پر سخت ہیں آپس میں وہ ایک دوسرے پر مہربان ہیں، تم ان کو دیکھو گے رکوع کرنے والے سجدے کرنے والے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ رسول کے خصائص بیان فرمائے ہیں کہ بڑے عبادت گزار لوگ ہیں خضوع وخشوع والے ہیں وہ آپس میں بڑی مہربانی اور رحم کرنے والے ہیں یعنی آپس میں ایک دوسرے پر نہ سخت ہیں نہ تند یہ نیز یہ بھی اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ صحابہ کے دشمن کافر ہیں یہ تمام لوگ صحابی سے جلتے ہیں اس کے خلاف بغض وکینہ رکھتے ہیں، ان سے نفرت کرتے ہیں کافر ہیں، یہ فتویٰ رب تعالیٰ کا ہے۔ (سورۃ فتح)

۲۔ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ (سورہ البقرہ)

پس وہ لوگ بھی اگر اسی طرح ایمان لائیں جس طرح تم (صحابہ) ایمان لائے تو وہ ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔

یہاں اس آیت قرآنیہ میں صحابہ کو ایمان کی کسوٹی قرار دیا گیا ہے کہ اگر لوگ صحابہ کرام جیسا ایمان لائیں تو پھر ہی ہدایت یافتہ ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں معلوم ہوا کہ امت میں صحابہ کرام مثالی ایماندار لوگ ہیں۔

۳۔ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ (فتح)

اور اللہ تعالیٰ نے ان سے پرہیزگاری کا کلمہ لازم کر دیا اور وہ مستحق تھے اور اس کے اہل تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کا تقویٰ وطہارت کمال بیان کیا ہے اور فرمایا ہے تقویٰ و پرہیزگاری ان کے لئے لازم فرما دیا ہے جس طرح سورج کے لئے حرارت وروشنی اور آگ کے لئے گرمی لازم وملزوم ہیں۔ اسی طرح صحابہ اور پرہیزگاری وطہارت لازم و ملزوم ہیں یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔

۴۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ (البقرہ)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایسا ایمان لاؤ جیسا ایمان یہ لوگ (صحابہ کرام) لائے تو وہ کہتے ہیں، کہ کیا ہم اس طرح کا ایمان لائیں جس طرح کا ایمان احمق لوگ لائے ہیں۔

اس آیت پاک سے ثابت ہوا صحابہ واقعی مثالی ایمان کے مالک

ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا کہ جن کا ایمان صحابہ جیسا نہیں وہ لوگ منافق لوگ ہیں معلوم ہوا فسق و فجور اور منافقت سے صحابہ کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

۵۔ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ۔

بے شک وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لئے ان کے واسطے بخشش اور اجرِ عظیم ہے۔

(سورۃ الحجرات)

آیت پاک نے ثابت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے (صحابہ کرام) کو اللہ تعالیٰ نے پرکھ لیا ہوا ہے ان کو آزما لیا ہوا ہے وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں ادباً و احتراماً اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں ان کا تقویٰ اللہ تعالیٰ پرکھ لیا ہوا ہے ان کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔

۶۔ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ (حشر)

(صدقات) ان فقیر مہاجرین کے لئے ہیں جنکو ان کے گھروں اور مالوں سے نکال دیا گیا وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضامندی ڈھونڈتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت پاک میں نبی کریمؐ کے صحابہ کرام کے سچے صادق ہونے کا اعلان فرما دیا ہے یعنی صحابہ کرام اپنے ایمان و عمل میں بڑے سچے ہیں۔

۷۔ لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ۔ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا۔ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ۔ (حدید)

وہ لوگ تم میں برابر نہیں جنہوں نے مکہ کی فتح سے قبل خیرات کی اور جہاد کیا یہ بڑے درجے والے ہیں ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد صدقہ دیا جہاد کیا اور اللہ نے سب کے ساتھ جنت کا وعدہ فرما لیا۔

اس آیت پاک میں معلوم ہو گیا کہ تمام صحابہ کرام بخشے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان تمام صحابہؓ رسولؐ کے ساتھ جنت کا وعدہ فرما لیا ہوا ہے تمام صحابہ کرام جنتی ہیں۔

۸۔ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔ (سورۃ حشر)

اور جو لوگ ان کے بعد میں آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے قبل گزرے ایمان کے ساتھ اور ہمارے دلوں میں مسلمان لوگوں کے لئے کینہ نہ ڈال اے ہمارے رب بے شک تو رؤف اور رحیم ہے۔

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرما دی ہے مسلمان وہ ہے۔ جو صحابہ کرام کے حق میں نیک سوچتے ہیں جن کے دلوں میں

صحابہ کرام کے بارے میں کوئی نفرت وکینہ نہیں بلکہ وہ صحابہ کے لئے دعاگو ہوتے ہیں۔

اہل اسلام کی تین جماعتیں ہیں۔ صحابہ مہاجرین، صحابہ انصار اور ان تمام کے لیئے خیرخواہ اور دعاگو سچے مسلمان۔ صحابہ کے بدخواہ اور صحابہ کے ناقدین وناقرین ان جماعتوں سے خارج ہیں وہ غور کریں کہ وہ کفار کی جماعت میں جاتے ہیں۔

اہل اسلام کی تین جماعتیں ہیں۔ صحابہ مہاجرین، صحابہ انصار، اور ان تمام کے لئے خیرخواہ اور دعاگو سچے مسلمان صحابہ کے بدخواہ اور صحابہ کے ناقدین وناقرین ان جماعتوں سے خارج ہیں وہ غور کریں کہ وہ کفار کی جماعت میں جاتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ۔
(الانفال)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے ان کو جگہ دی اور ان کی مدد کی یہ سب سچے ایماندار ہیں ان کے لئے مغفرت ہے اور عزت کی روزی۔

اس آیت کریمہ مہاجرین وانصار تمام صحابہ مذکور ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لئے بخشش اور عزت کی روزی کی خوشخبری فرمائی ہے۔

۱۰۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

اور سب میں اگلے پہلے مہاجرین وانصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوگئے اللہ ان سے

بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا۔ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔
(توبہ)

راضی اور اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغات جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت پاک میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحابہ سے خوش ہے اور صحابہ اللہ تعالیٰ سے خوش ہیں نیز یہ جنت میں ان کی رہائش متعین ہو چکی ہے وہاں کی نعمتوں سے صحابہ لطف اندوز ہوں گے ساتھ ساتھ قارئین یہ بھی سوچتے چلے جائیں کہ جو لوگ میدان کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے آئے اور قتال کیا وہ کیسے اس جنت کے اہل ہو سکتے ہیں گل احمد عتیقی صاحب بے بنیاد الزام لگاتے ہیں کہ صحابہ بھی کربلا میں امام حسین سے جنگ کرنے آئے تھے۔ یہ سراسر افتراء وکذب ہے۔

۱۱۔ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ

اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں کفر فسق اور گناہوں کی نفرت ڈال دی ہے۔

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے صحابہ کرام کے دلوں میں کفر وشرک، فسق وفجور اور گناہوں سے نفرت ڈال دی ہوئی ہے چونکہ وہ ان چیزوں سے متنفر ہیں لہذا وہ کفر وفسق اور گناہ کرتے ہی نہیں وہ ان سے مامون ومحفوظ رہتے ہیں۔

ان مقدس ہستیوں کے بارے میں کون جاہل ہو سکتا ہے جو

کہے کہ یہ پاک لوگ صحابۂ رسول کربلا میں امام حسین اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ کرنے گئے تھے یہ مقدس لوگ صحابہ کرام اہل بیت رسول رضوان اللہ علیہم کو قتل کریں گلشن خاندانِ رسالت کو برباد کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنج پہنچائیں اور پھر جنتی اور بخشے ہوئے بھی ہوں۔

ع ایں خیال است ومحال است وجنوں

پس گل احمد عتیقی صاحب اپنی سوچ کو درست کریں اور اپنے ہم خیال حواریوں کو بھی سیدھی راہ اختیار کرنے کے لئے کہیں ورنہ پھر اپنا ٹھکانا جہنم سمجھ لیں جو دشمنانِ اہل بیت و صحابہ کے لئے ہے صحابہ ظلم و فسق سے محفوظ و منتفر ہیں یزید اور منافق ظالم و فاسق ہیں

ع تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہل بیت

کیا گل احمد عتیقی صاحب پسند کرتے ہیں کہ ان کا حشر بھی یزیدیوں کے ساتھ ہو؟

اب ہم چند احادیث بھی تحریر کرتے ہیں وہ فضائل صحابہ میں وارد ہوئے ہیں۔ یوں تو ایسی احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔ لیکن یہاں ہم اختصار مدنظر رکھتے ہوئے صرف نمونہ کے طور پر چند کا ذکر کرتے ہیں۔ جو دلائل کے لئے کافی ہیں۔

احادیث فی فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم

۱۔ مسلم شریف اور بخاری شریف میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابی کو برا مت کہو تمہارا پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرنا ان کے سوا سیر

جو کے صدقہ کے برابر نہیں ہو سکتا نہ اس کے آدھے کے۔

جناب گل احمد عتیقی صاحب اور ان کے ساتھی غور فرمائیں کہ وہ امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت کرام سے جنگ و قتال کرنے کے لئے صحابہ کو کربلا کے میدان میں موجود کہتے ہیں اس طرح کیا وہ صحابہ کی نیکی بیان کرتے ہیں یا برائی ذرا ہوش سے کام لو اس سے بڑی برائی کیا ہو سکتی ہے کہ اہل بیت کے خلاف جنگ و قتال کیا جائے یا ایسے کرنے والوں کی مدد کی جائے یا ساتھ دیا جائے اس طرح صحابہ کو برا کہہ کر گل احمد عتیقی فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ و انکار کر رہے ہیں (العیاذ باللہ)

۲۔ ترمذی ؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم انہیں دیکھو جو میرے صحابی کو برا کہتے ہیں تو کہو کہ تمہاری شر پر اللہ کی پھٹکار ہو۔

اس حدیث کی روشنی میں ہم گل عتیقی سے پوچھتے ہیں کیا ہم آپ کو یہی پھٹکار والی بات کہیں جو ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ آپ بھی صحابہ کی برائی بیان کرتے پھرا کرتے بھی ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل صحابہ بھی تھے کاش کہ عتیقی کو اس برائی کا احساس ہوتا۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا!
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

۳۔ دیلمی نے روایت کیا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت پیدا فرما دیتا ہے۔

گل احمد عتیقی صاحب کے نزدیک صحابہ اہل بیت کے

دشمن تھے بلکہ مقابل تھے یہ ہے محبتِ صحابہ عتیقی صاحب کے دل میں (عقل و شعور کے حامل مسلمان عبرت حاصل کریں)

۴۔ طبرانی اور ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ اس طرح ہیں جس طرح کھانے میں نمک کہ بغیر نمک کے کھانا ٹھیک نہیں ہوتا (اسی طرح واضح ہو کہ صحابہ کے بغیر کسی کا ایمان بھی ٹھیک نہیں ہو سکتا)۔

عتیقی صاحب کو یاد رہے کہ مذکورہ چاروں احادیث کے راوی ابو سعید خدری، عبداللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم وہی صحابہ ہیں جن کے نام وہ بالخصوص مخالفین حسین کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ یہ صحابہ تو صحابہ کرام کے گن گا رہے ہیں کہ صحابہ نیک اچھے اور سخی اور محبوبانِ امت ہوتے ہیں، جبکہ آپ کہتے ہیں کہ صحابہ دشمنانِ حسین تھے اور خصوصاً اپنی مذکور راویانِ صحابہ کے نام بار بار لیتے ہو کیا تم احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقابلہ میں متعصب مؤرخین کے تاریخوں کے بے بنیاد غلط داستان زیادہ پسند ہیں!۔

۵ مسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تارے آسمان کے امن ہیں اور میں امن ہوں صحابہ کے لئے اور میرے صحابہ امن ہیں میری امت کے لئے انتہیٰ ملخصاً۔

معلوم ہوا اس حدیث سے کہ صحابہ امن ہیں پوری امت مسلمہ کے لئے لیکن عتیقی صاحب ہیں کہ صحابہ کو اہل بیت رسول رضوان اللہ علیہم کے لئے امن نہیں سمجھتے شائد اہل بیت کو

عتیقی صاحب امت مسلمہ میں شامل نہیں سمجھتے اہل بیت کے مقابلہ میں صحابہ کو کھڑا کر دیتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک)

۶۔ ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اس مسلمان کو آگ نہیں چھو سکتی جس نے میری زیارت کی۔

مفتی عتیقی صاحب آپ کیا فتویٰ دیتے ہیں کیا کربلا میں موجود دشمنانِ اہل بیت کو آگ نہ چھوئے گی اور کیا تم ان جہنم کے ایندھن بننے والوں میں صحابہ کو بھی شامل کرتے ہو ہوش ٹھکانے تو ہیں آپ کے دماغ تمہارے اپنے علم پر واویلا اس مخبوط الحواسی پر وائے حسرتا تمہاری یہ سوچ ہائے افسوس تمہارا یہ عقیدہ و مسلک۔

۷۔ ترمذی نے عبداللہ بن مغفل سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو انہیں اپنے طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بناؤ جس نے میرے صحابہ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

عتیقی صاحب دیکھیں کہ صحابہ کو دشمنانِ حسین میں لا کر کھڑا کرنے سے عتیقی صاحب صحابہ سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں اللہ سے دعا ہے کہ عتیقی صاحب کو اس حدیث کی سمجھ آجائے اور صحابہ پر طعن و تشنیع اور الزام تراشی نہ کریں اگر کوئی برا یا چھا شخص برائی پر لگا ہے تو کیا عتیقی صاحب برائی کرنا الزام لگانا شروع کر دیں گے کوئی عقلمند یہ تصور بھی نہیں کر سکتا لیکن ایسا ہوا ہے اور عتیقی صاحب ایسا کر رہے ہیں خدا تعالیٰ انہیں سمجھ اور شعور عطا فرمائے۔

۸ - مسلم و بخاری نے عمران ابن حصین سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت میں سب سے بہتر میرے زمانہ والے ہیں پھر اُن کے بعد والے پھر ان کے بعد کے لوگ ہیں (یعنی پہلے صحابہ پھر تابعین پھر تبع تابعین)

عتیقی صاحب مع اپنے حواریوں کے پہلے تو اہل بیت کی مخالف فوج میں کربلا میں صحابہ کو شامل سمجھتے ہیں انہیں دشمنانِ اہل بیت اور دشمنانِ رسول کی صفوں میں شامل سمجھتے ہیں پھر ... ان کو بہترین بھی سمجھتے ہوں جیسے کہ ان کا مسلک رونما ہوا ہے۔

رزین نے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پالو گے۔

مفتی عتیقی سے سوال ہے کہ جب تم کہتے ہو کہ حضرت انس، ابو سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم لشکر یزید پر میں شامل تھے تو تمہارے خیال میں ان صحابہ کی پیروی سے بھی ہدایت ملے گی کہ اہل بیت رسول کی دشمنی کرنا بھی ہدایت ہے اور لشکر یزید مع یزید ملعون ہدایت پر تھے کیونکہ وہ بہ قول عتیقی صحابہ کی پیروی کر رہے تھے۔ تُف ایسی سمجھ اور مسلک پر۔

طبرانی و حاکم نے عویمر ابن ساعد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے پسند فرمایا اور میری صحبت کے لیے میرے صحابہ کو پسند فرمایا اُن ہی صحابہ میں سے میرے انصار مددگار رہے۔ جو انہیں برا کہے اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے فرائض و نوافل

بھی قبول نہ فرمائے گا۔ اس کو خطیب، امام بغوی اور ابو نعیم اور عساکر نے بھی کچھ فرق کے ساتھ روایت کیا۔

عتیقی صاحب صحابہ کو اہل بیت کے مخالف کہہ کر تم اللہ کے پسندیدہ اشخاص کو برائی کا الزام لگا رہے ہو۔ دیکھو مذکورہ لعنت کا کہاں تک تم پر اطلاق ہوتا ہے

خطیب اور دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ بڑھیں گے اور میرے صحابہ گھٹیں گے لہذا میرے صحابہ کو برا نہ کہو۔

یاد رہے کہ واقعہ کربلا کے وقت تک بیشتر صحابہ وصال پا چکے تھے جو موجود تھے وہ بوڑھے ہو چکے تھے (زیادہ تر) اور اس طرح ... اور بھی گھٹ چکے تھے اور گھٹ رہے تھے عین اس وقت صحابہ پر مخالفتِ اہل بیت کا الزام لگا کر عتیقی صاحب صحابہ پر ... برائی تھوپتے ہیں یہ مخالفتِ ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں تو اور کیا ہے؟ قارئین ایسے مفتیوں اور مولویوں سے ہوشیار رہیں جو مولویانہ ہیئت رکھتے ہوئے وساوس شیطانی پیدا کرتے ہیں اور اُمّتِ مسلمہ کو گمراہ کرتے ہیں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ... احمد عتیقی کو سمجھ اور ہدایت اور عقیدت اہل بیت عطا کرے کہ یہ مفتری نہ بنیں اور صحابۂ رسول پر افترا و کذب باندھنے ... مسلک و شعار سے ہٹ جائیں۔

صحابۂ کرام نے محبّتِ اہل بیت کا درس دیا

اہل بیتِ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبّت کرنے والے لوگوں میں سے اوّلین وہی صحابہ کرام تھے جو ۔ خود اہل بیتِ رسُول سے محبّت و عقیدت کے پھُول عملی طور پر نچھاور کرتے رہے اور آئندہ نسلوں کو اہل بیت رسُول سے محبّت الفت اور عقیدت رکھنے اور ان کی تعظیم و تکریم ملحوظ رکھنے کا عملی درس دے گئے آؤ ملاحظہ کرو حضرت ابُوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کی محبّت اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جناب سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَقَرَابَۃُ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ قَرَابَتِی۔

مجھے اس اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتے مجھے اپنے جانی رشتوں سے زیادہ عزیز ہیں۔

(بخاری شریف)

جناب سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھتے رہتے تھے جب کبھی ملاقات ہوتی دوران گفتگو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چہرہ اقدس پر نظر جمائے رکھتے۔ دورانِ مجلس بھی آپ ایسا ہی کرتے تھے۔

کَانَ اَبُوْبَکْرٍ یُکْثِرُ النَّظْرَ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ

ابو بکر بڑی کثرت سے حضرت علی کا چہرہ دیکھتے رہتے تھے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۳۵۸ حافظ ابن کثیر)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا ابا جان آپ اتنی کثرت سے حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کا چہرہ کیوں تکتے رہتے ہیں تو حضرت ابُوبکر رضی اللہ عنہٗ نے جواب دیا۔

یَا عَائِشَۃُ قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ نَظَرَ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ۔

اے عائشہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا فرماتے ہیں کہ علیؓ کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے۔

(حوالہ مذکورہ بالا)

اب حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے حُسنِ عقیدت اور محبّت بھی دیکھیں آپ جناب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہوتے ہیں۔

یَا فَاطِمَۃُ مَا مِنْ اَحَدٍ فِی خَلْقٍ اَحَبُّ اِلَیْنَا مِنْ اَبِیْکِ وَمَا مِنْ اَحَدٍ اَحَبُّ اِلَیْنَا مِنْکِ بَعْدَ اَبِیْکِ۔

اے فاطمہ تمام کائنات میں آپ کے ابا جان سے بڑھ کر ہمیں کوئی محبوب نہیں اور آپ کے ابا جان کے بعد آپ سے بڑھ کر ہمیں کوئی محبوب نہیں ہے۔

قبل ازیں گذشتہ اوراق میں حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کے ہاتھ مال غنیمت کی تقسیم کا واقعہ آپ پڑھ ہی آئے ہیں اور امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو ایک ایک ہزار درہم دیا اور اپنے بیٹے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو صرف پانچسو درہم دیئے بیٹے نے عرض کیا کہ ان دونوں کو ہزار ہزار درہم دیئے مجھے بھی اتنی

رقم دین ترعمر رضی اللہ عنہا نے فرمایا:۔

اِذْھَبْ فَاتِ باَپ گَا اَبِیھِمَا وَ اِمْ کَا اُمِّھِمَا وَجَدِّ کَا جَدِ ھِمَا وَ جَدَّۃٍ کَا جَدَّتِھِمَا وَ عَمٍّ کَا عَمِّھِمَا وَخَالَتٍ گَا خَالَتِھِمَا۔

(ترمذی، ابوداؤد، حاکم، نسائی، کتب حدیث)

چلے جاؤ یہاں سے اور اُن کے باپ جیسا باپ لے آ۔ اُن کی ماں جیسی ماں لاؤ۔ اُن کے نانا جیسا نانا لاؤ۔ اُن کی نانی جیسی نانی لاؤ اُن کے چچا جیسا چچا لاؤ اُن کی خالہ جیسی خالہ لاؤ۔ (پھر برابری کی بات کرنا)

معلوم ہوا کہ ہمیں اہل بیت رضی اللہ عنہم کی تعظیم وتکریم کرنا اور ان سے محبت کرنے کا سلیقہ وطریقہ سکھایا ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہے

سبحان اللہ وَالحمد للہ۔

فرمانِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ:۔ آپ فرماتے ہیں جس حقیقت کی شہادت شریعت نہ دے وہ بے دینی ہے،، (نوائے وقت مورخہ ۲ مئی کالم میاں عبدالرشید)

گذشتہ سطور سے معلوم ہوا کہ امام حسین کی مخالفت میں لشکر یزید میں صحابہ کا ہونا قرآن کے منافی ہے حدیث سے متضاد ہے لہذا شریعت مطہرہ اس حقیقت کی شہادت نہیں دیتی لہذا یہ مسلک یہ عقیدہ بے دینی ہے۔ بقول غوث پاک بغدادی رضی اللہ عنہ۔ یاد رہے کہ امام حسین جگر گوشہ بتول رضی اللہ عنہما سے محبت وعقیدت رکھنا اجماع اُمّت بھی ہے تمام اُمّت اس پر متفق ہے۔ لہذا ایسی حقیقت کی مخالفت صحابہ کی طرف سے سوچنا بھی گناہ ہے افترا ہے۔ بدگمانی ہے کوتاہ فہمی اور کم دلی ہے

باپ کی یزید کو وصیت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو قسم کی یزید کو وصیتیں کیں جن میں سے ایک عام رعایا کے حق میں اور دوسری مخصوص شہزادہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق۔ جو وصیت جو عام رعایا کے حق میں کی وہ یہ تھی؛

اُوْصِیْكَ بِالْعَدْلِ فِیْ رَعِیَّتِكَ وَ فِیْ جَمِیْعِ النَّاسِ لِاَنَّ الْمُلُوْكَ یَا بُنَیَّ مَوْقُوْفُوْنَ غَدًا فِی الْحِسَابِ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی جِسْرٍ بَیْنَ الْجَنَّۃِ وَ النَّارِ فَیُدْخِلُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ مَنْ یَّشَآءُ بِحُکْمِہٖ وَعَدْلِہٖ وَ اِمَّا یُوْقِفُہٗ فِی النَّارِ بِجَوْرِہٖ وَ ظُلْمِہٖ وَ اَنْتَ یَا بُنَیَّ اجْعَلِ النَّاسَ بَیْنَ یَدَیْكَ عَلٰی ثَلٰثَۃِ اَقْسَامٍ اَلْکَبِیْرُ مِنْھُمْ مَقَامَ وَالِدِكَ وَ الصَّغِیْرُ مِنْھُمْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِكَ وَ مُتَوَسِّطُ مِنْھُمْ بِمَنْزِلَۃِ اَخِیْكَ وَاعْدِلْ یَا بُنَیَّ فِیْ رَعِیَّتِكَ الْعَدْلَ الْکَامِلَ وَاتَّقِ اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْ جَمِیْعِ الْاُمُوْرِ وَاخْشَ اللّٰہَ تَعَالٰی یَا بُنَیَّ یَوْمَ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ اِذَا بُعِثَ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ۔

میں وصیت کرتا ہوں تجھ کو رعیت کے ساتھ عدل کرنے کی اور علاوہ رعیت کے ہر کس وناکس کے لیے اس لیے کہ بیٹے کل قیامت کے دن خدا کے آگے تمام بادشاہ ایک پل پر ہوں گے جو جنت و دوزخ کے مابین ہوگا۔ پھر جنت میں اللہ جسے داخل کرنا چاہے گا وہ ان بادشاہوں کے عدل وانصاف کی وجہ سے ہوگا اور جو دوزخ میں ڈالے جائیں گے وہ اپنے جور وظلم کی بدولت اور تو بیٹے اپنی رعایا کو تین صورتوں میں سمجھ۔ بڑے کو باپ کی جگہ، چھوٹے کو بیٹے کی جگہ، متوسط کو بھائی کی جگہ۔ اور خبردار بیٹے اپنی رعیت میں عدل کا سکہ جما دینا اور خدا سے ڈرتے رہنا اور ہر معاملہ میں اس سے خائف۔ اس لیے کہ وہ دن

تا ہے جس روز یہ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے اور حشر میں آئیں گے اور جو
کچھ دلوں میں ہوگا وہ سب کھل جائے گا۔

دوسری وصیت جو مخصوص شہزادہ حسین سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہلبیت
کے متعلق کی وہ یہ ہے،

أُوصِيكَ يَا بُنَيَّ بِالْحُسَيْنِ وَ أَوْلَادِهِ وَ إِخْوَتِهِ وَ أَوْلَادِ إِخْوَتِهِ جَمِيعِ
عَشِيرَتِهِ وَ جَمِيعِ بَنِي هَاشِمٍ الْوَصِيَّةُ التَّامَّةُ وَلَا يَوْمَ يَا يَزِيدُ تَفْعَلُ
فِيهِمْ شَيْئًا حَتَّى تُشَاوِرَ الْحُسَيْنَ وَلَا أَمْرٌ عِنْدَكَ فَوْقَ أَمْرِهِ وَلَا
يَدٌ عِنْدَكَ فَوْقَ يَدِهِ لَا تَأْكُلُ وَلَا تَشْرَبُ يَا بُنَيَّ حَتَّى يَشْرَبَ هُوَ
وَ أَهْلُ بَيْتِكَ حَتَّى تُنْفِقَ عَلَيْهِ وَعَلَى أَحَدٍ مِنْ جَمِيعِ عَسْكَرِكَ جَمِيعَ عَسْكَرِكَ
أَهْلِ بَيْتِكَ حَتَّى تُنْفِقَ عَلَيْهِ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَلَا تَكْسُوا أَحَدًا حَتَّى
تَكْسُوَهُ وَ أَهْلَ بَيْتِهِ جَمِيعًا وَ أُوصِيكَ يَا بُنَيَّ بِهِ وَ بِأَهْلِهِ وَ عَشِيرَتِهِ
وَ بَنِي هَاشِمٍ جَمِيعًا الْوَصِيَّةَ التَّامَّةَ لِأَنَّ يَا بُنَيَّ الْخِلَافَةَ لَيْسَتْ
لَنَا وَ إِنَّمَا هِيَ لَهُ وَلِأَبِيهِ وَجَدِّهِ مِنْ قَبْلِهِ وَلِأَهْلِ بَيْتِهِ مِنْ بَعْدِهِ وَلَا
تَتَخَلَّفُ يَا يَزِيدُ الْأَمُدَّةَ يَسِيرَةً حَتَّى يَبْلُغَ الْحُسَيْنُ مَبَالِغَ الرِّجَالِ
وَيَمْضِيَ إِلَى مَكَّةَ فِي أَحْسَنِ حَالٍ وَيَكُونَ هُوَ الْخَلِيفَةَ أَوْ مَنْ يَشَاءُ مِنْ
أَهْلِ بَيْتِهِ وَتَرْجِعُ الْخِلَافَةُ إِلَى أَهْلِهَا لِأَنَّنَا يَا بُنَيَّ لَيْسَ لَنَا خِلَافَةٌ
بَلْ نَحْنُ عَبِيدٌ لَهُ وَلِأَبِيهِ وَجَدِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُنْفِقُ
يَا وَلَدِي نَفَقَةً إِلَّا وَلِلْحُسَيْنِ نِصْفُهَا وَاحْذَرْ يَا وَلَدِي مِنْ
غَضَبِهِ عَلَيْكَ فَإِنَّهُ إِذَا غَضِبَ عَلَيْكَ يَغْضَبُ عَلَيْكَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ
فَإِنَّ جَدَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الشَّفِيعُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِي الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَلَهُ الشَّفَاعَةُ الْعُظْمٰى فِي الْإِنْسِ وَالْجِنِّ أَجْمَعِينَ
وَ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ هُوَ السَّاقِي عَلَى الْحَوْضِ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ بِيَدِهِ وَأُمُّهُ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ هِيَ سَيِّدَةُ
النِّسَاءِ وَجَدَّتُهُ خَدِيجَةُ الْكُبْرٰى. وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّكَ إِنْ فَرَّطْتَ
فِيهِ أَوْ أَغْضَبْتَهُ هُوَ وَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ أَوْ قَرَابَتِهِ أَوْ عَشِيرَتِهِ
وَمِنْ بَنِي هَاشِمٍ جَمِيعًا فَأَكُونُ بَرِيئًا مِنْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَتُحْشَرُ مَعَ الْمُجْرِمِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. فَقَالَ لَهُ
يَا أَبَتِ سَمْعًا وَطَاعَةً لَكَ وَلِقَوْلِكَ وَالْجَمِيعُ مَا تَأْمُرُنِي بِهِ.

میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اے میرے بیٹے! حسین اور اس کی اولاد اور
بھائی بہنوں، اعزہ، اقرباء، رفقاء اور تمام بنی ہاشم کے حق میں پوری
وصیت۔ کسی دن اے یزید اپنی رعیت کے لیے کوئی جدید امر جاری نہ
کیجیو۔ جب تک شہزادہ حسین سے مشورہ نہ کر لے اور تیرا کوئی حکم حسین
کے حکم سے بلند نہیں اور تیری کوئی ضرورت ان کی ضرورت سے مقدم نہ
سمجھی جائے۔ ہرگز نہ کھانا جب تک انھیں نہ کھلا لے: نہ پینا اے بیٹے
جب تک وہ نہ پی لیں اور ان کے سب گھر والے اور کوئی خرچ حتیٰ کہ
لشکر تک کے اور اپنے گھر کسی پر نہ کرنا جب تک ان پر نہ خرچ کر لے۔
ہرگز کچھ نہ پہننا جب تک انھیں اور ان کے گھر والوں کو نہ پہنا لے اور
وصیت کرتا ہوں بیٹے میں ان کے لیے اور ان کے اہل و عشیرہ و بنی ہاشم
سب کے لیے پوری پوری وصیت۔ اس لیے کہ بیٹے یہ خلافت ہمارا
حق نہیں ہے۔ اور یہ یقیناً ان کے لیے ہے ان کے آباؤ اجداد کا حق ہے اور
تو اس خلافت پر چند روز سے زیادہ نہ رہنا۔ یہاں تک کہ امام حسین تجھ سے
طلب فرمائیں یا مکہ تشریف لے جا کر اعلانِ خلافت کریں یا جسے چاہیں
اس لیے کہ ہم خلافت کے حق دار نہیں ہیں۔ بلکہ بیٹے ہم ان کے اور ان کے
باپ دادا کے ادنیٰ غلام ہیں۔ اور تو کچھ تقرر نہ کرنا مگر ساری آمدنی کا نصف
حصہ ان کی خدمت میں پیش کر دینا اور بیٹا ان کے غضب و غصہ سے

ڈرتے رہنا۔ اگر وہ کسی امر میں تجھ سے ناراض ہو گئے تو اللہ و رسول ناراض ہو جائیں گے اس لیے کہ اُن کے جدِ امجد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو مالکِ شفاعتِ عظمیٰ ہیں۔ قیامت کے دن پہلے اور پچھلے انھیں کی اُمید کریں گے اور ان کے باپ مرتضیٰ شیرِ خدا ہیں۔ وہ ساقیٔ کوثر ہیں اور لواءِ حمد انھیں کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور ان کی والدہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو سردار ہوں گی نساءِ جنت کی اور دادی خدیجۃ الکبریٰ ہیں اور مجھ سے پہلے اگر تو نے کوئی زیادتی ان کے ساتھ کی اور ان میں سے کوئی بھی تجھ سے ناراض ہو گیا تو میں دنیا و آخرت میں تیری طرف سے بری ہوں۔ اور تو میدانِ حشر میں مجرموں کے ساتھ جہنم میں جلے گا۔ ان تمام وصیتوں کو سن کر یزید پلید نے کہا کہ جو کچھ آپ نے مجھ کو وصیت فرمائی ہے۔ سب کی اطاعت دل و جان سے کروں گا اور اس میں کچھ بھی فرق نہ آنے دوں گا۔

واقعاتِ کربلا

قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ واقعات کربلا زیادہ تر ابو مخنف اور ہشام بن محمد الکلبی ہی سے منقول ہیں۔ علامہ بلاذری (انساب الاشراف) اور ابن جریر طبری کا بھی ماخذ یہی ہیں بعد کے مؤرخین نے بھی اپنا ماخذ روایاتِ تاریخ طبری ہی کو بنایا ہے اور ابو مخنف اور ہشام دونوں ناقابلِ اعتماد، داستان سرا، متضاد نویس، شیعہ اور کذاب ہیں

ایک اور راوی عمار الدہنی متوفی (۱۳۳ھ) ہے اس کی روایت مختصر ہے لیکن مستند مانی جاتی ہے مگر یہ بھی شیعہ مسلک رکھتا تھا۔ لیکن اسے ثقہ اور سچا مانا جاتا ہے اہل تشیع اور اہل سنت سب اسے سچا

گردانتے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ اسے صدوق یتشیع کہتے ہیں۔ (تقریب التہذیب صفحہ ۲۵۱) یعنی بہت ہی سچا اور عقیدہ شیعہ اور اہل تشیع کے علامہ مامقانی اپنی کتاب تنقیح المقال میں اسے ثقہ تسلیم کرتے ہیں انہوں نے لکھا ہے کان شیعیا ثقة (جلد ۲ صفحہ ۳۱۷)

اس سے معلوم ہوا کہ عمار الدہنی کی ثقاہت اہل سنت اور شیعہ دونوں حلقوں میں مسلمہ اور متفق علیہ ہے لہذا عمار الدہنی کی روایت کردہ تفصیل واقعہ کربلا درج کرتے ہیں جو امام ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں درج فرمائی ہے۔

عمار الدہنی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام باقر (رضی اللہ عنہ) سے عرض کیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بیان کر کے یوں نقشہ کھینچ دیں میرے سامنے کہ جیسے میں خود وہاں حاضر تھا۔ پس امام ابو جعفر محمد باقر نے فرمایا۔

حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے وصال کے وقت ولید بن عتبہ بن ابو سفیان مدینہ (منورہ) کا حاکم تھا۔ اس نے بیعت کے لئے حضرت (حسین رضی اللہ عنہ) کی جانب اپنا قاصد بھیجا۔ حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا مجھے سوچنے کے لئے مہلت دو اور عجلت نہ کریں ولید نے نہیں مہلت دے دی اس دوران حضرت (امام) حسین رضی اللہ عنہ مکہ چلے گئے اہل کوفہ ان کی خدمت میں آئے اور بعض (اہل کوفہ) نے پیغامات دے کر قاصد بھیجے کہ ہم آپ کے لئے بیعت کرنے سے رکے ہوئے ہیں ہم جمعہ کی نماز یزید کے والی کے پیچھے ادا نہیں کرتے آپ ہمارے پاس تشریف لے آئیں اس وقت نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) کوفہ کے والی تھے۔

امام مسلم کی کوفہ کو روانگی:۔ حضرت حسین (رضی اللہ عنہ)

نے اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو کوفہ جا کر حالات کا جائزہ لینے کے لئے فرمایا کہ اگر انہوں نے صحیح بیان کیا ہے تو ہم کوفہ جائیں گے مسلم (رضی اللہ عنہٗ) روانہ ہو گئے اور مدینہ پہنچ کر وہاں سے دو رہبر اپنے ساتھ لئے وہ اُن کو ریگستان میں سے لے کر گئے راستہ میں پیاس کے باعث ایک رہبر ہلاک ہو گیا حضرت مسلم (رضی اللہ عنہٗ) نے حضرت حسین (رضی اللہ عنہٗ) کو خط تحریر کیا کہ مجھے اِس خدمت سے سبکدوش فرما دیا جائے لیکن حضرت حسین (رضی اللہ عنہٗ) نے فرمایا کہ کوفہ جائیں حضرت مسلم نے کوفہ پہنچ کر ایک شخص کے ہاں قیام کیا جس کا نام عوسجہ تھا۔

اِمام حسین رضی اللہ عنہٗ کے لئے بیعت

جب اہلِ کوفہ کو اُن کی آمد کی اطلاع ہوئی تو چوری چھپے اُن کے پاس آتے تھے اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہٗ) کے لئے بیعت کرتے تھے یہاں تک کہ بارہ ہزار باشندگان کوفہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہٗ) کی معزولی

یزید کے حامیوں میں سے ایک شخص (حضرت،) نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہٗ) کے پاس گیا اور کہا کہ تو واقعی کمزور ہے یا کمزور بن رہا ہے ملک میں فساد پھیل چکا ہے نعمان نے کہا جس قوت میں خدا سے سرکشی ہو اُس کی نسبت مجھے وہ توانائی زیادہ عزیز ہے جو مجھے خدا کی اطاعت سے باہر نہیں کرتی اور میں ایسا نہیں ہوں کہ جس کا اللہ تعالیٰ پردہ رکھے میں اس کا راز افشا کروں یہ بات اُس شخص نے یزید کو تحریر کر دی۔ یزید نے سرجون

کو طلب کیا جو اس کا آزاد کردہ غلام تھا اس سے وہ مشورہ کیا کرتا تھا۔ اُس کو حالات بتائے سرجون نے کہا اگر حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہٗ) زندہ ہوتے تو کیا آپ اُس کا مشورہ قبول کرتے یزید نے کہا ہاں پس اُس نے کہا میرا یہ مشورہ ہے کہ ابن زیاد کوفہ کا بھی والی بنایا جائے اِن ایام میں یزید ابن زیاد سے ناراض تھا وہ ولایت بصرہ سے بھی اُسے معزول کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ یزید نے ابن زیاد کو خط تحریر کر کے اس کے ساتھ اپنی خوشنودی کا اظہار کیا اور کہا کہ تجھے بصرہ کے ساتھ کوفہ کا بھی والی مقرر کیا جاتا ہے۔ مسلم بن عقیل کو تلاش کر دلے تو اسے قتل کر دو۔

حاشیہ۔ ۴؎ یہ بھی ایک بے ادبی و گستاخی تھی کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہٗ کو معزول کر دیا۔ اہلِ کوفہ نے امام حسین رضی اللہ عنہٗ کو متعدد خطوط لکھے جن سے دو تھیلے بھر گئے تھے (دیکھو اخبار الطوال ص۲۳۱) انہوں نے لکھا تھا کہ آپ تشریف لے آئیں ہم والی کوفہ کو شام کی حدود میں دھکیل دیں گے (الامامۃ والسیاسۃ جلد ۲ ص۳) مسلم بن عقیل، مختار ابن ابی عبید کے مکان پر اترے۔ ابن زیاد رات کے اندھیرے میں منہ سر ڈھانپے ہوئے کوفہ میں داخل ہوا اگلے دن اُس نے مسجد میں خطبہ دیا کہ ہر امیر محلہ اپنے محلے میں موجود ہر پردیسی، خارجی اور مشتبہ لوگوں کے نام لکھ کر مجھے بھیجے جس نے ایسا نہ کیا۔ اُس امیر محلہ کو اُس کے دروازہ پر پھانسی دے دی جائے گی۔

کوفہ میں ابن زیاد کی آمد

بصرہ کے چند سرداروں کے ساتھ ابن زیاد کوفہ میں پہنچا سر اور منہ پر ڈھاٹا باندھا ہوا تھا کہ کوئی پہچان نہ سکے، جس مجلس کے قریب سے گزرتا سلام کرتا تو اُسے جواباً کہتے اے دختر رسول کے فرزند تجھ پر سلام ہو۔ (السلام علیک یا ابن بنت رسول اللہ) انہوں نے سمجھا کہ حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) تشریف لائے ہیں۔ حتیٰ کہ ابن زیاد قصر امارت میں جا پہنچا۔

(حضرت) مسلم بن عقیل (رضی اللہ عنہ) کی تلاش :-

اس (ابن زیاد) نے اپنے ایک آزاد کردہ غلام کو تین ہزار کی رقم دے کر کہا جاؤ اور اس آدمی کا پتہ لگاؤ جس کے ہاتھ پر کوفہ کے لوگ بیعت کر رہے ہیں اور اس پر اپنے آپ کو حمص کا باشندہ ظاہر کرو اور کہو کہ تم بیعت کے لئے حاضر ہوئے ہو اور یہ رقم اسے دے کر تم اس کی مالی حالت کو مضبوط بنانا چاہتے ہو۔ ابن زیاد سرجون کو فوازتا رہا حتیٰ کہ وہ کوفہ کے بوڑھے شخص کے پاس پہنچ گیا جو بیعت حسین کے لئے کام کرتا تھا جب سرجون نے اس شیخ سے بات کی تو بوڑھے نے کہا تم سے مل کر خوشی بھی ہوئی ہے اور افسوس بھی خوشی اس وجہ سے کہ خدا تجھ کو سیدھی راہ پر لے آیا اور افسوس اس لئے کہ ابھی ہمارا کام مستحکم نہیں ہوا کہیں راز افشا نہ ہو جائے پھر وہ شیخ سرجون کو حضرت مسلم کی خدمت میں لے گیا۔ حضرت مسلم نے اس سے وہ رقم بھی قبول فرمائی اور اس کو بھی بیعت فرما لیا۔ پس اس نے ابن زیادہ کے پاس جا کر تمام قصہ بیان کر دیا۔ ابن زیاد جب اس گھر تک پہنچا جہاں حضرت مسلم قیام پذیر تھے آپ ھانی بن عروہ کے ہاں جا چکے تھے اور حسین (رضی اللہ عنہ) کو بھی یہ پیغام

[ا]رسال کر چکے تھے کہ بارہ ہزار افراد بیعت کر چکے ہیں آپ تشریف [لـ]ے آئیں۔

حاشیہ:- حضرت مسلم کو ابن زیاد کے انتظام کا پتہ چلا تو وہ ھانی بن عروہ نام ایک معزز کوفی کے گھر چلے گئے وہ محب اہل بیت نیک شخص تھا مسلم کو زنانخانہ کے ایک حصہ میں ٹھہرایا گیا ھانی کا ایک دوست بصرہ کا رئیس شریک بن اعور بھی ٹھہرا ہوا تھا اس کے ابن زیاد سے بھی تعلقات تھے شریک بیمار تھا ابن زیاد کو معلوم ہوا تو عیادت کو آیا شریک دل و جان سے محب اہل بیت تھا اس نے مسلم سے کہا ابن زیاد اکیلا ہوگا موقع اچھا ہے اسے قتل کر دیں اور کوفہ نظم و نسق ھانی خود سنبھال لیں گے بصرہ پر میں قبضہ کر لوں گا۔ لیکن ھانی نے کہا میں والی کوفہ کا قتل اپنے مکان پر مناسب نہیں سمجھتا اور حضرت مسلم بھی خاموش ہو گئے ابن زیاد آ گیا مسلم گودام میں چھپ گئے ابن زیاد گفتگو میں معروف تھا شریک نے دو مرتبہ حضرت مسلم کو اشارہ کیا لیکن حضرت مسلم نے ابن زیاد پر حملہ نہ کیا ابن زیاد چلا گیا تو حضرت مسلم نے شریک سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کسی مسلمان کو دھوکا دے

ہانی بن عروہ گرفتار ہو گئے

کوفہ کے سرداروں سے ابن زیاد نے پوچھا کہ دیگر لوگوں کے ساتھ ہانی بن عروہ مجھے ملنے نہیں آئے اس کی کیا وجہ ہے مجھ آدمی اپنے ساتھ لے کر محمد بن اشعث ھانی بن عروہ کے پاس گیا اُس وقت ہانی گھر کے دروازے پر کھڑے تھے انہوں نے کہا کہ امیر نے آپ کو یاد کیا ہے اور دریافت کیا ہے کہ ابھی تک تم ان سے ملنے کیوں نہیں آئے آپ کو چاہیئے کہ اس کے پاس جائیں۔

ہانی بن عروہ سُن کر ابنِ زیاد کی طرف چلے تو یہ لوگ بھی ساتھ ساتھ چلتے رہے آپ ابنِ زیاد کے پاس پہنچے قاضی شریح بھی ابنِ زیاد کے ہاں اُس وقت حاضر تھا ابنِ زیاد نے حضرت ہانی کو دیکھ کر کہا اس احمق کو اس کی موت ہمارے پاس لے آئی ہے ہانی نے ابن زیاد کو سلام کیا۔ تو ابن زیاد نے پُوچھا مسلم بن عقیل کہاں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ مجھے معلوم نہیں ابن زیاد نے حکم دیا سرجون کو حاضر کریں سرجون کو دیکھا تو ہانی چُپ ہو گئے پھر ابن زیاد سے کہا تم پر خدا کی سلامتی ہو میں نے ان کو اپنے ہاں خود نہیں بُلایا تھا۔ بلکہ وہ خود آئے اور اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا۔ ابنِ زیاد نے کہا اُن کو میرے سامنے حاضر کرو ہانی نے کہا خدا کی قسم وہ میرے قدم تلے بھی ہوتے تو اُن پر سے میں قدم نہ اٹھاتا۔ ابنِ زیاد نے ہانی کو اُس کے قریب لانے کا حکم دیا جب نزدیک لایا گیا۔ تو

کہ قتل نہیں کرتا نیز یہ کہ میرا میزبان پسند نہیں کرتا لہذا میں نے ابن زیاد کو قتل نہیں کیا۔

(اخبار الطوال صـ ۲۳۶)

ابن زیاد نے اُن کے ابرو پر چھڑی مار کر زخمی کر دیا ہانی فوراً پہرے والے کی تلوار پر جھپٹے کہ میان سے کھینچ لیں لیکن اُن کو پہرے دھکیل دیا گیا۔ ابن زیاد نے کہا کہ اب تمہارا خُون خدا نے حلال کر دیا ہے پس اُس نے حکم دیا کہ ہانی کو محل کے فلاں حجرے میں قید میں ڈال دیں۔

قبیلہ مذحج کا احتجاج

جونہی یہ خبر قبیلہ مذحج کو ملی محل کے دروازہ پر ایک ہنگامہ مچ گیا ابن زیاد نے شور سنا تو پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے۔

لوگوں نے بتایا یہ قبیلہ مذحج کے لوگ ہیں ہانی کی گرفتاری پر احتجاج کر رہے ہیں ابن زیاد نے قاضی شریح سے کہا تم ان لوگوں کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ کہ میں نے محض تحقیقات کی غرض سے ہانی کو روک رکھا ہے اور ایک غلام کو قاضی پر جاسوس مقرر کیا شریح محل کے دروازہ پر کھڑا ہوا اور لوگوں سے کہا ھانی کو کوئی خطرہ نہیں ہے امیر نے محض تحقیقات کی خاطر اسے قید کیا ہے یہ سُن کر لوگ منتشر ہو گئے۔

حضرت مسلم کا لشکر شاہی محل کے دروازے پر آ

حضرت مسلم (رضی اللہ عنہ) کو خبر ملی تو انہوں نے کوفیوں کو پکارا کوفہ کے چار ہزار باشندے اُن کے گرد اکٹھے ہو گئے حضرت مسلم نے ہراول دستے تیار کئے پھر میمنہ اور میسرہ کو ترتیب دی خود قلب کی قیادت کرتے ہوئے ابن زیاد کی طرف روانہ ہوئے

حضرت مسلم کے ساتھیوں نے دغا دی

ابن زیاد نے کوفہ کے سرداروں کو شاہی محل میں اکٹھا کیا جب حضرت مسلم شاہی محل کے دروازے پر پہنچے تو سردارانِ کوفہ نے اوپر سے جھانکا اور اپنے اپنے

درہٹ، روں کو سمجھانے اور انہیں لوٹ جانے کی تلقین کرنے لگے۔ حضرت مسلم (رضی اللہ عنہ) کے ساتھی ایک ایک کرکے سرکنے لگے حتیٰ کہ صرف پانچ سو آدمی رہ گئے اور جب رات کا اندھیرا چھایا تو وہ بھی نکل گئے۔

حضرت مسلم نے دیکھا کہ وہ تنہا رہ گئے ہیں۔ تو وہ بھی وہاں سے چل پڑے اور ادھر ادھر پھرتے رہے حتیٰ کہ ایک گھر کے دروازے پر اترے ایک عورت باہر آئی حضرت مسلم نے کہا مجھے پانی پلاؤ وہ پانی پلا کر چلی گئی کچھ دیر کے بعد وہ باہر آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ وہ دروازے پر ہی بیٹھے ہیں۔ عورت نے کہا آپ کے یہاں بیٹھنے سے شک ہوتا ہے۔ آپ یہاں سے اٹھ جائیے انہوں نے کہا میں مسلم بن عقیل ہوں تیرے ہاں کوئی چھپنے کی جگہ ہے اس نے کہا ہاں ہے آپ اندر تشریف لے آیئے تو اس عورت کا لڑکا محمد بن اشعث کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اسے جو ان کی آمد کی خبر ہوئی تو اس نے ابن اشعث کو اطلاع کر دی

حضرت مسلم کی گرفتاری (رضی اللہ عنہا)

ابن اشعث نے ابن زیاد

حاشیہ :- ابن زیاد اس وقت محل میں تھا اس کے پاس صرف پچاس آدمی تھے تیس پولیس والے اور بیس سرداران کوفہ اس صورت میں وہ مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے سرداروں سے کہا اپنے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو سمجھا بجھا کر واپس بھیج دو۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور تمام لوگوں کو واپس بھیج دیا۔

کو مطلع کیا۔ ابن زیاد نے عمرو بن حریث المخزومی کو توال اور ابن اشعث کے بیٹے عبدالرحمٰن کو حضرت مسلم کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا حضرت مسلم کو خبر تک بھی نہ ہوئی اور ان کے گھر کا احاطہ کر لیا گیا جب حضرت مسلم نے دیکھا کہ وہ محصور ہو گئے ہیں تو وہ تلوار لے کر باہر آ گئے اور پولیس کے ساتھ مبارزت کی عبدالرحمٰن نے انہیں کہا آپ مبارزت نہ کیجئے آپ میری پناہ میں ہیں اس کے بعد وہ انہیں ہاتھ سے پکڑ کر ابن زیاد کے پاس لے آیا۔

حضرت مسلمؓ اور ھانی کی شہادت

ابن زیاد نے حکم دیا کہ مسلم کو محل کے اوپر لے جا کر اس کی گردن اڑا دی جائے اور اس کی لاش بازار میں پھینک دو۔ اور ھانی کے بارے میں اس نے حکم دیا کہ اسے گھسیٹ کر کناسے لے جایا جائے اور وہاں اسے سولی پر چڑھا دیا جائے۔

امام حسینؓ کی روانگی کوفہ کی جانب

حضرت حسین رضی اللہ عنہ مسلم کا خط دیکھ کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے حتیٰ کہ جب قادسیہ ان سے تین میل کے فاصلے پر تھا حر بن یزید آپ سے ملا اور آپ سے پوچھنے لگا آپ کہاں جا رہے ہیں۔

حاشیہ :- حضرت مسلم نے دیکھا کہ دربار کوفہ میں ایک طرف عمرو بن سعد بن ابی وقاص بھی ہے آپ نے اسے قریب بلایا اور وصیت کی کہ یہاں تم ہی قریب کے رشتہ دار ہو میرے ذمہ ایک ہزار درہم قرضہ ہے وہ ادا کر دینا اور میری لاش کو میرے قتل

آپ نے فرمایا کوفہ جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حُر نے کہا آپ واپس لوٹ جائیں کوفہ کے حالات آپ کے لئے سازگار نہیں ہیں حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) نے ارادہ کر لیا کہ واپس چلے جائیں حضرت مسلم کے بھائی آپ کے ہمراہ تھے کہنے لگے خدا کی قسم ہم انتقام لئے بغیر نہیں لوٹیں گے یا ہم بھی قتل ہو جائیں گے۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا تمہارے بعد جی کر مجھے کیا لینا ہے یہ کہہ کر وہ کوفہ کی طرف باسمت روانہ ہوئے راستے میں ابن زیاد کے ہراول دستے نظر آئے تو وہ کربلا کی طرف مڑ گئے اور ایسی جگہ ڈیرے ڈالے جہاں ایک ہی رُخ سے دشمن حملہ کر سکتا تھا۔

حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) خیمے گاڑ دیئے اُن کے ساتھ اس وقت پینتالیس سوار اور سو پیادے تھے۔

ابن سعد کا تقرر

عمر بن سعد بن ابی وقاص کو ابن زیاد نے رے کا والی بنایا تھا ابن زیاد نے ابن سعد سے کہا اس آدمی کا بندوبست کرو۔ عمر بن سعد نے کہا اس خدمت سے مجھے معاف رکھئے ابن زیاد نے اس کی معذرت قبول نہ کی عمر بن سعد کہنے لگا اچھی بات مجھے ایک رات کی مہلت دو ابن زیاد یہ بات مان گیا عمر بن سعد رات بھر سوچتا رہا اور صبح ابن زیاد کے پاس جا کر اپنی آمادگی کا اظہار کر دیا۔

کے بعد سنبھال لینا دفن کر دینا ابن زیاد اس کی بے حرمتی نہ کرے نیز امام حسین رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج دینا کہ کوفیوں نے بیعت فسخ کر دی ہے۔ اگر آپ مکہ سے چل پڑے ہیں تو آپ واپس چلے جائیں۔ ابن سعد نے وصیت پر عمل کرنے کا وعدہ کیا۔ (اخبار الطوال صـ ۲۴۲)

حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کی تجویز

ابن سعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوا حضرت حسین نے سعد سے کہا دیکھو ان تین باتوں میں کوئی ایک بات مان جاؤ یا مجھے چھوڑ دو کہ جہاں سے آیا ہوں وہاں واپس چلا جاؤں۔ یا مجھے یزید کے پاس جانے دو یا مجھے چھوڑ دو کہ میں کسی سرحد پر چلا جاؤں

ابن سعد نے یہ تجویز قبول کر لی اور ابن زیاد کو

حادثۂ کربلا

خبر دی ابن زیاد نے کہا جب وہ اپنے آپ کو میرے حوالے نہیں کرتا کوئی شرط قبول نہیں کی جا سکتی حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کے تمام ساتھی شہید ہو گئے اور ان میں دس کے قریب ان کے گھرانے کے نوجوان بھی تھے۔

شیر خوار بچے کی شہادت

ایک تیر آیا اور اُن کے اس بچے کو لگا جب وہ گود میں اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ اس کا خون پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے اے اللہ! ہمارے اور ان کے درمیان تو ہی فیصلہ کر جنہوں نے ہمیں یہ کہہ کر کربلا بلایا کہ ہم تمہاری مدد کریں گے اور اب وہی ہمارے قتل کے درپے ہیں۔

حاشیہ: کوفہ کی راہ میں طرماح بن عدی اور اس کے تین ساتھیوں سے ملاقات ہوئی وہ کوفہ سے واپس اپنے پہاڑ کی جانب آ رہے تھے حضرت امام نے ان سے کوفہ کے حالات پوچھے اُن میں سے مجمع بن عبد اللہ نے کہا معزز بن شہر کو بڑی بڑی رشوتیں دے کر

حاشیہ: ان کی تھیلیاں بھر دی ہیں اور حکومت کی حمایت کے لئے آمادہ کر لیا ہے اور عوام کے دل آپ کے ساتھ ہیں تلواریں آپ کے خلاف اور آپ نے جو قاصد قیس بن مسہر کو اپنی آمد کی اطلاع دینے کوفہ بھیجا تھا۔ اسے پکڑ کر ابن زیاد کے پیش کیا گیا اس نے اسے آپ پر اور آپ کے والد پر لعنت بھیجنے کو حکم دیا لیکن اس نے انکار کیا اور ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت بھیجی اور اہل کوفہ کو آپ کی مدد کے لئے کہا اس پر ابن زیاد نے اسے قصر امارت کی چھت سے گرا کر مروا دیا۔ امام صاحب کو اس کا دکھ ہوا۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے طرماح بن عدی نے مشورہ دیا کہ حر کا لشکر ہی بڑا ہے لیکن کوفہ کے میدان میں میں نے اس قدر فوج اکٹھی دیکھی ہے کہ پہلے اتنی فوج کبھی نہ دیکھی تھی وہاں میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ ایک قدم بھی آگے نہ جائیں میرے ساتھ کے پہاڑوں اجا اور سلمیٰ میں چلیں ان پہاڑوں تک غسان اور حمیر کے بادشاہوں کی رسائی بھی نہ ہو سکتی تھی وہاں اطمینان سے کوئی فیصلہ کر لیں اگر وہاں کوئی آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے گا۔ تو بیس ہزار جانثاروں کی چمکتی تلواریں اس کی آنکھوں کو خیرہ کر دیں گی امام صاحب نے طرماح کو دعا دی اور فرمایا میں اب اس سے ہٹ نہیں سکتا اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ انجام کیا ہوتا ہے

(تاریخ طبری نولالحرم عبد عطی)

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

پھر ایک یمنی چادر منگوائی اسے پھاڑ کر اپنے بدن پر لپیٹا اور ہاتھ میں تلوار لے کر میدان جنگ میں اتر پڑے وہ برابر مبارزت کرتے رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے خدا کی رحمتیں ہوں ان پر انہیں جس شخص نے شہید کیا وہ قبیلہ مذحج کا ایک آدمی تھا۔

حاشیہ: امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا کے میدان میں روک دیا گیا سات محرم کو آپ کے لئے پانی دریائے فرات کا بند کر دیا گیا پانچ سو سواروں کو عمر بن سعد نے فرات کے کنارے پانی بند کرنے پر متعین کر دیا۔ اس وقت امام صاحب کے ساتھیوں کی کل تعداد کم و بیش بہتر بتائی جاتی ہے امام صاحب کے اپنے خاندان کے مندرجہ ذیل افراد آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عباس، عبداللہ، جعفر، عثمان، ابراہیم، محمد ابوبکر رضی اللہ عنہم، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، حضرت عبدالرحمٰن، جعفر، عبداللہ، اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن مسلم، محمد بن مسلم بن عقیل اور محمد بن ابی سعید بن عقیل رضی اللہ عنہم حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے پوتے محمد بن عبداللہ بن جعفر، عون بن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت قاسم بن حسن، عبداللہ

سر مبارک یزید کے دربار میں

ابن زیاد نے یزید بن معاویہ کے پاس اہل بیت اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک وہ ساتھ لے لیا اس نے آپ کا سر یزید کے سامنے رکھ دیا۔ ابو برزۃ الاسلمی اس وقت یزید کے دربار میں تھے یزید ان کے دہان مبارک کو چھڑی سے ٹھوکا دیتا تھا اور کہتا تھا۔

يفلقن هاماً من رجال أعزة
علينا وهم كانوا أعق وأظلما

وہ (تلواریں) ان لوگوں کی کھوپڑیاں چیر دیتی ہیں جو ہم پر گراں گزرتے ہیں اور بڑے ہی سرکش اور ظالم تھے۔

ابو برزہ نے کہا چھڑی دہان مبارک سے اٹھاؤ خدا کی قسم میں

حاشیہ: اور بچے بعد دیگرے سب کے سب شہید ہو گئے تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک کاٹ کر وہ ابن زیاد کے پاس لے گیا اور یہ اشعار پڑھے۔

اوقر ركابي فضة وذهبا
قد قتلت الملك المحجبا
قتلت خير الناس أما وأبا
وخيرهم إذ ينسبون نسبا

میرے اونٹ پر سونا اور چاندی لاد دو میں نے ایسے بادشاہ کو قتل کیا جس تک رسائی مشکل تھی میں نے ایسے انسان کو مارا جس کے ماں باپ ساری مخلوق سے افضل تھے۔ اور جب نسب کے اعتبار سے وہ سب سے برتر تھا۔

حاشیہ: بن حسن ابو بکر بن حسن رضی اللہ عنہم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، حضرت علی اکبر، علی اصغر یا اوسط رضی اللہ عنہ دو اور ہاشمی بچے تھے جن کے نام معتبر نہیں ہو سکے (از منتہی الآمال، اعلام الوریٰ کتب شیعہ اور سوانح کربلا اہل سنت)

دوسرے لفظوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا خاندان اور گھر اپنے سردار امام حسین رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں کربلا میں قربان ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

امام صاحب کو جب کربلا میں روک دیا گیا تو آپ نے پوچھا اس جگہ کا نام کیا ہے لوگوں نے بتایا اسے کربلا کہتے ہیں امام صاحب نے فرمایا کرب اور بلا کی جگہ وہ میرے والد صاحب صفین جاتے ہوئے یہاں سے گزرے تھے میں بھی ان کے ساتھ تھا یہاں پہنچ کر انہوں نے اس جگہ کا نام معلوم کیا تو کربلا بتایا گیا تو آپ نے فرمایا تھا آل محمد کا یہاں پر اترنا بھاری ہے یہیں ان کی سواریاں بٹھائی جائیں گی اور یہاں پر ہی ان کے خون بہائے جائیں گے یہ واقعہ محرم سنہ ۶۱ھ کا ہے (اخبار الطوال دینوری)

دس محرم یوم عاشورہ کو کربلا میں جنگ ہوئی۔ امام صاحب کے تمام ساتھیوں نے کمال جرأت اور بہادری سے شجاعت کے جوہر دکھائے

نے بار ہا دیکھا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دہن مبارک
اس مقام پر رکھا اور اسے چوما۔

عورتیں اور بچے یزید کے دربار میں

:- ابن سعد نے شہدا کی عورتوں
اور بچوں کو ابن زیاد تک پہنچا دیا آپ کے گھرانے کا صرف ایک ہی فرزند بچا
جو بیماری کے باعث خواتین کے پاس تھا (یہ امام زین العابدین تھے) ابن زیادہ
نے حکم دیا کہ انہیں بھی قتل کر دیا جائے لیکن حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) ان
سے لپٹ گئیں اور فرمانے لگیں: خدا کی قسم! یہ ہرگز قتل نہیں ہوگا۔ پہلے مجھے
قتل کرو یہ دیکھ کر ابن زیاد کچھ نرم پڑ گیا اور حضرت زین العابدین کے

حتیٰ کہ امام صاحب اکیلے ہی رہ گئے جو تمام یزیدی لشکر سے برسرِپیکار
تھے آپ جدھر حملہ کرتے دشمن بھاگنے لگتے کربلا کے تپتے صحرا نے خیبر قوت
کے جوہر دیکھے کسی نے چشمِ تصور سے دیکھ کر کیا خوب فرمایا ہے۔

حیا بھی تار تار ہے — تو جسم بھی فگار ہے
زمین بھی ہے تپی ہوئی — فلک بھی شعلہ بار ہے
مگر یہ مردِ تیغ زن — یہ صف شکن فلک فگن
کمالِ صبر و تندہی سے — محوِ کارزار ہے
یہ بالیقیں حسین ہے — نبی کا نورِ عین ہے (رضی اللہ عنہ)

امام صاحب کے جسمِ اقدس پر ایک سو بیس[120] زخم ہوئے جسم چھلنی
ہو گیا گر پڑے دیکھا تو وقت نماز ہے سر سجدے میں رکھ دیا اور رب
تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں حاضر ہو گئے اللہ تعالیٰ کا فرمان صادر ہوا۔
يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَىٰ

قتل سے رک گیا پھر ابن زیاد نے ان عورتوں اور بچوں کو یزید کے پاس بھیج
دیا۔ یزید نے دربارِ عام لگایا ان خواتین اور بچوں کو دربار میں لایا گیا لوگوں نے
یزید کو فتح کی مبارک باد دی ایک درباری نے جس کی آنکھیں نیلی تھیں اور چہرہ
سرخ تھا یہ سمجھ کر کہ یہ لڑکیاں بھی اسیرانِ جہاد سے ہیں ایک لڑکی پر نگاہیں
جما دیں۔ اور کہنے لگا اے امیرالمومنین یہ لڑکی مجھے بخش دیجئے۔ حضرت زینب
نے فرمایا خدا کی قسم یزید ایسا حکم اس صورت میں دے سکتا ہے کہ وہ خدا کے
دین سے باہر ہو جائے اس نیلی آنکھوں والے نے اپنی بات دہرائی تو یزید
نے کہا خاموش۔ پھر ان خواتین کو اپنے حرم میں بھیج دیا۔ سفر کی تیاری میں
ان کی مدد کی اور انہیں مدینہ روانہ کر دیا۔ (واقعہ کربلا)

امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ہے کہ یہ روایت
دیگر مصنفین کی رطب و یابس سے بھری۔ تحریر کردہ
کتب سے بے نیاز کرتی ہے۔ یہ روایت امام ابن حجر
نے اپنی کتاب الاصابہ فی تمییز الصحابہ میں درج فرمائی ہے (جلد [illegible])

آج کل کے خارجی کے شبہات کا ازالہ

خارجی کے شبہات کو دور کرنے سے پہلے یہ بتانا مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ خارجی کی تعریف کیا ہے خارجی کسے کہتے ہیں۔

خارجی :- جو شخص امام برحق کی حقانیت جانتا ہو پھر وہ امام
برحق کے مقابل آ جائے یا مقابلین کے ساتھ مل جائے۔

رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي

وہ خارجی ہے اور خارجی دوزخی ہوتا ہے۔ (امیر معاویہ ص۱۰۶)

خارجی بے دین فاسق فتنہ انگیز شر پسند ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کرنے والوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّہْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ۔ دین سے ایسے جاویں گے جیسے تیر کمان سے۔ (امیر معاویہ ص۳۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خوارج کے درمیان جنگ نہروان لڑی گئی جس میں خوارج کا صفایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذوالفقار حیدری سے ہوا۔ یہ وہی لوگ تھے جو مسلمان تھے کلمہ گو تھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں تھے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف شرک کا الزام لگاتے ہوئے آپ کے خلاف برسرپیکار ہوگئے اس طرح یہ خارج از اسلام قرار دیئے گئے اور تلوار حیدری کی زد میں آگئے آج بھی جو لوگ جانتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ امام برحق تھے۔ ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لختِ جگر تھے خون رخمیر نبوت تھے اپنے وقت میں تمام عالم اسلام کی مسلمہ شخصیت اور امام تھے یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی وہ یزید پلید کی حمایت میں کتابیں لکھتے ہیں امام برحق امام حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کا الزام لگاتے ہیں اور یزید لعین کو امیر المومنین ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ موجودہ زمانہ میں خارجی ہیں بے دین فاسق فتنہ و شر پسند ہیں۔

ایک تاریخی فیصلہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین کی مجلس میں ایک شخص نے یزید پلید کا ذکر کرتے ہوئے اسے امیر المومنین کہہ دیا حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے اسے بیس کوڑے لگانے کی سزا دی اور وظیفہ خوار اشخاص کی فہرست سے اسے خارج کر

جرم صرف یزید کو امیر المومنین کہنا تھا۔ دورِ حاضرہ کے خارجیوں کی بھی یہ سزا ہے) (صواعق محرقہ صفحہ ۲۲۱)

زمانہ حال میں خارجی ذہن زیادہ تر فرقہ دیوبند اور فرقہ وہابی میں منتقل ہو رہے ہیں کیوں کہ ان ہر دو بد مذہب فرقوں کا ظہور ہی بے ادبی، گمراہی، گستاخی اور بغض وعداوت کی بنیاد پر ہوا ہے۔ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ایمان وقرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا اور یہ تلوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واجب القتل ہیں۔ ان کے بنیادی نظریات ہی اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبوبانِ خدا کی مخالفت پر مبنی ہیں لہٰذا ان کے مذاہب کے ڈھانچے بھی مردہ ہیں۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

آج اس احقر العباد محمد اشرف مرالوی فاروق آبادی کے پاس زیر قلم ہی ہے جو ان کے خلاف اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تحفظ ناموس میں چل رہا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے یہ خارجیان حال مندرجہ ذیل قسم کے شبہات ظاہر کرکے عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ابھی دو تین دن گزرے ضلع گوجرانوالہ سے یہ اعتراضات و شبہات مجھے پہنچائے گئے ہیں ان کا جواب دے رہا ہوں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

شبہ کربلا کی جنگ امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے مابین ایک سیاسی جنگ تھی لہٰذا اس میں حسین اور ان کے مخالفین

کا قتل یزید کو گنہگار نہیں بناتا۔ سیاست میں یہ ہوتا رہتا ہے۔

جواب

اسلام ایک ہمہ گیر دین ہے۔ انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں میں ہدایت دیتا ہے دوسرے لفظوں میں یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ ہر پہلوئے حیات میں بددیانتی، جھوٹ، بے ایمانی دھوکہ دہی اور ناجائز لوٹ مار قتل وغارت سے منع کرتا ہے۔ اسلام میں جھوٹ فریب قتل وغارت گری نہ سیاست میں جائز ہے نہ معاشرت میں نہ سماجی ازدواجی میدان میں جائز ہے نہ سیاسی و معاشی معاملات میں مسلمان جہاں بھی ایسے عمل کا مرتکب ہوگا گنہگار ہوگا بلکہ بعض اعمال کے ارتکاب پر کفر تک پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَافَّةً اس سے مراد ہے کہ کہیں بھی کسی پہلو میں بدکرداری کی اجازت نہیں ہے۔

ایک شخص دوسرے شخص کو قرض کے لین دین کے جھگڑے میں قتل کر دیتا ہے تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ مالی لین دین کے جھگڑے کا قتل ہوا لہذا قاتل گنہگار نہیں اسی طرح ایک شخص دوسرے کو الیکشن میں ووٹ حاصل کرنے کے لئے مخالف کو قتل کر دیتا ہے تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ سیاسی جھگڑا و قتل ہے لہذا قاتل مجرم نہیں۔ قاتل مجرم اور ظالم گنہگار ہی ہے خواہ مالی جھگڑا کر کے قتل کرے۔ الیکشن میں قتل کرے یا کربلا میں کرے قتل معاف نہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا (المائدہ)

جس نے ایک جان کو قتل کیا بغیر کسی جان کے قتل کے یا زمین میں فساد برپا کرنے کے لیے پس ایسے ہے جیسے اس نے سب لوگوں کو

قتل کیا۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد مطلق ہے اس میں کوئی سیاسی وغیرہ نوعیت کی قید نہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا غَلِيْظًا۔ (المائدہ)

جو کوئی قتل کرے مومن کو جان بوجھ کر (قصد کر کے) پس اس کی سزا جہنم ہے پڑا رہے اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور اللہ کا غضب ہے اس پر اور لعنت کیا گیا اور اس کے لئے تیار کیا اس کے لئے بڑا عذاب

امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے کسی یزیدی کو قتل نہ کیا تھا کہ ان کے خلاف یزید نے قتل وغارت اور لوٹ مار کر کے خانوادۂ رسول کو تہ تیغ کر دیا افسوس ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنمی اور لعین ہو گیا مع اپنے معاونین کے اور اللہ تعالیٰ سے بہت بڑے عذاب کا مستحق ہوا یزید اور اس کے معاونین تمام انسانیت کے قاتل ٹھہرے۔

(۱) یاد رہے کہ کربلا کی جنگ سیاسی جنگ نہ تھی نہ ہی ایک دوسرے کا کوئی علاقہ ہتھیانے کے لئے تھی۔ یہ حق اور باطل کی جنگ تھی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے اہل خانہ مستورات و پردہ نشینوں کو ساتھ لے کر غیر مسلح حالت میں کوفہ کی طرف گئے تھے جنگ کے لئے نہ گئے تھے اگر جنگ مقصود ہوتی تو ان کے اشارہ ابرو پر لشکر جرار مکہ شریف میں ہی جمع ہو جاتا لیکن آپ نے ایسا نہ کیا کیونکہ جنگ اور خونریزی درکار نہ تھی۔ وہ تو اہل کوفہ کی دعوت پر جا رہے تھے جو بعد میں منافقت کر گئے رشوت لے کر اپنی ذات اور تلواریں فروخت کر دیں بدست یزید۔

نیز امام برحق رضی اللہ نے جب دیکھا کہ اہل کوفہ عہد توڑ چکے ہیں۔

تو امام صاحب نے واپس مکہ چلے جانا چاہا کوفیوں نے نہ جانے دیا۔ کسی اور طرف نکل جانے کو بھی چاہا لیکن ابن زیاد و ابن سعد ہر حالت میں آپ کو گرفتار کرنا چاہتے تھے۔ لہذا امام صاحب کو ہر طرف سے محاصرے میں لئے رکھا۔ امام صاحب نے اپنے اہل خاندان سمیت گرفتار ہونا غیرت ایمانی کے خلاف گردانا اور لڑ مرنے کو تیار ہو گئے مجبوراً رگ حیدری نے بزدلی نہ دکھائی خونِ رسول نے شجاعت و جوانمردی کا کمال مظاہرہ کیا۔ اور جانیں قربان کر دیں۔

امام صاحب کو زبردستی یزید بدکردار فاجر و فاسق کی بیعت کرنے پر مجبور کرنا ظلم تھا۔ یزید کا حاکم مدینہ امام صاحب کو بیعت پر جبراً مجبور کرنا ظلم تھا۔ امام صاحب کو مدینہ سے مکہ ہجرت کرنے پر مجبور کر دینا ظلم تھا۔ امام صاحب کو کوفہ دعوت دے کر بلانا اور پھر آپ سے دھوکہ کرنا اور آپ کے خلاف تلوار اٹھانا ظلم تھا اور پھر یزیدی فوجوں کا آپ کو زبردستی گھیرے رکھنا واپس نہ آنے دینا اور آپ کو مع اہل خاندان شہید کرنا عظیم ترین ظلم تھا۔ آپ کے پسماندگان اہل خاندان خواتین کو کوفہ کے بازاروں میں اور دمشق تک راستہ میں ذلیل و خوار کرنا شقاوت قلبی بد دینی بے حیائی اور ظلم تھا۔ لہذا یہ سیاسی جنگ نہ تھی ظلم و ستم کی غارتگری تھی

شبہ

امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار کر کے خلیفۂ وقت کے خلاف بغاوت کی جو ناجائز ہے لہذا خلیفۂ وقت یزید کو باغی کے خلاف لشکر کشی کا حق تھا۔

جواب

یہ شبہ کم علمی اور جہالت پر مبنی ہے۔ یزید خلیفۂ وقت نہ تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یزید کی حکومت ہی قائم نہ ہوئی تھی یزید نے زبردستی اپنے والد

کی زندگی اور دیگر وسائل کو ناجائز استعمال کر کے امام حسین رضی اللہ عنہ پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے اور ہمیشہ کے لئے جہنمی بن گیا۔ خلیفۂ وقت وہ ہوتا ہے جس پر امت کا اجماع ہو چکا ہو لیکن یزید کو صرف اہل شام نے اس کے موجودہ دبدبے کی وجہ سے اس سے بیعت کر کے اپنا امیر تسلیم کیا تھا اہل یمن تمام تر اس کے خلاف تھے اس کی بیعت نہ کی تھی اہل عراق بھی دل سے اس سے متنفر تھے اور اس کی بیعت نہ کرنا چاہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے خطوط امام صاحب کو مکہ شریف سے آتے رہے اور دعوت بیعت دیتے رہے بعد میں اہل عراق کی رائے دہشت و دبدبے اور رشوت سے خریدی گئی یہ وہی اصحاب غرض تھے اہل کوفہ جو تیس ہزار درہم میں بک جایا کرتے تھے (کتب تاریخ)

اہل کوفہ کے خطوط کے انبار امام صاحب کو بلانے کے لئے یزید کے خلاف ان کی نفرت کا بین ثبوت ہیں اگر کوفہ والے یزید کے حق میں ہوتے تو امام مسلم کے ہاتھ پر ہزاروں افراد بیعت نہ کرتے امام صاحب کو خطوط لکھنے والے رئیسانِ کوفہ و عراق کے نام ابھی تک تاریخ میں محفوظ ہیں جب ابن زیاد کوفہ میں منہ چھپائے داخل ہوا تو اہل کوفہ نے ابن رسول اللہ زندہ باد امام حسین زندہ باد اور نعرہ ہائے رسالت بلند کئے سمجھتے ہوئے کہ امام حسین آگئے ہیں۔ یہ اہل کوفہ کی امام حسین کے لئے حمایت کا اظہار تھا اور یزید کے لئے نفرت کا۔

اہل حجاز مکمل طور پر یزید کے خلاف تھے یزید کو انہوں نے تسلیم نہ کیا تھا اور اہل حجاز ہی شروع سے خلافتِ اسلامیہ کے ارباب حل و عقد تھے ہمیشہ وہ ہی خلیفہ کا انتخاب کرتے رہے تھے شروع سے ہی اور اب حجاز یزید کے خلاف تھا۔ یوں سوائے شام کے یزید کو کسی علاقہ نے حاکم تسلیم نہ کیا تھا اور یزید کی حکومت بالفعل نافذ

نہ ہوئی تھی لہذا اُس کے خلاف بغاوت کیسی۔ امیر معاویہ وصال پا چکے تھے۔ منصبِ حکومت حکمران سے خالی تھا۔ یزید بدکردار تھا لہذا تمام عالمِ اسلام کے لوگ اس سے متنفر تھے سابقہ حکمران سے تختِ حکومت خالی ہو چکا تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہٗ خود امارت وخلافت کے دعویدار ہرگز نہ تھے۔ بلکہ وہ کوفہ وعراق کی مؤثر آبادی کی طلب وسوال پر بے یارو مدد اپنے اہل بیت کو ساتھ لئے کوفہ کو روانہ ہوئے یہ بغاوت نہ تھی اتمامِ حجت تھی۔ کہ ایک بدکردار یزید سے بچنے کے لئے اہلِ اسلام کی دعوت کو امام صاحب نے نہ ٹھکرایا اور قوم اور اپنے خدا کے سامنے سرخرو رہے۔ ان پر بغاوت کا الزام خارجی زبان ہی لگانے کی جسارت کر سکتی ہے اور کوئی ایسی جرأت نہیں کر سکتا۔ (اپنے جواب کی تمام تر تفصیلات سابقہ اوراق میں موجود ہیں با حوالہ وہاں دیکھو)

اہلِ دیوبند، اہلِ حدیث (وہابی) اور زمانہ حال کے خارجیوں کے معتمد علیہ امام ابن تیمیہ کا بھی ان کی کتاب منہاج السنہ جلد ۲ میں یہی فتویٰ ہے نیز ان کے مولانا آزاد کی بھی یہی رائے اور فتویٰ ہے (حوالہ جات گذشتہ اوراق میں ہم دے چکے ہیں)۔

شبہ:۔ امام صاحب یزید کی بیعت کر لیتے تو کشت وخون نہ ہوتا بیعت کر لینے میں کوئی حرج نہ تھا۔ لہذا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت نہ کر کے ایسے حالات پیدا کئے

جواب: یہ شبہ بھی کسی خارجی بدبخت کے دل میں ہو سکتا ہے کوئی اہل ایمان شخص جو رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام ہے۔ ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہ شبہ بدمذہب بے دین گمراہ خارجی کو ہے جو حلاوتِ ایمانی سے محروم ہے۔

یاد رہے کہ یزید پلید نہایت بدکردار زانی شرابی شکاری،

عیش وعشرت کا دلدادہ لہو ولعب کا فریفتہ محارم (مائیں بہنیں) سے نکاح جائز سمجھنے والا اسلامی اقتدار کو مٹانے والا اور حدودِ اسلام کو توڑنے والا بدبخت تھا (دیکھو گذشتہ اوراق میں یزید کا کردار علماء کی نظر میں) اس کی بیعت کرنا امامِ زمانہ امام حسین رضی اللہ عنہٗ کے لئے ہرگز ہرگز روا نہ تھا اس سلسلہ میں بہتر ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہٗ کے الفاظ میں یزید اور اس کے معاونین کو دیکھیں۔

کوفہ کی طرف دورانِ سفر امام حسین رضی اللہ عنہٗ نے مقام بیضہ پر پہنچ کر کوفی فوج کو تقریر فرمائی اس میں سے چند جملے یہ ہیں:۔

اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی ظالم بادشاہ کو دیکھتا ہے کہ احکام خداوندی کی حدوں کو توڑتا ہے اللہ تعالیٰ کی عہد شکنی کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے۔ اللہ کے بندوں کے ساتھ گناہ اور ظلم کا ارتکاب کرتا ہے پھر وہ دیکھنے والا اپنی زبان یا عمل سے اس کو روکتا نہیں تو اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ اسے قرار واقعی سزا دے۔

دیکھو ان لوگوں کے (حکام بنی امیہ یزید وغیرہ) نے شیطان کی اطاعت اختیار کر لی ہے اور خدا کی فرمانبرداری کو چھوڑ دیا ہے۔ فتنہ وفساد پھیلا رکھا ہے۔ حدودِ شریعت کو معطل کر دیا ہے مالِ غنیمت کو اپنی جاگیر قرار دے لیا ہے خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال اور حلال کی ہوئی باتوں کو حرام کر دیا ہے مجھے ان کو روکنے کا سب سے زیادہ حق ہے۔ (طبری جلد ۶)

مندرجہ بالا تقریر سے واضح ہے کہ جو شخص ظالم فتنہ وفساد پھیلانے والے شریعت کی حدود کو توڑنے والے عہد شکن سنتِ رسول کے مخالف اور گناہ وظلم کا ارتکاب برملا کرنے والے کے

خلاف اپنی زبان یا عمل سے روکاوٹ نہیں کرتا وہ از روئے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ لہذا اس فتنوں کے دور میں امام حسین رضی اللہ عنہ جوکہ امام زمانہ ہیں اس کے خلاف آواز نہ اٹھاتے تو کون اٹھاتا۔ خمیر نبوت وخونِ نبوت کا ہی ٹکراؤ بڑی ظلم اور تعدی سے ہونا تھا۔ جو ہوگیا امام حسین رضی اللہ عنہ کی صورت میں۔

اگر اس ظلم وگناہ اور حدود شریعت توڑنے کی تحریک یزید کی طرف سے کامیاب ہوجاتی تو آج دنیا میں دینِ اسلام کا کوئی پرسان حال نہ ہوتا۔ عوام الناس تو چلتے ہیں حکمرانوں اور لیڈروں کے پیچھے جیسے کہ کہا گیا ہے النّاس علیٰ دینِ ملوکھم اور آپ دیکھتے ہیں کہ اس وقت بھی عوام کوفہ وشام رشوت پر فروخت ہوگئے کسی نے یزید کی حکومتی بدکرداریوں کے خلاف آواز نہ اٹھائی تو اس طوفان اور بدتمیزی میں حسین رضی اللہ عنہ ہی تھے جنہوں نے مشعلِ شریعت ونبوت کو بلند کیا اور اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردیا لیکن دینِ محمدی پر آنچ نہ آنے دی۔ دشمنانِ دین ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذلیل وخوار ہوئے اور تا ابد ہوتے رہیں گے جبکہ دینِ اسلام اور امام حسین رضی اللہ عنہ دائما ابداً سربلند ہوئے اور رہیں گے۔ یہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا قوم وملت پر بڑا احسان ہے کہ دین کو مٹانے بگاڑنے والے طوفان کے سامنے سینہ سپر ہوگئے مٹتے ہوئے دین نے دامن حسینی میں پناہ لی یوں تو اس دین کا اللہ تعالیٰ ہی قیامت تک محافظ ہے لیکن وسیلۂ حفاظت واسن اللہ تعالیٰ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو بنایا زہے نصیب زہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین

جس قوم میں ایک دوسرے کو برائی سے منع کرنے والا کوئی نہ ہو

وہ قوم ہلاک اور تباہ کردی جاتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا اصول ہے بنی اسرائیل اس لئے ہلاک وتباہ کردیئے گئے کہ ان میں ایک دوسرے کو برائی سے روکنے ٹوکنے والا کوئی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ۔ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ۔ کَانُوْا لَا یَتَنَاھَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْہُ۔ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ۔ (المائدہ)

لعنت کی گئی منکروں پر بنی اسرائیل میں سے داؤد اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر یہ اس سے آپس میں منع نہ کرتے تھے۔ برے کام سے جو کر رہے تھے کیا برا کام ہے جو کرتے تھے۔

اس آیتِ پاک میں تمام وہ کام ہیں جو یزید اور اس کے ساتھیوں میں تھے۔ گناہ کرنا حدوں کو توڑنا حدودِ شریعت کو معطل کرنا جو دوسرے لفظوں میں دینِ اسلام کو معطل کرنا ہے اور پھر ایک دوسرے کو منع نہ کرنا برے کام سے۔ بنی اسرائیل کی تباہی وہلاکت کے بھی یہی اسباب تھے اس فضا وماحول اور بدکرداری وبدعملی کا ساتھ دینا کسی صورت بھی خمیرِ نبوت یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے ممکن نہ تھا۔ لہذا اس برائی کے سامنے سینہ سپر ہوگئے۔

اس آیت سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ایک دوسرے کو منع نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجموعی قوم پر ہلاکت ہوتی ہے۔ لہذا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی قربانی دے کر عالمِ اسلام کو ہلاکت اور دینِ اسلام کو مٹنے سے بچا لیا اگر امام حسین رضی اللہ عنہ یزید پلید کی بیعت کرلیتے تو یہ بیعت دوسرے لفظوں میں بدکرداری، زناکاری، حرام خوری، حدودِ شریعت کو توڑنے، دین کو مٹانے اور ظلم وستم کو روا رکھنے پر حقیقت میں بیعت ہوتی جو دنیا میں ہمیشہ کے لئے کشت وخون کرنے اور ہونے کا ابدی دروازہ کھول دیتی جو سراسر حسینیت کے خلاف ہے۔ جو حرجِ عظیم ہوتا۔ دنیا

سے امن، سکون ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاتا۔ بُرائی کا دَور دورہ ہوتا۔
جس کی لاٹھی، اُس کی بھینس والا معاشرہ دنیا میں قائم ہو جاتا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی تمام مساعی دعوتِ اسلام پر پانی پھر جاتا۔

یزید نے خواہ مخواہ ملک میں فتنہ و فساد برپا کیا اُس کے پیشِ نظر
اپنا لالچ حرص و ہوا، خود غرضی اور نفسانیت کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ جو اپنا
اقتدار قائم کرنے کے لئے بیت اللہ شریف میں جو امن کی جگہ ہے کشت و
خون سے باز نہ آیا جسنے مسجد نبوی شریف میں گستاخ و بے ادب گھوڑے
دوڑائے اور روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی و بے ادبی کرنے
سے بھی اُس کے ضمیر نے نہ روکا جس نے مدینہ شریف کے برگزیدہ بزرگوں
کو تہِ تیغ کیا محترم مستورات کی عصمت دری کرائی اور مدینہ منورہ
کو ویران کیا یہ شخص ہر ہر سزا و عذاب کا مستحق ہے ایسے شخص سے
ٹکرا کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے حقیقت و سچائی اور نیکی و خوش کرداری
کو ہمیشہ کے لئے روشن و سربلند کر دیا۔ تاریخ انسانیت حسینی نظیر و
مثال پیش کرنے سے ہمیشہ قاصر رہے گی اور اسلام اور قوم و ملت کو ہمیشہ
حسین رضی اللہ عنہ پر فخر رہے گا۔ حسین زندہ باد اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ
وہ امام حسین رضی اللہ عنہ دیگر اہل بیت رسول اور اُن کے ساتھیوں
کو اپنی خاص رحمتوں، لطف و کرم اور انوار نورانی میں اعلیٰ سے
اعلیٰ درجات اور دائمی و ابدی اطمینان و سکون اور راحت و فرحت
عطا فرمائے اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلیٰ آلِہٖ وَ اَہْلِ بَیْتِہٖ وَ
اَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّم۔

اہم نکتہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے
جو ارشاد ہو جاتا تھا یا ہو جاتا ہے وہ حق ہے،
ہمیشہ سچا اور صحیح ہوتا ہے آپ جو فرما دیں وہ ہو

کر رہتا ہے۔ آخر پر ایک ظرف پر دستو رحمات کی ایک قسم پر بھی ڈال لیں تو تمہاری تسلی ہو جائیگی۔

ع۔ تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی۔

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے نام مبارک خود جناب سیدنا
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھے تھے۔ پس جنہیں آنحضرتؐ حسن
حسین فرما دیں اُن میں خوبی ہی خوبی حسن ہی حسن اچھائی ہی اچھائی اور سچائی
ہی سچائی ہے اِن میں کجی و گمراہی، غلط روی و کج نگری ہرگز ہرگز
نہیں ہو سکتی نہ فکر میں نہ سوچ میں نہ جسم میں نہ روح میں نہ عقیدہ میں نہ
عمل میں فافہم۔ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کا
فرمان الٰہی ہمیشہ یاد رکھو

ع تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

کج فہم، غلط رو، بدکردار، بدمعاش اور گمراہ و بے دین تو وہ ہے
جس نے اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی گستاخی کی بے
ادبی کی خانوادہ نبوت پر ظلم ڈھائے اُن پر پانی تک بند کیا کرایا۔ حسب و نسب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف کا پاس نہ رکھا خون و خیر نبوت کو
کربلا کی زمین میں خاک آلودہ کیا، تڑپایا، غارت گری کی اہل بیت کے
سروں پر سے تطہیر کی چادریں اور دوپٹے کھینچے انہیں بے پردہ بازاروں
میں میدانوں اور ریگستانوں میں پھرایا یعنی وہ یزید پلید لعین و بے دین۔
حسین رضی اللہ عنہ وہ ہیں جنہوں نے پاکیزگی طہارت خوش اخلاقی
و دینداری اور اللہ و رسول اور اُن کے دین پر اپنا سب کچھ جسم و جان
اہل محبت اور دنیا سب ایثار کر دیئے یزید ہے جس نے دنیوی غرض
و حرص پر اپنا سب کچھ دین و ایمان اور آخرت قربان کر دی۔ اے
مسلمان ذرا غور تو کر کہیں تو بھی یزید کا حامی تو نہیں اگر ہے تو یہ
سوچ ترک کر دے امام حسین رضی اللہ عنہ کی جماعت میں آجا۔ اللہ

توفیق دے خوارج کے فرقہ جہنم سے نکل آ... یہ راقم محمد اشرف ہجری ۱۴۰۱
ہی چاہتا ہے۔

اِسلامی دستورِ حیات کی ایک شق

جناب نبی کریم آقا و مولا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل اسلام کو جو دستورِ حیات عطا کیا اُس کی ایک شق نظامِ حکومت کے بارے میں یہ بھی ہے:۔

فرمانِ رسول مَن دعا الی امارۃ نفسہٖ اور غیرہ من غیر مشورۃ من المسلمین فلا یحل لکم ان لا تقتلوہ۔

ترجمہ:۔ جو حکمران مسلمانوں کی مشاورت کے بغیر اپنی یا کسی اور کی امرت کی دعوت دے تو تم پر آرام سے بیٹھے رہنا جائز نہیں جب تک تم اس کا خاتمہ نہ کر دو۔

(شہادتِ امام حسین بحوالہ کنز العمال جلد ۵ ص۶۴۸)

دستورِ حیات اسلامی کی ایک شق پر امام حسین رضی اللہ عنہ نے عمل کر کے دکھا دیا اور رہتی دنیا تک اس پر عمل پیرا ہونے کا سبق بھی دے گئے حیاتِ مسلم کے راستے کی ایک قندیل یہ بھی ہے جسے جگر گوشۂ بتول امام حسین رضی اللہ عنہما جاتے جاتے روشن فرما گئے یہ فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس پر امام نے عمل کر کے خمیرِ نبوت کا حق ادا کر دیا۔ یہی حکم تھا جس پر عمل کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت بن عباس نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عبداللہ بن زبیر

رضی اللہ عنہم نے عمل پیرا ہو کر بیعت یزید سے انکار کر دیا۔

اگر کربلا کے میدان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوتے تو ان سب صحابہ کرام کا سالار اعلیٰ بھی یہی امام حسین رضی اللہ عنہ ہی ہوتے اور جملہ صحابہ کرام قیادتِ حسینی میں اپنے محبوب کے خون نبیرا قیادت میں اپنے سر قربان کرنا فخر تصور کرتے نواسۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نازک کلیوں کی اپنا خون دے دے کر اپنی زندگی کا پانی سینچ سینچ کر نشوونما کرتے اپنی جانیں دے دے کر گلستانِ اہل بیت رسول کی بہار تلاش کرتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کربلا میں حق اور باطل ٹکرا گئے حق حسین کے روپ میں نمودار ہوا باطل یزید کے روپ میں ابھرا۔ حق ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گیا باطل تمام تر اہتمامات کے باوجود ہمیشہ بدبخت و لعین اور جہنمی ہوا اور باطل کا انجام یہی ہوتا ہے۔

قتل حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔

ایک عبرت آموز واقعہ

حضرت ابو محمد سلیمان اعمش تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حج بیت اللہ کے لئے گیا ہوا تھا۔ کہ طواف کے دوران ایک شخص کو دیکھا غلافِ کعبہ کے ساتھ چمٹ کر گڑگڑا رہا تھا۔ اے اللہ میرا گناہ بخش دے اور میرا گمان ہے تو نہیں بخشے گا۔ میں بہت حیران تھا کہ سبحان اللہ العظیم اس کا کیا گناہ ہے جس کی بخشش سے یہ مایوس ہے۔ دوسرے پھیرے میں بھی اسے یہی کچھ کہتے سنا طواف سے فارغ ہو کر

میں اُس کی طرف متوجّہ ہُوا۔ اور کہا بندۂ خدا۔ یہاں بڑے سے بڑا گناہ معاف ہو جاتا ہے اگر تو خدا سے بخشش و رحمت کا طلبگار ہے تو اُمید بھی رکھ کیونکہ وہ بڑا رحیم و کریم ہے اللہ کے بندے تو کون ہے کہنے لگا۔ اے سلیمان اعمش! تم مانگو اُمید بھی رکھو۔ میں بھی تمہاری طرح سوچتا تھا۔ مگر اب نہیں یہ کہا میرے ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے گیا اور کہا

میرا گناہ بہت بڑا ہے میں نے کہا کیا تیرا گناہ پہاڑوں زمینوں آسمانوں اور عرش سے بھی بڑا ہے کہنے لگا کہ ان سے بھی بڑا ہے۔ سنو تمہیں بتاتا ہوں وہ بڑی عجیب بات ہے جو میں نے دیکھی میں نے کہا سناؤ۔

اُس نے کہا میں ان ستر آدمیوں میں سے ہوں۔ جو حضرت امام حسین رضی اللہ کا سرِ انور یزید کے پاس لائے تھے اُس نے یہ سرِ مبارک شہر سے باہر لٹکانے کا حکم دیا پھر اس کے کہنے پر اتارا گیا ایک سونے کے طشت میں اس کی خواب گاہ میں رکھا گیا۔ آدھی رات کے وقت یزید کی بیوی اُٹھی۔ تو اچانک اُس نے دیکھا کہ ایک نورانی شعاع سرِ مبارک سے آسمان کی طرف چمک رہا ہے وہ ڈر گئی اور یزید کو جگا کر کہا دیکھو میں ایک عجیب بات دیکھ رہی ہوں۔ بولا چپ رہو میں بھی دیکھ رہا ہوں صبح ہوئی تو اس نے سرِ مبارک سبز ریشم کے ایک خیمے میں منتقل کر دیا۔ اور اُنہی ستر مردوں کو حفاظت پر مقرّر کیا میں بھی ان میں شامل تھا۔ پھر کھانا کھانے کا حکم دیا رات کافی گزر گئی تو ہم سو گئے رات کے کسی حصّے میں اچانک جاگا تو دیکھا کہ آسمان پر ایک بادل چھایا ہُوا ہے اور اس سے پہاڑ سی گرج اور پروں کے ہلنے کی سی آوازیں آ رہی ہیں۔ وہ بادل قریب آ گیا۔ حتیٰ کہ بالکل زمین سے مل گیا۔ اس سے ایک شخص نکلا جس پر دو جنتی حُلّے تھے اور ہاتھ میں قالین اور کرسیاں تھیں اُس نے قالین بچھا کر اور کرسیاں لگا دیں اور اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر آواز دی اے ابوالبشر اے آدم صلی اللہ علیک تشریف لایئے

چنانچہ ایک حسین و جمیل بزرگ تشریف لائے۔ جنہوں نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہا کے سرِ انور کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَقِیَّۃَ الصَّالِحِیْنَ عِشْتَ سَعِیْدًا وَ قُتِلْتَ طَرِیْدًا وَلَمْ تَزَلْ عَطْشَانَ حَتّٰی اَلْحَقَکَ اللّٰہُ وَ بِنَا رَحِمَکَ اللّٰہُ وَلَا غَفَرَ لِقَاتِلِکَ وَ اَلْوَیْلُ لِقَاتِلِکَ غَدًا مِّنَ النَّارِ۔

ترجمہ: سلام ہو تم پر اے ولی اللہ، سلام ہو تم پر بقیۃ الصالحین، تم نے نیک بختی کی زندگی گزاری اور تنہا شہید ہوئے تم پیاسے ہی رہے حتیٰ کہ اللہ نے تمہیں ہم سے ملا دیا۔ اللہ تم پر رحمت فرمائے مگر تمہارے قاتل کو نہ بخشے کل قیامت کے دن تمہارے قاتل کے لئے دوزخ کا بڑا ٹھکانہ ہے۔

پھر وہ یہاں سے پیچھے ہوئے اور ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک اور بادل آیا اور وہ بھی اسی طرح زمین سے مل گیا اس میں ایک منادی کو میں نے یوں پکارتے سُنا۔

(انزل یا نبی اللہ یا نوح) یعنی تشریف لایئے۔ اے نبی اللہ اے نوح کیا دیکھتا ہوں ایک وجیہ و زردی مائل چہرے والے شخص جنّت کے دو حُلّے پہنے ہوئے تشریف فرما ہوئے اور وہ بھی اسی انداز میں سلام و دُعا کر کے ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

پھر اسی طرح ایک اور بادل آیا اور منادی نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کو پکارا اور وہ بھی انہیں الفاظ میں سلام و دُعا کر کے ایک کرسی پر تشریف فرما ہوئے پھر یونہی باری باری حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السّلام بادلوں سے نازل ہوئے اور انہوں نے بھی یہی کچھ کہا آخر میں ایک بہت ہی بڑا بادل آیا جس میں بجلی کی کڑک اور پروں

کی سی آوازیں تھیں بادل زمین کے قریب آکر ٹھہرا تو آواز آئی اِنْزِلْ یا مُحَمَّدْ (صلی اللہ علیہ وسلم) اِنْزِلْ یَا اَحْمَدْ (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی یا محمد مصطفےٰ جلوہ دکھائیے (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جنتی حلّوں میں ملبوس ہیں سیدہ فاطمۃ الزہرا اور امام حسن علیہما السلام آپ کے ساتھ تھے اور فرشتوں کی ایک قطار بھی خدمت میں تھی۔ حضور انور مالک کوثر صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور سینۂ مبارک سے لگا کر بیقراری سے روتے رہے۔ پھر حضرت خاتونِ جنت کو دے دیا وہ بھی سینے سے لگا کر زار و قطار روئیں۔ کہ جس نے بھی محفل میں آواز سنی رو دیا۔ پھر سیدنا آدم علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے قریب آکر عرض کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَى الْوَلَدِ الطَّيِّبِ، اَلسَّلَامُ عَلَى الْخُلُقِ الطَّيِّبِ اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَكَ فِي ابْنِكَ الْحُسَيْنِ۔

ترجمہ:۔ سلام ہو پاکیزہ فطرت و خصلت والے فرزند پر اللہ آپ کو بہت زیادہ اجر و ثواب عطا فرمائے اور آپ کے فرزند حسین کے بارے میں صبر احسن بخشے۔

اسی طرح حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت ابراہیم علیہم السلام نے بھی تعزیت فرمائی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے فرمایا۔ آپ گواہ رہیں خود اللہ گواہ کافی ہے میری امت کے ان لوگوں پر جنہوں نے میرے بعد میری اولاد کے حق میں مجھے یہ بدلہ دیا ہے۔ پھر ایک فرشتہ نزدیک آکر بولا اے ابوالقاسم! ہمارے دل پاش پاش ہو گئے ہیں آسمانِ دنیا کا انچارج ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ہو تو ابھی آسمان ان بدبختوں پر گرا دوں اور انہیں تباہ و برباد کر کے رکھ دوں ایک اور فرشتہ عرض گزار ہوا۔

سمندروں کا مؤکل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی اطاعت کے لئے مامور کیا ہے اجازت ہو تو ابھی طوفان برپا کر کے انہیں تہس نہس کر دوں، حضور خواجۂ کل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو نبی کی طرف سے اچھی جزا عطا فرمائے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نانا جان! یہ سوئے ہوئے وہی لوگ ہیں جو میرے بھائی کا سر لائے تھے اور اب نگرانی کر رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے میرے رب کے فرشتو میرے بیٹے کے عوض ان سب کو قتل کر دو۔ اللہ کی قسم ایک لمحہ گزرا ہو گا کہ میں نے اپنے تمام ساتھیوں کو ذبح ہوتے دیکھا پھر ایک فرشتہ میری طرف آنے لگا تو میں نے پکارا اے ابوالقاسم! مجھے بچائیے آپ نے فرمایا۔ اسے چھوڑ دو۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے قریب آکر فرمایا تو بھی کیا انہیں ستر مردوں میں سے ہے میں نے کہا ہاں! پس آپ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مجھے منہ کے بل گرا دیا اور فرمایا خدا تجھ پر رحم نہ کرے اور نہ تجھے بخشے، اللہ تیری ہڈیوں کو آتش دوزخ میں جلائے پس یہ وجہ ہے کہ میں اللہ کی رحمت سے ناامید ہوں'۔

حضرت اعمش نے کہا او بدبخت مجھ سے دور ہو کہیں تیری وجہ سے مجھ پر عذاب نہ آجائے۔

ختم شد

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

ہم واقعات کے عینی شاہد ہیں۔ مؤلف نے من وعن حقیقت بیان کی ہے۔
اہل بیت رسول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان نہایت عمدہ ہے اللہ جزائے خیر دے
نیز ہم تصدیق کرتے ہیں کہ مؤلف کتاب ہذا نے ہمارے بارے
میں جو حوالہ دیا ہے۔ وہ بالکل درست ہے۔

حاجی ملک محمد امین صاحب   حاجی احمد رضا شیخ صاحب

سید رشید احمد شاہ صاحب توکلی نوری

سید رشید احمد توکلی نوری بقلم خود

مصنف کتاب ہذا کی مندرجہ ذیل دیگر کتابیں پڑھیں اور دلوں کو نورِ ایمان سے رشہ کریں۔

۱۔ سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	تین جلدوں میں
۲۔ شرح بخاری شریف	زیر طبع
۳۔ مدارج النبوت مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	ترجمہ اردو جناب محمد اشرف صاحب
۴۔ تقلید الامام فی احکام اسلام	امام کی تقلید کی اہمیت
۵۔ مناظرہ اہل حسین و اہل یزید۔	تنازع اہل بیت وصحابۂ رسول میں بے نظیر کتاب۔
۶۔ تبلیغی جماعت دہلی سے رائے ونڈ	تبلیغی جماعت کی سیاہ کاریوں کا انکشاف۔
۷۔ چالیس احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم	